ہماری باتیں صرف انہی سینوں میں سما سکتی ہیں جو امانتدار ہوں۔
(نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۷)

نہج البلاغہ کا اِسناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی اعلی اللہ مقامہ

و

اِسنادِ نہج البلاغہ

فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

مرکز افکار اسلامی

ہر قسم کے استفادہ کی عمومی اجازت ہے

نہج البلاغہ کا استناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی اعلی اللہ مقامہ

و

استناد نہج البلاغہ

فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

ترتیب وتدوین: مقبول حسین علوی
تاریخ اشاعت: نومبر ۲۰۲۱ء
ناشر: مرکز افکار اسلامی
خط وکتابت: پوسٹ بکس نمبر ۶۲۱، راولپنڈی، پاکستان
فون: 0335-1625579
ویب سائٹ: www.afkarislami.com
ایمیل: afkarislami@yahoo.com

مرکز افکار اسلامی

فہرست

پیش گفتار	۵
نہج البلاغہ کا استناد: فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی اعلی اللہ مقامہ	
مقدمہ	۱۳
شرح ابن الحدید	۱۵
نہایہ ابن اثیر	۱۹
لسان العرب	۸۲
قاموس فیروز آبادی	۸۲
سبط ابن جوزی	۸۳
شرح تجرید ملا علی قوشجی	۸۳
الفخری ابن طقطقی	۸۳
مجمع بحار الانوار طاہر فتنی گجراتی	۸۳
شیخ محمد عبدہ	۸۷
شیخ مصطفیٰ غلائینی	۹۳
استاد محمد کرد علی	۹۴
استاد محمد محی الدین عبد الحمید	۹۶
غیر مسلم مصنفین	۱۰۳
عبد المسیح انطاکی	۱۰۳
فواد افرام بستانی	۱۰۷

استنادِ نہج البلاغہ: فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

مقدمہ	۱۲۵
نہج البلاغہ کلام امیر المومنینؑ ہے	۱۲۷
پہلی دلیل	۱۳۳
دوسری دلیل	۱۳۵
تیسری دلیل	۱۳۶
چوتھی دلیل	۱۳۹
پانچویں دلیل	۱۴۱
مندرجات کی حیثیت	۱۴۳
مآخذ کتاب	۱۴۴
دیگر مآخذ	۱۵۵
مآخذ خطبات	۱۵۶
مآخذ خطوط	۲۰۵
مآخذ حکم	۲۱۹
جامعین خطب وغیرہ	۲۵۴
فہرست مآخذ	۲۶۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔

صاحب عقل و فراست انسان کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان کی عظمت کی پہچان رکھتا ہے۔ جو راہیں اُسے کمالِ انسانیت تک پہنچاتی ہیں انہیں تلاش کر کے ان پر گامزن سفر رہتا ہے۔ اِس سفر میں کہیں راستہ تاریک ہو تو چراغ راہ کو غنیمت جانتا ہے۔ کوئی کامل راہنما مل جائے تو مضبوطی سے اُس کا دامن تھام لیتا ہے۔ راہ پر پڑے کانٹوں سے الجھتا نہیں بلکہ ان سے پہلو بچا کر منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

کمال کی منزلوں پر فائز ایک انسانِ کامل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ذات ہے۔ اس ذاتِ گرامی نے ان راہوں کی راہنمائی کے لیے علم کے چراغ روشن کرنا شروع کئے تو کہنے والے نے کہا: یا امیر المؤمنین آپ کو تو علم غیب حاصل ہے۔ جس پر آپ ہنسے اور فرمایا:

لَیْسَ ھُوَ بِعِلْمِ غَیْبٍ، وَ اِنَّمَا ھُوَ تَعَلُّمٌ مِّنْ ذِیْ عِلْمٍ۔

یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسول اللہؐ) سے سیکھی ہوئی باتیں ہیں۔ (خطبہ:۱۲۶)

آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری خطبہ میں خود کو بطور راہنما و امام پیش کیا اور فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ! اِنِّیْ قَدْ بَثَثْتُ لَکُمُ الْمَوَاعِظَ الَّتِیْ وَعَظَ الْاَنْۢبِیَآءُ بِھَا اُمَمَھُمْ، وَ اَدَّیْتُ اِلَیْکُمْ مَاۤ اَدَّتِ الْاَوْصِیَآءُ اِلٰی مَنْۢ بَعْدَھُمْ۔

اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاءؑ اپنی

اُمتوں کو کرتے چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیاءؑ بعد والوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۰)

اسی خطبہ میں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:

لِلّٰهِ اَنْتُمْ! اَتَتَوَقَّعُوْنَ اِمَامًا غَيْرِیْ يَطَاُبِكُمُ الطَّرِيْقَ، وَ يُرْشِدُكُمُ السَّبِيْلَ؟

اللہ تمہیں سمجھے! کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے؟۔

امیر المومنینؑ نے خود کو راہنما و امام ہی نہیں بلکہ چراغِ راہ بھی قرار دیا۔ فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلِیْ بَيْنَكُمْ مَثَلُ السِّرَاجِ فِی الظُّلْمَةِ، يَسْتَضِیْٓءُ بِهٖ مَنْ وَّلَجَهَا. فَاسْمَعُوْا اَيُّهَا النَّاسُ وَ عُوْا، وَ اَحْضِرُوْٓا اٰذَانَ قُلُوْبِكُمْ تَفْهَمُوْا۔

تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے، جیسے اندھیرے میں چراغ کہ جو اس میں داخل ہو، وہ اس سے روشنی حاصل کرے۔ اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو (کھول کر) سامنے لاؤ، تاکہ سمجھ سکو۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۵)

امامؑ نے اہل بیت علیہم السلام کو بلندیوں کو پانے کے لیے ہادی و چراغ قرار دیا اور فرمایا:

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِی الظَّلْمَآءِ، وَ تَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَآءِ، وَ بِنَا انْفَجَرْتُمْ عَنِ السَّرَارِ۔

ہماری وجہ سے تم نے (گمراہی) کی تیرگیوں میں ہدایت کی روشنی پائی اور رفعت و بلندی کی چوٹیوں پر قدم رکھا اور ہمارے سبب سے اندھیری راتوں کو اندھیاریوں سے صبح (ہدایت) کے اجالوں میں آ گئے۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۴)

نہج البلاغہ اسی صاحبِ کمال کی راہنمائیوں پر مبنی کلام ہے اور اسی چراغ کی روشنی کا

شعلہ ہے۔ اپنے کلام کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

وَاِنَّا لَاُمَرَآءُ الْكَلَامِ، وَفِيْنَا تَنَشَّبَتْ عُرُوْقُهٗ، وَعَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُوْنُهٗ۔

اور ہم (اہلبیتؑ) اقلیم سخن کے فرمانروا ہیں۔ وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اُسکی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۲۳۰)

بُرا ہو زمانے کا جس نے ہمیں اس ہادی و راہنما کے کلام سے بیگانہ بنا دیا۔ اس کلام کے مستند ہونے نہ ہونے کے جھگڑوں میں الجھا دیا۔ توحید کے اس معلّم اور رسولؐ کے اس مطیع کی تعلیمات کے حصول کی راہ میں تفرقہ وتعصب کے کانٹے بچھا دئے۔

نہج البلاغہ اُس ذاتِ گرامی کے خطبات وخطوط اور نصائح وحکمت بھرے کلام کا مجموعہ ہے جن کے لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا۔

میں شہرِ علم ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔

یا آپؐ کا ارشاد ہے:

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

میں حکمت کا گھر ہوں علی اُس کا در ہیں۔

بابِ علم وحکمت کے کلام سے استفادے کے لیے ہر دور کے منصف مزاج علماء کوشش کرتے رہے ہیں۔ کبھی ترجمہ تو کبھی حاشیہ اور کبھی شرح تو کبھی درس کی صورت میں اسے علم دوست طبقے تک پہنچاتے رہے ہیں۔ البتہ کچھ افراد نے اس علمی سرمائے پر اختلافات کی دھول ڈالنے کی بھی کوشش کی ہے۔ سید رضیؒ نے ۴۰۰ھ میں امامؑ کے کلام کو جمع کیا اور نہج البلاغہ کے نام سے قوم کے سامنے یہ تحفہ پیش کیا۔ نہج البلاغہ کے سامنے آنے کے تقریباً ڈھائی سو سال بعد ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ نے اپنی کتاب "وفیات الاعیان" میں بہت ہی کمزور انداز سے اس

کتاب کو مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ یُوں ایک مدت بعد نہج البلاغہ پر اعتراضات کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ ان اعتراضات اور شکوک وشبہات کو ہر دور کے شیعہ وسنی علماء نے رد کیا اور امیرالمؤمنینؑ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے کام کیا ہے۔

مشہور اہل سنت عالم ابن ابی الحدید المعتزلی متوفی ۶۵۵ھ نے بیس جلدوں میں نہج البلاغہ کی شرح لکھی جو آج بھی علماء کے ہاں نہایت اہمیت رکھتی ہے اور بارہا شائع ہو چکی ہے۔ سو سال پہلے مصر کے عظیم مفکر اور اتحاد بین المسلمین کے عظیم داعی علّامہ مفتی محمد عبدہ مصری متوفی ۱۳۲۳ھ نے نہج البلاغہ کی تعلیمات کو عام کرنے کی جو سعی کی شاید اتنی کسی دور میں نہ ہوئی ہوگی۔ ان کے نہایت علمی مقدّمے اور حاشیہ کے ساتھ کئی ممالک سے نہج البلاغہ شائع ہوا اور اب بھی شائع ہو رہا ہے۔

نہج البلاغہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور اس میں موجود علمی خزانوں کو قوم کے سامنے لانے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ برصغیر میں اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید رئیس احمد جعفری ندوی نے نہج البلاغہ کے خطبات کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ ۷ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو کراچی میں مکمل کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھی اور نہایت ہی ادبی شخصیت مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے نومبر ۱۹۵۰ء میں دہلی میں نہج البلاغہ کے خطوط کا ترجمہ مکمل کیا۔ نہج البلاغہ کے آخری حصہ کلمات قصار کا ترجمہ شیعہ عالم دین علامہ سید مرتضیٰ حسین صدرالافاضل نے کیا ہے اور ان تین شخصیات کے ترجمہ کو ایک ساتھ لاہور سے اہل سنت پریس شیخ علی اینڈ سنز نے کئی بار شائع کیا۔ اس ترجمہ میں سید رئیس احمد جعفری کا مقالہ "شذرات" اور عبدالرزاق ملیح آبادی کا مقدمہ "پہلا بول" پڑھنے سے علماء اہل سنت کا نہج البلاغہ کے بارے نظریہ واضح ہو جاتا ہے۔

نہج البلاغہ کے استناد و مصادر کی حیثیت واضح کرنے کے لیے اور اُس پر شکوک وشبہات کی دھول اُڑانے والوں کو آئینہ دکھانے کے لئے برصغیر کی مایہ ناز علمی شخصیت لکھنو کے مجتہد

اور علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے سربراہ علامہ سید علی نقی النقوی نے "نہج البلاغہ کا استناد" کے نام سے ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ یہ مقالہ آج سے تقریباً ۸۷ سال پہلے شعبان ۱۳۵۷ھ میں امامیہ مشن لکھنؤ کی طرف سے شائع ہوا۔ اس مقالہ کی اہمیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے مرکز افکارِ اسلامی کی طرف سے اسے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

علاّمہ علی نقی صاحب کی کتاب کے بعد برصغیر کی ایک فاضل اہل سنت شخصیت، برصغیر کی نہایت ہی علمی سرمایہ کی حامل لائبریری "رضا لائبریری رامپور" کے ۵۰ سال تک نظامت سنبھالنے والے محقق جناب خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری نے "استناد نہج البلاغہ" کے نام سے ایک مقالہ لکھا۔ اس لائبریری میں چودہ ہزار سے زیادہ عربی وفارسی خطی نسخے موجود ہیں ہزاروں نایاب یا کمیاب کتابیں موجود ہیں۔ یہ مقالہ پہلی دفعہ مئی ۱۹۵۴ء کو رسالہ فاران کراچی میں شائع ہوا۔ پھر ہفت روزہ شیعہ رسالے "رضا کار" میں اُسی سال شائع ہوا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کا عربی ترجمہ شائع کروایا۔ بعد میں اس کا فارسی ترجمہ بھی شائع ہوا۔ اس مقالے میں مسلسل اضافوں کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۷۲ء میں "الحباب پبلشرز لکھنؤ" سے نہج البلاغہ کے عاشق جناب سید انصار حسین رضوی ماہلی نے اسے بہت خوبصورت طریقے سے شائع کرایا۔

علاّمہ سید علی نقی النقوی نے بھی "نہج البلاغہ کا استناد" لکھنے کے بعد اُس میں اضافے جاری رکھے۔ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ کو اس مقالے کو آخری اضافوں کے ساتھ علاّمہ مفتی جعفر حسینؒ کے نہج البلاغہ کے ترجمہ کے مقدمہ کے طور پر پیش کیا جو علاّمہ مفتی جعفر حسینؒ کے ترجمہ کی تمام اشاعتوں میں شامل ہے۔ مرکز افکارِ اسلامی کے مطبوعہ نہج البلاغہ میں اسے خوبصورت ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا اور ''اہمیت وعظمت نہج البلاغہ'' کے نام سے الگ بھی شائع ہوا۔ اس مقدمہ میں علامہ علی نقیؒ نے عرشی صاحب کے ''اسناد نہج البلاغہ'' کی تعریف کی ہے۔

(نہج البلاغہ مطبوعہ افکار اسلامی ص ۵۲)

نہج البلاغہ کے اسناد و مصادر کے حوالے سے عربی و فارسی میں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ خاص کر سید عبدالزہراء الحسینی الخطیب متوفی ۱۴۱۴ھ کی چار جلدی کتاب "مصادر نہج البلاغہ و اسانیدہ" تکمیل ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ کو اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں بہت شہرت ملی۔ اس کتاب میں ہر خطبے، مکتوب اور کلمات قصار کے مصادر پیش کئے گئے۔ اردو میں اس کتاب کے مصادر کو علّامہ سید ذیشان حیدر جوادی کے ترجمہ نہج البلاغہ کے حاشیہ میں درج کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر مشتاق مہدی صاحب نے بھی اپنی کتاب "معرفت نہج البلاغہ" میں ان مصادر کو درج کیا ہے۔

نہج البلاغہ پر ہونے والے اعتراضات کا اردو میں نہایت مدلل اور تفصیلی جواب علّامہ سبط الحسن الہنسوی نے تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۷۱ھ میں مکمل ہوئی اور لکھنو سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب کمیاب ہے البتہ انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

مرکز افکار اسلامی کی کاوش:

مرکز افکار اسلامی کی طرف سے علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا ترجمۂ نہج البلاغہ مکمل تحقیق اور نئی تدوین کے ساتھ خوبصورت کاغذ و جلد میں شائع ہوا جسے ملک بھر میں بہت پذیرائی ملی۔ مرکز مختلف ذریعوں سے نہج البلاغہ کی ترویج کے لئے کوشاں ہے۔ جو حضرات جس طرح بھی کلام امامؑ کو عام کرنے کی اس کوشش میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ مرکز کتابوں کو تجارتی مقاصد کے لئے نہیں بلکہ فقط تعلیم و تبلیغ کی غرض سے شائع کرتا ہے۔ مرکز کی کتابیں لاگت سے بھی کم قیمت پر دستیاب ہیں۔ محبان امامؑ کوشش کریں ان کتابوں کو خریدیں، خود پڑھیں اور دوسروں کو بطور ہدیہ پیش کریں۔ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے بطور نیاز ان کتابوں کو مجالس و محافل میں تقسیم کریں۔ یہ بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

''نہج البلاغہ کا استناد'' اور ''استناد نہج البلاغہ'' کی اہمیت کے پیش نظر مرکز افکار اسلامی ان دونوں رسالوں کو ایک ساتھ شائع کر رہا ہے۔اس وقت آپ کے ہاتھوں میں برصغیر کی دو نہایت اہم شخصیات ایک اہل تشیع اور ایک اہل سنت کی کتابیں موجود ہیں۔ دونوں محققین نے اپنی کتابوں میں علاّمہ مفتی محمد عبدہ مصری کے نہج البلاغہ کے قدیمی نسخہ کے حوالے دیئے ہیں۔ یہ نسخہ عام دستیاب نہیں ہے اس لیے یہاں شیخ محمد عبدہ کے نسخے کے حوالے کے ساتھ مرکز افکارِ اسلامی کے مطبوعہ نہج البلاغہ ترجمہ علاّمہ مفتی جعفر حسینؒ کو بریکٹ [ ] میں درج کر دیا گیا ہے تا کہ نہج البلاغہ کی اصل عبارت تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکز افکار اسلامی کے حوالے میں خطبہ نمبر، خط نمبر، حکمت نمبر اور صفحہ نمبر لکھ دیا گیا ہے۔

علامہ علی نقی النقوی نے نہج البلاغہ کی عبارتوں کا اردو ترجمہ نہیں لکھا تھا اس لئے اس اشاعت میں عام استفادے کے مدنظر علامہ مفتی جعفر حسینؒ کا ترجمہ مرکز افکار اسلامی نے اضافہ کیا ہے۔ البتہ امتیاز خان عرشی صاحب نے عربی عبارتوں کا ترجمہ خود شامل کیا تھا جسے باقی رکھا گیا ہے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں کلام امیر المومنینؑ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔ اپنی زندگیوں میں ان تعلیمات کو اپنانے کا شرف عطا کرے۔ اس علمی سرمائے کو اختلافات کے حوالے کرنے کے بجائے اپنی نئی نسل کو اس سے آشنا ہونے کی ہمت دے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے اسرار خودی میں امیر المومنینؑ کے کلام کے بارے میں کیا خوب فرمایا:

قوّتِ دین مبین فرموده اش　　کائنات آئین پذیر از دوده اش

والسلام

مقبول حسین علوی

مرکز افکار اسلامی ۔۔۔ نومبر ۲۰۲۱ء

مجھ سے پوچھ لو، اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۹۱)

نہج البلاغہ کا اِستناد

فخر المحققین سید العلماء علامہ سید علی نقی نقوی اعلی اللہ مقامہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَآلِهِ الطَّاهِرِیۡنَ۔

"نہج البلاغہ" ان خطب و مکاتیب اور وصایا و حکم کا نام ہے جو علامہ سید رضی موسوی نے قدیم اور معتبر ترین کتب سے حضرت امیر المؤمنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کے کلام سے جمع فرمائے ہیں۔

اگر قوتِ احساس اور ذوقِ بلاغت کوئی چیز ہے اور اگر کسی کتاب کے طرزِ تحریر اور معیارِ عبارت سے کسی مصنف کی طرف اس کی نسبت کے صحت و عدمِ صحت کو دریافت کیا جا سکتا ہے تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کے سامنے قرآنِ کریم کے کلامِ الٰہی ہونے کا بہترین ثبوت اس کا محیر العقول طرزِ بیان اور ہمت شکن اسلوبِ کلام ہے جس سے انسانی طاقتیں عاجز نظر آتی ہیں۔ اسی طرح نہج البلاغہ کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کا بہترین ثبوت اس کا حیرت انگیز معیارِ فصاحت اور عنوانِ بیان ہے جس سے عام انسانوں کی طاقتیں قاصر ہیں۔

اسی بنا پر اگرچہ نہج البلاغہ ایک شیعی عالم کی جمع کی ہوئی کتاب ہے لیکن اس کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کا اعتراف روادار اور وسیع النظر علمائے اہل سنت نے بھی کیا ہے اور انہوں نے اس کتاب کو بہترین ثبوت امیر المؤمنینؑ کے درجہ فصاحت و بلاغت کا قرار دیا ہے۔

وہ کشادہ حوصلگی کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ کتاب کلامِ خالق کے

ماتحت ہر مخلوق کے کلام سے بلند ہے جن میں سے بعض تصریحات جو سرِ دست ہمارے پیش نظر ہیں درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) علامہ ابو حامد عبد الحمید بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن ابی الحدید مدائنی بغدادی متوفی ۶۵۵ھ جنہوں نے اس کتاب کی مبسوط شرح لکھی ہے، وہ حضرت امیرؑ کے فضائلِ ذاتیہ میں فصاحت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اَمَّا الْفَصَاحَةُ فَهُوَ اِمَامُ الْفُصَحَآءِ وَ سَيِّدُ الْبُلَغَآءِ وَ عَنْ كَلَامِهٖ قِيْلَ دُوْنَ كَلَامِ الْخَالِقِ وَ فَوْقَ كَلَامِ الْمَخْلُوْقِيْنَ وَ مِنْهُ تَعَلَّمَ النَّاسُ الْخِطَابَةَ وَ الْكِتَابَةَ۔ قَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ يَحْيٰى حَفِظْتُ سَبْعِيْنَ خُطْبَةً مِنْ خُطَبِ الْاَصْلَعِ فَفَاضَتْ ثُمَّ فَاضَتْ وَ قَالَ ابْنُ نُبَاتَةَ حَفِظْتُ مِنَ الْخِطَابَةِ كَنْزاً لَا يَزِيْدُهُ الْاِنْفَاقُ اِلَّا سَعَةً وَ كَثْرَةً حَفِظْتُ مِائَةَ فَصْلٍ مِنْ مَوَاعِظِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام وَ لَمَّا قَالَ مِحْقَنُ بْنُ اَبِيْ مِحْقَنٍ لِمُعَاوِيَةَ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ اَعْيَا النَّاسِ قَالَ لَهٗ وَيْحَكَ كَيْفَ يَكُوْنُ اَعْيَ النَّاسِ فَوَ اللّٰهِ مَا سَنَّ الْفَصَاحَةَ لِقُرَيْشٍ غَيْرُهٗ وَ يَكْفِيْ هٰذَا الْكِتَابُ الَّذِيْ نَحْنُ شَارِحُوْهُ دَلَالَةً عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُجَارٰى فِي الْفَصَاحَةِ وَ لَا يُبَارٰى فِي الْبَلَاغَةِ.

"فصاحت کا آپ کی یہ عالم ہے کہ آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سرگروہ ہیں، آپ ہی کے کلام کے متعلق یہ مقولہ ہے کہ وہ خالق کے کلام کے نیچے اور تمام مخلوقین کے کلام سے بالاتر ہے اور آپ ہی سے دنیا نے خطابت و کتابت کے فن کو سیکھا۔ عبد الحمید بن یحییٰ نے کہا کہ میں نے ستر خطبے حضرت علیؑ کے خطبوں

سے یاد کیے تو انہوں نے مجھے فیض پہنچایا اور کتنا فیض پہنچایا۔ اور ابن نباتہ نے کہا ہے کہ میں نے خطابت کا وہ ذخیرہ محفوظ کیا ہے جو صرف ہونے سے بڑھتا ہی جائے گا۔ میں نے سو فصلیں مواعظِ علی ابن ابیطالبؑ میں سے یاد کی ہیں۔ اور جب محقن ابن ابی محقن نے (خوشامد میں) معاویہ سے کہا کہ میں سب سے زیادہ گنگ شخص کے پاس سے آ رہا ہوں تو معاویہ نے کہا کہ خبردار! وہ گنگ کیسے کہے جا سکتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم فصاحت کا راستہ قریش کو نہیں دکھایا مگر انہوں نے اور کافی ہے یہی کتاب جس کی ہم شرح لکھ رہے ہیں اس امر کے ثابت کرنے میں کہ حضرت فصاحت میں وہ بلند درجہ رکھتے ہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ نہیں چل سکتا اور بلاغت میں آپ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا"۔

علامہ مذکور دوسرے موقع پر لکھتے ہیں:

اَنَّ كَثِيْرًا مِنْ فُصُوْلِهٖ دَاخِلٌ فِيْ بَابِ الْمُعْجِزَاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ؛ لِاِشْتِمَالِهَا عَلَى الْاَخْبَارِ الْغَيْبِيَّةِ، وَخُرُوْجِهَا عَنْ وُسْعِ الطَّبِيْعَةِ الْبَشَرِيَّةِ.

اس کتاب کے اکثر مقامات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ غیبی خبروں پر مشتمل ہیں اور انسانی طاقت کے حدود سے بالاتر ہیں۔

اور خصوصیت سے خطبہ شقشقیہ کے متعلق جو اکثر اشخاص کے اغراضِ مذہبی کے خلاف ہونے کی بناء پر خصوصیت سے شبہات وشکوک کا آماج گاہ بنایا جاتا ہے۔ علامہ ابن ابی الحدید نے اپنے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب واسطی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جب اپنے استاد شیخ ابومحمد عبداللہ بن احمد معروف با بن خشاب کے سامنے یہ خطبہ پڑھا تو ان سے دریافت کیا: اَتَقُوْلُ اَنَّهَا مَنْحُوْلَةٌ؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ خطبہ صحیح نہیں ہے

اور بنایا ہوا ہے؟

ابن خشاب نے کہا:

لَا وَاللّٰهِ وَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا كَلَامُهٗ كَمَا اَعْلَمُ اَنَّكَ مُصَدَّقٌ.

ہرگز نہیں بلکہ مجھے اس بات کا کہ حضرت علیؑ کا کلام ہے اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات کا کہ تم مصدّق ہو۔

مصدّق نے کہا:

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهَا مِنْ كَلَامِ الرَّضِيِّ.

اکثر لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ وہ خود سید رضی کا لکھا ہو ہے۔

ابن خشاب نے کہا:

اَنَّ لِلرَّضِيِّ وَلِغَيْرِ الرَّضِيِّ هٰذَا النَّفَسُ وَهٰذَا الْاَسْلُوْبُ؟ قَدْ وَقَفْنَا عَلٰى رَسَائِلِ الرَّضِيِّ، وَعَرَفْنَا طَرِيْقَتَهٗ وَفَنَّهٗ فِي الْكَلَامِ الْمَنْثُوْرِ، وَمَا يَقَعُ مَعَ هٰذَا الْكَلَامِ فِيْ خَلٍّ وَلَا خَمْرٍ: ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ وَقَفْتُ عَلٰى هٰذِهِ الْخُطْبَةِ فِيْ كُتُبٍ صُنِّفَتْ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ الرَّضِيُّ بِمِائَتَيْ سَنَةٍ، وَلَقَدْ وَجَدْتُهَا مَسْطُوْرَةً بِخُطُوْطٍ اَعْرِفُهَا، وَاَعْرِفُ خُطُوْطَ مَنْ هُوَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَهْلِ الْاَدَبِ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ النَّقِيْبُ اَبُوْ اَحْمَدَ وَالِدُ الرَّضِيِّ.

بھلا رضی یا رضی کے علاوہ کسی اور کو کہاں یہ قدرت اور یہ طرز بیان، ہم نے سید رضی کے خطوط دیکھے ہیں اور ان کے طرز نگارش کو پہچانتے یں۔ اس کو اس کلام سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ خدا کی قسم میں نے اس خطبہ کو ان کتابوں میں دیکھا ہے جو رضی کی پیدائش کے دوسو سال پہلے تصنیف ہوئی ہیں اور میں نے اس کو

ایسے علماء وادباء کے خطوط سے لکھا پایا ہے جن کی تحریر کو میں پہچانتا ہوں اور وہ ابواحمد نقیب یعنی سید رضی کے والد کے بھی خلق ہونے کے پہلے تھے۔

اس کے بعد خود علامہ ابن ابی الحدید کا بیان ہے:

وَقَدْ وَجَدْتُ اَنَا كَثِيْرًا مِنْ هٰذِهِ الْخُطْبَةِ فِيْ تَصَانِيْفِ شَيْخِنَا اَبِي الْقَاسِمِ الْبَلَخِيّ اِمَامُ الْبَغْدَادِيِّيْنَ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ، وَكَانَ فِيْ دَوْلَةِ الْمُقْتَدِرِ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ الرَّضِيُّ بِمُدَّةٍ طَوِيْلَةٍ. وَوَجَدْتُ اَيْضًا كَثِيْرًا مِنْهَا فِيْ كِتَابِ اَبِيْ جَعْفَرِ بْنِ قُبَّةِ اَحَدُ مُتَكَلِّمِيّ الْاِمَامِيَّةِ وَهُوَ الْكِتَابُ الْمَشْهُوْرُ الْمَعْرُوْفُ بِكِتَابِ "اَلْاِنْصَافُ". وَكَانَ اَبُوْ جَعْفَرٍ هٰذَا مِنْ تَلَامِذَةِ الشَّيْخِ اَبِي الْقَاسِمِ الْبَلَخِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَمَاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ الرَّضِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْجُوْدًا.

میں نے اس خطبہ کے اکثر اجزاء شیخ ابوالقاسم بلخی بغدادی کے تصانیف میں دیکھے ہیں جو سید رضیؒ کی پیدائش کے بہت پہلے مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ میں تھے۔ نیز اکثر اجزاء اس کے ابوجعفر بن قبہؒ کی کتاب "الانصاف" میں دیکھے ہیں۔ یہ فرقہ امامیہ کے متکلم تھے اور شیخ ابوالقاسم بلخی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور اسی زمانہ میں انکا انتقال ہو گیا قبل اس کے کہ علامہ سید رضیؒ عالمِ وجود میں آئیں۔

(۲) ابوالسعادات مبارک مجدالدین ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ میں جنہوں نے اپنی مشہور کتاب (النهاية في غريب الحديث والاثر) میں نہج البلاغہ کے مندرجہ خطب و کتب کو الفاظ امیر المؤمنینؑ تسلیم کرتے ہوئے ان کے الفاظ کو حل کیا ہے۔

چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے داہنی طرف نہج البلاغہ اور بائیں طرف نہایہ ابن اثیر دونوں کتابیں کھلی رکھی ہیں اور ہم نہج البلاغہ سے سلسلہ وار فقرات نقل کرکے نہایہ ابن اثیر میں ان کا وجود ثابت کرتے ہیں جس کے بعد دیکھنے والے کو کوئی شبہ باقی نہ رہے گا کہ نہج البلاغہ کے مندرجہ عبارات علمائے اسلام کے نزدیک امیر المؤمنینؑ کی طرف صحیح نسبت رکھتے ہیں۔

(۱) نہج البلاغہ مطبوعہ مصر ص ۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ مرکز افکار اسلامی خطبہ ۱، ص ۹۲]:

{ثُمَّ اَنْشَاَ سُبْحَانَهٗ ۔ فَتْقَ الْاَجْوَآءِ، وَشَقَّ الْاَرْجَآءِ، وَسَكَآئِكَ الْهَوَآءِ. }

پھر یہ کہ اس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف و اکناف اور خلا کی وسعتیں خلق کیں۔

نہایہ لغت؛ (جَوِیَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فَتْقَ الاَجْوَآءِ، وَشَقَّ الاَرْجَآءِ.

نہایہ لغت؛ (سَكَكَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ شَقَّ الْاَرْجَآءِ، وَسَكَآئِكَ الْهَوَآءِ.

(۲) صفحہ ۲۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{فَرَفَعَهٗ فِيْ هَوَآءٍ مُّنْفَتِقٍ، وَجَوٍّ مُّنْفَهِقٍ. }

اللہ تعالیٰ نے وہ جھاگ ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اٹھائی۔

نہایہ لغت؛ (فَهَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ هَوَآءٍ مُّنْفَتِقٍ، وَجَوٍّ مُّنْفَهِقٍ.

ایضاً صفحہ ۲۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{بِغَيْرِ عَمَدٍ يَّدْعَمُهَا، وَلَا دِسَارٍ يَّنْظِمُهَا. }

نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی، نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت۔

نہایہ لغت؛ (دَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ رَفَعَهَا بِغَيْرِ عَمَدٍ يَّدْعَمُهَا، وَلَا دِسَارٍ يَّنْظِمُهَا.

(۳) صفحہ ۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۳]:

{فِيْ فَلَكٍ دَآئِرٍ، وَسَقْفٍ سَآئِرٍ، وَرَقِيْمٍ مَآئِرٍ. }

گھومنے والے فلک، چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔

نہایہ لغت؛ (رَقَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ صِفَةِ السَّمَآءِ: سَقْفٌ سَائِرٌ وَرَقِيْمٌ مَائِرٌ.

(۴) صفحہ ۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱، ص ۹۴]:

{تُرْبَةً سَنَّهَا بِالْمَاءِ حَتّٰى خَلَصَتْ، وَ لَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ.}

اسے (مٹی کو) پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اس میں لس پیدا ہو گیا۔

نہایہ لغت؛ (لَزِبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ.

نہایہ لغت؛ (لَوَطَ): فِي خُطْبَةِ عَلِيٍّ ولَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزُبَتْ.

(۵) صفحہ ۳۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲، ص ۹۴]:

{وَ النَّاسُ فِيْ فِتَنٍ اِنْجَذَمَ فِيْهَا حَبْلُ الدِّيْنِ، وَ تَزَعْزَعَتْ سَوَارِي الْيَقِيْنِ، وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ وَ تَشَتَّتَ الْاَمْرُ.}

اور لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل، اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے۔

نہایہ لغت؛ (نَجَرَ): وَفِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ، وتَشَتَّتَ الْاَمْرُ.

(۶) صفحہ ۳۵، خطبہ شقشقیہ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۰]:

{وَ طَفِقْتُ اَرْتَئِيْ بَيْنَ اَنْ اَصُوْلَ بِيَدٍ جَذَّآءَ، اَوْ اَصْبِرَ عَلٰى طَخْيَةٍ عَمْيَآءَ.}

اور سوچنا شروع کیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں یا اس سے بھیانک تیرگی پر صبر کر لوں۔

نہایہ لغت؛ (جَذَّ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ اَصُوْلُ بِيَدٍ جَذَّآءَ، وَيُرْوٰى بِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ.

نہایہ لغت؛ (حَذَذَ): فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ اَصُوْلُ بِيَدٍ حَذَّآءَ، وَيُرْوٰى بِالْجِيْمِ.

وَ كَاَنَّهَا بِالْجِيْمِ اَشْبَهُ.

(۷) صفحہ ۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَ اِنْ اَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ.}

جس کا اس سے سابقہ پڑے وہ ایسا ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچتا ہے تو (اس کی منہ زوری سے) اس کی ناک کا درمیانی حصہ ہی شگافتہ ہوا جاتا ہے (جس کے بعد مہار دینا ہی ناممکن ہو جائے گا) اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مہلکوں میں پڑ جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (شَنَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ.

(۸) صفحہ ۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{لٰكِنِّيْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا، وَ طِرْتُ اِذْ طَارُوْا.}

مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ اونچے ہو کر اڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں (یعنی حتی الامکان کسی صورت سے نباہ کرتا رہوں)۔

نہایہ لغت؛ (سَفَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنِّيْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا.

(۹) صفحہ ۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{اِلٰى اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ، نَافِجًا حِضْنَيْهِ بَيْنَ نَثِيْلِهٖ وَ مُعْتَلَفِهٖ.}

یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا۔

نہایہ لغت؛ (نَفَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ نَافِجاً حِضْنَيْهِ.

نہایہ لغت؛ (نَثَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: بَيْنَ نَثِيْلِهٖ وَ مُعْتَلَفِهٖ.

(۱۰) صفحہ ۴۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۱]:

{قَامَ مَعَهٗ بَنُوْ اَبِيْهِ يَخْضِمُوْنَ مَالَ اللّٰهِ خَضْمَةَ الْاِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيْعِ.}

اس کے ساتھ اس کے بھائی بند اٹھ کھڑے ہوئے جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصلِ ربیع کا چارہ چرتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (خَضَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَقَامَ اِلَيْهِ بَنُوْ اُمَيَّةَ يَخْضَمُوْنَ مَالَ اللّٰهِ خَضْمَ الْاِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيْعِ.

(۱۱) ایضاً صفحہ ۴۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{مُجْتَمِعِيْنَ حَوْلِيْ كَرَبِيْضَةِ الْغَنَمِ.}

وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔

نہایہ لغت؛ (رَبَضَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَالنَّاسُ حَوْلِيْ كَرَبِيْضَةِ الْغَنَمِ.

(۱۲) صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ، وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا.}

لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کُھب گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔

نہایہ لغت؛ (حَلَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ.

نہایہ لغت؛ (زَبْرَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ، وَ رَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا.

(۱۳) ایضاً صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{اَمَا وَ الَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ.}

دیکھو! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں۔

نہایہ لغت؛ (فَلَقَ): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ وَ الَّذِيۡ فَلَقَ الۡحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ.

نہایہ لغت؛ (نَسَمَ): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ وَ الَّذِيۡ فَلَقَ الۡحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ.

(۱۴) ایضاً صفحہ ۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۲]:

{لَاَلۡفَيۡتُمۡ دُنۡيَاكُمۡ هٰذِهٖ اَزۡهَدَ عِنۡدِيۡ مِنۡ عَفۡطَةِ عَنۡزٍ.}

اورتم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابلِ اعتنا پاتے۔

نہایہ لغت؛ (عَفَطَ): فِيۡ حَدِيۡثِ عَلِيٍّ: وَلَكَانَتۡ دُنۡيَاكُمۡ هٰذِهٖ اَهۡوَنَ عَلَيَّ مِنۡ عَفۡطَةِ عَنۡزٍ.

نہایہ لغت؛ (عَطَفَ): فِيۡ حَدِيۡثِ عَلِيٍّ: وَلَكَانَتۡ دُنۡيَاكُمۡ هٰذِهٖ اَهۡوَنَ عَلَيَّ مِنۡ عَطۡفَةِ عَنۡزٍ.

(اس قسم کا جزئی اختلاف، اختلافِ نسخ کا نتیجہ ہے، جس سے کوئی قدیمی کتاب محفوظ نہیں ہوا کرتی۔)

(۱۵) صفحہ ۴۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۳]:

{تِلۡكَ شِقۡشِقَةٌ هَدَرَتۡ ثُمَّ قَرَّتۡ.}

یہ تو "شقشقہ" تھا (گوشت کا وہ نرم لوتھڑا جو اونٹ کے منہ سے مستی و ہیجان کے وقت نکلتا ہے) جو اُبھر کر دب گیا۔

نہایہ لغت؛ (شَقۡشَقَ): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ فِيۡ خُطۡبَةٍ لَهٗ تِلۡكَ شِقۡشِقَةٌ هَدَرَتۡ ثُمَّ قَرَّتۡ.

یہاں تک سب خطبہ شقشقیہ کے الفاظ تھے۔

(۱۶) صفحہ ۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵، ص ۱۳۱]:

{بَلِ انۡدَمَجۡتُ عَلٰى مَكۡنُوۡنِ عِلۡمٍ لَوۡ بُحۡتُ بِهٖ لَاضۡطَرَبۡتُمۡ اضۡطِرَابَ الۡاَرۡشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الۡبَعِيۡدَةِ.}

البتہ ایک علم پوشیدہ میرے سینے کی تہوں میں لپٹا ہوا ہے کہ اسے ظاہر کر دوں تو

تم اسی طرح پیچ وتاب کھانے لگو جس طرح گہرے کنوؤں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (دمج): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ بَلِ انْدَمَجْتُ عَلٰى مَكْنُوْنِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهٖ لَاضْطَرَبْتُمُ اضْطِرَابَ الْاَرْشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الْبَعِيْدَةِ.

(۱۷) صفحہ ۴۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷، ص ۱۳۵]:

{فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ، وَ زَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ.}

اس نے انہیں خطاؤں کی راہوں پر لگایا ہے اور بُری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (خطل): فِيْ خُطْبَةِ عَلِيٍّ فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ، وَ زَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ.

(۱۸) صفحہ ۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸، ص ۱۳۶]:

{فَقَدْ اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيْجَةَ.}

اس نے بیعت کا اقرار کرلیا، لیکن اس کا اِدّعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا۔

نہایہ لغت؛ (ولج): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيْجَةَ.

(۱۹) صفحہ ۵۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳، ص ۱۴۴]:

{وَايْمُ اللهِ لَتَغْرَقَنَّ بَلْدَتُكُمْ حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِيْنَةٍ، اَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ. [وَ فِيْ رِوَايَةٍ] كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ.}

خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہوکر رہے گا، اس حد تک کہ اس کی مسجد کشتی کے اگلے حصے یا سینے کے بل بیٹھے ہوئے شتر کی طرح گویا مجھے نظر آرہی ہے۔ [ایک اور روایت میں اس طرح ہے] جیسے پانی کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔

نہایہ لغت؛ (جؤجؤ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ

سَفِيْنَةٍ، اَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ، كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ.

(۲۰) صفحہ ۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۳]:

{ذِمَّتِيْ بِمَآ اَقُوْلُ رَهِيْنَةٌ، ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴾}

اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں۔

نہایہ لغت؛ (ذَمَمَ) صفحہ: فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذِمَّتِيْ رَهِيْنَةٌ، وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ.

نہایہ لغت؛ (زَعَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذِمَّتِيْ رَهِيْنَةٌ، وَ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ.

(۲۱) صفحہ ۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۳]:

{وَ الَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً، وَ لَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً.}

اس ذات کی قسم جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق وصداقت کے ساتھ بھیجا! تم بری طرح تہ و بالا کیے جاؤ گے اور اس طرح چھانٹے جاؤ گے جس طرح چھلنی سے کسی چیز کو چھانا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (بَلْبَلَ) مِنْهُ خُطْبَةُ عَلِيٍّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً، وَ لَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً.

(۲۲) ایضاً صفحہ ۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۴]:

{وَاللّٰهِ! مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً وَّ لَا كَذَبْتُ كِذْبَةً.}

خدا کی قسم! میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی، نہ کبھی کذب بیانی سے کام لیا۔

نہایہ لغت؛ (وَشَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَاللّٰهِ! مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً.

(۲۳) صفحہ ۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۵]:

{لَا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوٰى سِنْخُ اَصْلٍ، وَلَا يَظْمَاُ عَلَيْهَا زَرْعُ قَوْمٍ.}

وہ اصل و اساس، جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی اور اس کے ہوتے ہوئے کسی

قوم کی کشت (عمل) بے آب و خشک نہیں رہتی۔

نہایہ لغت؛ (سَنَخَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَا يَظْمَأُ عَلَى التَّقْوٰى سِنْخُ اَصْلٍ.

یہ بھی اختلافِ نسخہ کا نتیجہ ہے۔

(۲۴) صفحہ ۵۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷، ص ۱۵۸]:

{وَ رَجُلٌ قَمَشَ جَهْلًا مُّوْضِعٌ فِيْ جُهَّالِ الْاُمَّةِ، عَادٍ فِيْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.}

اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے جہالت کی باتوں کو (ادھر ادھر سے) بٹور لیا ہے۔ وہ اُمت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور فتنوں کی تاریکیوں میں غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے۔

محشی لکھتے ہیں؛ وَ يُرْوٰى غَارَ فِيْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.

نہایہ لغت؛ (غَبَشَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ قَمَشَ عِلْمًا غَارًّا بِاَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.

(۲۵) صفحہ ۶) صفحہ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۹]:

{يُذْرِی الرِّوَايَاتِ اِذْرَآءَ الرِّيْحِ الْهَشِيْمَ.}

وہ روایات کو اس طرح درہم برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو۔

محشی کتاب محمد عبدہ لکھتے ہیں: وَ يُرْوٰى يَذْرُو الرِّوَايَاتِ كَمَا تَذْرُو الرِّيْحُ الْهَشِيْمَ.

نہایہ لغت؛ (ذَرَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ يَذْرُو الرِّوَايَةَ ذَرْوَ الرِّيْحِ الْهَشِيْمَ.

(۲۶) صفحہ ٦٦ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص ۱۷۲]:

{اَلَا وَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهٗ، وَ اسْتَجْلَبَ جَلَبَهٗ.}

معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ذَمَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهٗ.

(۲۷) صفحہ ۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص ۱۷۲]:

{هَبِلَتْهُمُ الْهَبُوْلُ، لَقَدْ كُنْتُ وَ مَا اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ.}

رونے والیاں ان کے غم میں روئیں! میں تو ہمیشہ ایسا رہا کہ جنگ سے مجھے دھمکایا نہیں جاسکا۔

نہایہ لغت؛ (هَبَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ هَبِلَتْهُمُ الْهَبُوْلُ.

(۲۸) ایضاً صفحہ ۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص ۱۷۵]:

{فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً.}

لہذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال و نفس میں فروانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لیے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے۔

نہایہ لغت؛ (غَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ فَلَا تَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً.

(۲۹) ایضاً صفحہ ۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص ۱۷۵]:

{فَاِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَتُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَانَ كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ.}

جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے، وہ اس کامیاب جواری کی مانند ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَلَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنَّ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ يَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَ تُغْرٰى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ.

نہایہ لغت؛ (یَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِنَّ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَآءَةً تَظْهَرُ يَخْشَعُ لَهَا اِذَا ذُكِرَتْ، وَ تُغْرِي بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَالْيَاسِرِ الْفَالِجِ.

(۳۰) صفحہ ۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۵، ص ۱۷۸]:

{اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.}

خدایا! ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (مَيَثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَآءِ.

(۳۱) صفحہ ۷۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۲]:

{اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَ شَمْلَةَ الْبَلَآءِ، وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَ الْقَمَآءِ.}

خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہنا اور مصیبت وابتلا کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَيَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ دُيِّثَ بِالصَّغَارِ.

(۳۲) صفحہ ۷۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۳]:

{فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ اِلَيْهِم فِيْ اَيَّامِ الْحَرِّ قُلْتُمْ: هٰذِهٖ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ اَمْهِلْنَا يُسَبَّخْ عَنَّا الْحَرُّ، وَ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ اِلَيْهِمْ فِي الشِّتَآءِ قُلْتُمْ: هٰذِهٖ صَبَارَّةُ الْقُرِّ اَمْهِلْنَا يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ.}

اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی گرمی کا زمانہ ہے، اتنی مہلت دیجئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے۔ اور اگر سردیوں میں چلنے کے لیے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے،

اتنا ٹھہر جایئے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔

نہایہ لغت؛ (حَمَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: حَمَارَّةُ الْقَيْظِ اَيْ شِدَّةُ الْقَيْظِ.

نہایہ لغت؛ (سَبَخَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَمْهِلْنَا يُسَبَّخُ عَنَّا الْحَرُّ اَيْ يُخَفَّفُ.

نہایہ لغت؛ (صَبَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: قُلْتُمْ: هٰذِهِ صَبَارَّةُ الْقُرِّ.

(۳۳) صفحہ ۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۴]:

{لَقَدْ نَهَضْتُ فِيْهَا وَ مَا بَلَغْتُ الْعِشْرِيْنَ، وَ هَا اَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّيْنَ!}

میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب وضرب کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور اب تو ساٹھ سے بھی اوپر ہو گیا ہوں۔

محشی کتاب علامہ محمد عبدہ تحریر کرتے ہیں:

فِي الْخُطْبَةِ رَوَايَاتٌ اُخْرٰى لَا تَخْتَلِفُ عَنْ رِوَايَةِ الشَّرِيْفِ فِي الْمَعْنٰى، وَاِنْ اِخْتَلَفَتْ عَنْهَا فِيْ بَعْضِ الْاَلْفَاظِ، اُنْظُرِ الْكَامِلَ لِلْمُبَرَّدِ.

اس خطبہ میں نسخے مختلف ہیں اور الفاظ میں بہت فرق ہے۔ دیکھو کتاب کامل مبرد۔

نہایہ لغت؛ (ذَرَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَا اَنَا الْآنَ قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ.

(۳۴) صفحہ ۸۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۹، ص ۱۸۸]:

{مَنْ رَّمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ.}

اور جس نے تم کو (تیروں کی طرح) دشمنوں پر پھینکا ہو اس نے گویا ایسا تیر پھینکا ہے جس کا سوفار ٹوٹ چکا ہو اور پیکان بھی شکستہ ہو۔

نہایہ لغت؛ (فَوَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَمَنْ رَّمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ.

نہایہ لغت؛ (نَصَلَ): مِنۡہُ حَدِیۡثُ عَلِیٍّ وَمَنۡ رَّمٰی بِکُمۡ فَقَدۡ رَمٰی بِاَفۡوَقَ نَاصِلٍ.

(۳۵) صفحہ ۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص ۱۹۷]:

{فَھُمۡ بَیۡنَ شَرِیۡدٍ نَّادٍّ، وَ خَآئِفٍ مَّقۡمُوۡعٍ، وَ سَاکِتٍ مَّکۡعُوۡمٍ.}

ان میں کچھ تو وہ ہیں جو دنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف وہراس کے عالم میں ذلتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے منہ باندھ دیئے گئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (کَعَمَ): مِنۡہُ حَدِیۡثُ عَلِیٍّ فَھُمۡ بَیۡنَ شَرِیۡدٍ نَّادٍّ، وَ خَآئِفٍ مَّقۡمُوۡعٍ، وَسَاکِتٍ مَّکۡعُوۡمٍ.

(۳۶) صفحہ ۸۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص ۱۹۸]:

{فَھُمۡ فِیۡ بَحۡرٍ اُجَاجٍ، اَفۡوَاھُھُمۡ ضَامِزَۃٌ، وَ قُلُوۡبُھُمۡ قَرِحَۃٌ.}

وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر وہ پیاسے ہیں)۔ ان کے منہ بند اور دل مجروح ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ضَمَزَ): فِیۡ حَدِیۡثِ عَلِیٍّ: اَفۡوَاھُھُمۡ ضَامِزَۃٌ، وَ قُلُوۡبُھُمۡ قَرِحَۃٌ.

(۳۷) صفحہ ۹۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۴، ص ۲۰۰]:

{لَاَظُنُّ بِکُمۡ اَنۡ لَّوۡ حَمِسَ الۡوَغٰی، وَاسۡتَحَرَّ الۡمَوۡتُ، قَدِ انۡفَرَجۡتُمۡ عَنِ ابۡنِ اَبِیۡ طَالِبٍ انۡفِرَاجَ الرَّاۡسِ.}

میں تمہارے متعلق یہ گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو تو تم ابن ابی طالب سے اس طرح کٹ جاؤ گے جس طرح بدن سے سر۔

نہایہ لغت؛ (حَمِسَ): فِیۡ حَدِیۡثِ عَلِیٍّ: حَمِسَ الۡوَغٰی، وَ اسۡتَحَرَّ الۡمَوۡتُ.

(۳۸) صفحہ ۹۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶، ص ۲۰۷]:

{فَاَنَا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ اَنۡ تُصۡبِحُوۡا صَرۡعٰی بِاَثۡنَآءِ ھٰذَا النَّھۡرِ، وَ

بِاَهْضَامِ هٰذَا الْغَآئِطِ.

میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں کہ تم لوگ اس نہر کے موڑوں اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر قتل ہو ہو کر گرے ہوئے ہوگے۔

نہایہ لغت؛(هَضَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ صَرْعٰى بِاَثْنَآءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَاَهْضَامِ هٰذَا الْغَآئِطِ.

(۳۹) صفحہ ۹۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶،ص ۲۰۷]:

{وَلَمْ اٰتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا، وَلَا اَرَدْتُّ لَكُمْ ضُرًّا.}

خدا تمہارا برا کرے میں نے تمہیں نہ کسی مصیبت میں پھنسایا ہے نہ تمہارا برا چاہا تھا۔

نہایہ لغت؛ (بَجَرَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ لَمْ آتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا.

(۴۰) صفحہ ۹۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۹،ص ۲۱۰]:

{ثُمَّ خَرَجَ اِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ مُتَذَآئِبٌ ضَعِيْفٌ. ﴿كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾.}

پھر میرے پاس تم لوگوں کی ایک چھوٹی سی متزلزل و کمزور فوج آئی، اس عالم میں کہ گویا اسے اس کی نظروں کے سامنے موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

نہایہ لغت؛ (ذَاَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: خَرَجَ مِنْكُمْ اِلَيَّ جُنَيْدٌ مُتَذَآئِبٌ ضَعِيْفٌ.

(۴۱) صفحہ ۱۰۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۸،ص ۲۱۹]:

{بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِيْ، وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَا الْمِلْطَاطِ، حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرِيْ.}

میں نے فوج کا ہراول دستہ آگے بھیج دیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ میرا فرمان پہنچنے تک اس دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے رہے۔

نہایہ لغت؛ (مَلَط): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَا الْمِلْطَاطِ، حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ اَمْرِيْ.

(۴۲) صفحہ ۱۰۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۱، ص ۲۲۱]:

{اَلَا وَ اِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ لُمَةً مِّنَ الْغُوَاةِ، وَ عَمَسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ.}

معاویہ گمراہ سرپھروں کا ایک چھوٹا سا جتھا لیے پھرتا ہے اور واقعات سے انہیں اندھیرے میں رکھ چھوڑا ہے۔

نہایہ لغت؛ (لَمَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَلَا وَاِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ لُمَةً مِّنَ الْغُوَاةِ.

(۴۳) صفحہ ۱۱۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۲، ص ۲۲۳]:

{فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْاِدَاوَةِ، اَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ.}

دنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے جتنا برتن میں تھوڑا سا بچا پانی یا نپا تلا ہوا جرعۂ آب۔

نہایہ لغت؛ (مَقَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ.

(۴۴) صفحہ ۱۱۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۷، ص ۲۲۷]:

{اَمَا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ رَجُلٌ رَّحْبُ الْبُلْعُوْمِ، مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ.}

میرے بعد جلد ہی تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جس کا حلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہوگا۔

نہایہ لغت؛ (دَحَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: سَيَظْهَرُ بَعْدِيْ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ.

(۴۵) صفحہ ۱۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۸، ص ۲۲۹]:

{اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ اٰبِرٌ.}

تم پر سخت آندھیاں آئیں اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے۔

شریف رضیؒ لکھتے ہیں؛ وَ يُرْوٰى آثِرٌ وَ هُوَ اَصَحُّ الْوُجُوْهِ عِنْدِىْ... وَ يُرْوٰى آبِرٌ.

نہایہ لغت؛ (اَبَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ دُعَائِهٖ عَلَى الْخَوَارِجِ اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا بَقِيَ مِنْكُمْ آبِرٌ.

نہایہ لغت؛ (اَثَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ دُعَائِهٖ عَلَى الْخَوَارِجِ وَ لَا بَقِيَ مِنْكُمْ آثِرٌ وَالْمَرْوِيُّ فِيْهِ بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ.

(۴۶) صفحہ ۱۲۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]:

{وَ اَكْمِلُوا اللَّاْمَةَ، وَ قَلْقِلُوْا السُّيُوْفَ فِيْ اَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا. وَ الْحَظُوا الْخَزْرَ، وَاطْعُنُوا الشَّزْرَ، وَ نَافِحُوْا بِالظُّبَا، وَ صِلُوا السُّيُوْفَ بِالْخُطَا.}

زرّہ کی تکمیل کرو (یعنی اس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں (دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو اور دشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ۔

نہایہ لغت؛ (لَاَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ كَانَ يُحَرِّضُ اَصْحَابَهٗ وَيَقُوْلُ تَجَلْبَبُوا السَّكِيْنَةَ، وَاَكْمِلُوا اللُّؤَمَ هُوَ جَمْعُ لَاْمَةٍ.

نہایہ لغت؛ (قَلَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ اَقْلِقُوا السُّيُوْفَ فِي الْغُمُدِ.

نہایہ لغت؛ (شَزَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: الْحَظُوا الشَّزْرَ.

نہایہ لغت؛ (نَفَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ فِيْ صِفِّيْنَ نَافِحُوْا بِالظُّبَا.

نہایہ لغت؛ (ظَبِيَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نَافِحُوْا بِالظُّبَا.

(بعض فقرات میں نسخہ کا اختلاف ہے۔)

(۴۷) صفحہ ۱۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]:

{عَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْاَعْظَمِ، وَ الرِّوَاقِ الْمُطَنَّبِ، فَاضْرِبُوْا ثَبَجَهٗ، فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ كَامِنٌ فِيْ كِسْرِهٖ، قَدْ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا فَصَمْدًا اصَمْدًا! حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ.}

اور (شامیوں) کی اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیشِ نظر رکھو اور اس کے وسط پر حملہ کرو۔ اس لیے کہ شیطان اسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے، جس نے ایک طرف تو حملہ کے لیے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کے لیے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ تم مضبوطی سے اپنے ارادے پر جمے رہو، یہاں تک کہ حق (صبح کے) اجالے کی طرح ظاہر ہو جائے۔

نہایہ لغت؛ (ثَبَجٌ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ وَعَلَيْكُمُ الرِّوَاقُ الْمُطَنَّبُ، فَاضْرِبُوْا ثَبَجَهٗ، فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ رَاكِدٌ فِيْ كِسْرِهٖ.

نہایہ لغت؛ (وَثَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَوْمَ صِفِّيْنَ قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا.

نہایہ لغت؛ (نَكَصَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا، وَ اَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ رِجْلًا.

نہایہ لغت؛ (صَمَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَصَمْدًا صَمْدًا! حَتّٰى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ.

(۴۸) صفحہ ۱۲۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۷، ص ۲۴۴]:

{كَمْ اُدَارِيْكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ، وَ الثِّيَابُ الْمُتَدَاعِيَةُ! كُلَّمَا حِيْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ اٰخَرَ،

كُلَّمَا اَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِّنْ مَّنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ اَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بَابَهٗ، وَ انْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِيْ جُحْرِهَا، وَ الضَّبُعِ فِيْ وِجَارِهَا. }

کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رورعایت کرتا رہوں گا جیسی ان اونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور ان پھٹے پرانے کپڑوں سے کہ جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شامیوں کے ہراول دستوں میں کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے تو تم سب کے سب (اپنے گھروں) کے دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح اندر دبک جاتے ہو جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں۔

نہایہ لغت؛ (عَمِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَمْ اُدَارِيْكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ.

نہایہ لغت؛(حَوَصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُلَّمَا حِيْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ اٰخَرَ.

نہایہ لغت؛ (نَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كُلَّمَا اَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِّنْ مَّنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ اَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بَابَهٗ.

نہایہ لغت؛ (وَجَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ انْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِيْ جُحْرِهَا، وَ الضَّبُعِ فِيْ وِجَارِهَا.

(۴۹) صفحہ ۱۲۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۷، ص ۲۴۴]:

{ اَضْرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَكُمْ، وَ اَتْعَسَ جُدُوْدَكُمْ! }

خدا تمہارے چہروں کو بے آبرو کرے اور تمہیں بدنصیب کرے۔

نہایہ لغت؛ (ضَرَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَضْرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَكُمْ.

(۵۰) صفحہ ۱۲۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۸، ص ۲۴۴، ۲۴۵]:

{مَلَكَتْنِيْ عَيْنِيْ وَ اَنَا جَالِسٌ، فَسَنَحَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ؟}

میں بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! مجھے آپؐ کی اُمت کے ہاتھوں کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

نہایہ لغت؛ (لَدَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ.

(۵۱) صفحہ ۱۲۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۹، ص ۲۴۵]:

{اَنْتُمْ كَالْمَرْاَةِ الْحَامِلِ، حَمَلَتْ فَلَمَّا اَتَمَّتْ اَمْلَصَتْ، وَ مَاتَ قَيِّمُهَا، وَ طَالَ تَاَيُّمُهَا.}

تم اس حاملہ عورت کے مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد جب حمل کے دن پورے کرے تو مرا ہوا بچہ گرادے اور اس کا شوہر بھی مر چکا ہو اور رنڈاپے کی مدت بھی دراز ہو چکی ہو۔

نہایہ لغت؛ (مَلِصَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَلَمَّا اَتَمَّتْ اَمْلَصَتْ، وَ مَاتَ قَيِّمُهَا.

نہایہ لغت؛ (اَيَمَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ وَ مَاتَ قَيِّمُهَا، وَ طَالَ تَاَيُّمُهَا.

(۵۲) صفحہ ۱۲۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۹، ص ۲۴۵]:

{وَيْلُمِّهٖ، كَيْلًا بِغَيْرِ ثَمَنٍ! لَوْ كَانَ لَهٗ وِعَآءٌ.}

خدا تمہیں سمجھے! میں تو بغیر کسی عوض کے (علمی جواہر ریزے) ناپ ناپ کر دے رہا ہوں۔

نہایہ لغت؛(وَيْلٌ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَيْلُمِّهِ، كَيْلًا بِغَيْرِ ثَمَنٍ! لَوْ كَانَ لَهُ وِعَاءٌ.

(۵۳) صفحہ ۱۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{وَ مِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ فِيْهَا النَّاسَ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَدَاعِمَ الْمَسْمُوْكَاتِ، وَ جَابِلَ الْقُلُوْبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا.}

اس میں آپؑ نے لوگوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کا طریقہ بتایا ہے۔

اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے! دلوں کو فطرت پر پیدا کرنے والے!

نہایہ لغت؛(دَحَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَصَلَاتُهُ عَلَى النَّبِيِّ اَللّٰهُمَّ يَا دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَ رُوِيَ الْمَدْحِيَّاتِ.

(۵۴) صفحہ ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{وَ الدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ، وَ الدَّامِغِ صَوْلَاتِ الْاَضَالِيْلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَآئِمًا بِاَمْرِكَ، مُسْتَوْفِزًا فِيْ مَرْضَاتِكَ، غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ، وَلَا وَاهٍ فِيْ عَزْمٍ.}

باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے۔ جیسا ان پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا اس کو انہوں نے اٹھایا، (تیرے امر کے ساتھ قیام کیا) اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کیلئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہوگئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔

نہایہ لغت؛ (دَمَغَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: دَامِغُ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ.

نہایہ لغت؛(جَيَشَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ دَامِغُ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيْلِ.

نہایہ لغت؛ (ضَلَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ بِاَمْرِكَ.

نہایہ لغت؛ (نَكَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: غَيْرُ نَاكِلٍ فِيْ قَدَمٍ.

نہایہ لغت؛ (قَدَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: غَيْرُ نَاكِلٍ فِيْ قَدَمٍ، وَ لَا وَاهِنًا فِيْ عَزْمٍ.

(۵۵) صفحہ ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسَ الْقَابِسِ، وَ اَضَاءَ الطَّرِيْقَ لِلْخَابِطِ.}

یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کیلئے شعلے بھڑکا دیئے اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کیلئے راستہ روشن کر دیا۔

نہایہ لغت؛ (قَبَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (وَرَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِقَابِسٍ.

(۵۶) صفحہ ۱۳۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]:

{فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ، وَ خَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ، وَ شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ، وَ بَعِيْثُكَ بِالْحَقِّ.}

وہ تیرے امین، معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبر برحق تھے۔

نہایہ لغت؛ (بَعَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَصِفُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً.

نہایہ لغت؛ (شَهِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ.

(۵۷) صفحہ ۱۳۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۱، ص ۲۴۸]:

{اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ.}

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کتا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو، حکومت کرے گا۔

نہایہ لغت؛ (اَمِرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ.

(۵۸) صفحہ ۱۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۵، ص ۲۵۱]:

{اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَفْوِيْقًا، وَاللهِ! لَئِنْ بَقِيْتُ لَهُمْ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ!. وَيُرْوٰى: التُّرَابُ الْوَذَمَةُ.}

بنی امیہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو انہیں اس طرح جھاڑ پھینکوں گا جس طرح قصائی خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے سے مٹی جھاڑ دیتا ہے۔ اور ایک روایت میں (اَلتُّرَابُ الْوَذَمَةُ) مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو) آیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَوَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَفْوِيْقًا.

نہایہ لغت؛ (وَذَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَئِنْ وَلِيْتُ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ الْقَصَّابِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ. وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلتُّرَابُ الْوَذَمَةُ.

(۵۹) صفحہ ۱۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۷، ص ۲۵۲]:

{اَتَزْعَمُ اَنَّكَ تَهْدِيْ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْءُ؟ وَتُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ.}

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کیلئے کوئی بُرائی نہ ہوگی اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان درپیش ہوگا۔

نہایہ لغت؛ (حِيَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا

حَاقَ بِهِ الضُّرُّ.

(٦٠) صفحہ ۱۴۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۰، ص ۲۵۷]:

{وَ مَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ، وَ مَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ.}

جو دنیا کیلئے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اس کی دُنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہے دنیا خود ہی اس سے سازگار ہوجاتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (سَعٰی): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذَمِّ الدُّنْيَا مَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ.

(٦١) صفحہ ۱۴۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۰]:

{اَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ، وَ اَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ.}

تمہیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراواں کیا۔

نہایہ لغت؛ (رَفَغَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: اَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ.

(٦٢) صفحہ ۱۴۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۱]:

{حَتّٰى اِذَا اَنِسَ نَافِرُهَا، وَ اطْمَاَنَّ نَاكِرُهَا، قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا، وَ اَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا، وَ اَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ.}

جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہوجاتا ہے تو یہ اپنے پیروں کو اُٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَمَصَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا.

نہایہ لغت؛ (قَنَصَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: قَمَصَتْ بِاَرْجُلِهَا، وَ قَنَصَتْ بِاَحْبُلِهَا.

نہایہ لغت؛ (قَصَدَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: وَ اَقْصَدَتْ بِاَسْهُمِهَا.

نہایہ لغت؛ (وَهَقَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: وَ اَعْلَقَتِ الْمَرْءَ اَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ.

(۶۳) صفحہ ۱۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۱]:

{اَخْرَجَهُمْ مِنْ ضَرَآئِحِ الْقُبُوْرِ، وَ اَوْكَارِ الطُّيُوْرِ، وَ اَوْجِرَةِ السِّبَاعِ، وَ مَطَارِحِ الْمَهَالِكِ، سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ، مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ، رَعِيْلًا صُمُوْتًا، قِيَامًا صُفُوْفًا.}

اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا، گروہ در گروہ، صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے۔

نہایہ لغت؛ (هَطَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ، مُهْطِعِيْنَ اِلٰى مَعَادِهٖ.

نہایہ لغت؛ (رَعَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: سِرَاعًا اِلٰى اَمْرِهٖ رَعِيْلًا.

(۶۴) صفحہ ۱۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۲]:

{عِبَادٌ مَّخْلُوْقُوْنَ اقْتِدَارًا، وَ مَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا.}

یہ بندے اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کیلئے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَسَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: مَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا.

(۶۵) صفحہ ۱۴۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۲]:

{وَ كُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ الرِّيَبِ، وَ خُلُّوْا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ، وَ رَوِيَّةِ الْاِرْتِيَادِ، وَ اَنَاةِ الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ.}

شک و شبہات کی تاریکیاں ان سے دور کر دی گئی تھیں اور اس مدتِ حیات و آماجگاہ عمل میں انہیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کر لیں۔

نہایہ لغت؛ (سَدَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ كُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ الرِّيَبِ.

(٦٦) صفحہ ١٥٠ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٣]:

{ جَعَلَ لَكُمْ اَسْمَاعًا لِّتَعِيَ مَا عَنَاهَا، وَ اَبْصَارًا لِّتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا، وَ اَشْلَآءً جَامِعَةً لِّاَعْضَآئِهَا، مُلَآئِمَةً لِاَحْنَآئِهَا. }

اس نے تمہارے لئے کان بنائے تا کہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں اور اس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تا کہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن وضیاء بار ہوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں جن کے پیچ وخم ان کی مناسبت سے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (شَلَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَشْلَآءً جَامِعَةً لِّاَعْضَآئِهَا.

نہایہ لغت؛ (حَنَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مُلَآئِمَةً لِاَحْنَآئِهَا.

(٦٧) صفحہ ١٥١ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٤]:

{ اَرْهَقَتْهُمُ الْمَنَايَا دُوْنَ الْاٰمَالِ، وَشَذَّبَهُمْ عَنْهَا تَخَرُّمُ الْاٰجَالِ. }

ایسے لوگ جو اپنے حظ ونصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بندوں آزاد پھرتے تھے، کس طرح امیدوں کے برآنے سے پہلے موت نے انہیں جالیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں ان امیدوں سے دور کر دیا۔

نہایہ لغت؛ (شَذَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: شَذَّبَهُمْ عَنَّا تَخَرُّمُ الْاٰجَالِ.

(٦٨) صفحہ ١٥٢ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٨١، ص ٢٦٤]:

{ فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ؟ وَ اَهْلُ غَضَارَةِ الصِّحَّةِ اِلَّا نَوَازِلَ السَّقَمِ؟ وَ اَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَآءِ اِلَّا اٰوِنَةَ الْفَنَآءِ؟ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ، وَ اُزُوْفِ الْاِنْتِقَالِ، وَ عَلَزِ الْقَلَقِ، وَ اَلَمِ الْمَضَضِ، وَ غُصَصِ الْجَرَضِ. }

کیا یہ بھر پور جوانی والے، کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تر و تازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق و اضطراب کی بے قراریاں اور سوز و تپش کی بے چینیاں اور لعابِ دہن کے پھندے ہوں گے۔

نہایہ لغت؛ (بَضَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا كَذَا.

نہایہ لغت؛ (حَنَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ ؟

نہایہ لغت؛ (غَضَضَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ غَضَاضَةِ الشَّبَابِ.

(یہ اختلافِ نسخہ کا نتیجہ ہے۔)

نہایہ لغت؛ (جَرَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا عَلَزَ الْقَلَقِ وَ غَصَصَ الْجَرَضِ.

(ان دونوں جگہ محلِ استشہاد پر اکتفا کرتے ہوئے ربطِ کلام سمجھانے کے لیے فقرہ کے اول کو آخر کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے۔ اور درمیانی اجزاء اس لغت کے ذیل میں غیر ضروری ہونے کی بنا پر ترک کیے گئے ہیں۔)

(٦٩) صفحہ ۱۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۴]:

{فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ، اَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ؟}

تو کیا قریبیوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے) کچھ فائدہ پہنچایا۔

نہایہ لغت؛ (نَحَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ، اَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ؟

(۷۰) صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۵]:

{وَ ظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهٖ، وَ اَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهٖ، وَ قَدَّمَ الْخَوْفَ لِاَمَانِهٖ، وَ تَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَّضَحِ السَّبِيْلِ.}

اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو اور ذکرِ الٰہی سے اس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو، خطروں کے آنے سے پہلے اس نے خوف کھایا ہو اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہولیا ہو۔

محشی لکھتے ہیں؛ لفظ اَرْجَفَ کے تحت میں وَ يُرْوٰى اَوْجَفَ بِالْوَاوِ.

نہایہ لغت؛ (ظَلَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهٖ.

نہایہ لغت؛ (وَجَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهٖ.

نہایہ لغت؛ (خَلَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَنَكَّبَ الْمَخَالِجَ عَنْ وَّضَحِ السَّبِيْلِ.

(۷۱) صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۶]:

{قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيْدًا، وَ قَدَّمَ زَادَ الْاٰجِلَةِ سَعِيْدًا، وَ بَادَرَ مِنْ وَّجَلٍ، وَ اَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ.}

وہ دنیا کی عبورگاہ سے قابلِ تعریف سیرت کے ساتھ گزر گیا اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا، (وہاں کے) خطروں کے پیشِ نظر اس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کیلئے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا۔

نہایہ لغت؛ (كَمِشَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: بَادَرَ مِنْ وَّجَلٍ، وَ اَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ.

(۷۲) صفحہ ۱۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{اَمْ هٰذَا الَّذِيْ اَنْشَاَهٗ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْحَامِ، وَ شُغُفِ الْاَسْتَارِ، نُطْفَةً دِهَاقًا، وَ عَلَقَةً مُّحَاقًا، وَجَنِيْنًا

وَّرَاضِعًا، وَوَلِيْدًا وَّ يَافِعًا. }
یا پھر اسے دیکھو جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا، جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل وصورت کا منجمد خون تھا، (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حدِ رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا۔

نہایہ لغت؛ (شَغَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَنْشَاَهٗ فِيْ ظُلَمِ الْاَرْحَامِ، وَ شُغُفِ الْاَسْتَارِ.

نہایہ لغت؛ (دَهَقَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نُطْفَةً دِهَاقًا، وَ عَلَقَةً مُّحَاقًا.

(۷۳) صفحہ ۱۵۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{ حَتّٰى اِذَا قَامَ اعْتِدَالُهٗ، وَ اسْتَوٰى مِثَالُهٗ، نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا، وَ خَبَطَ سَادِرًا. }
مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن واعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اٹھا اور اندھا دھند بھٹکنے لگا۔

نہایہ لغت؛ (سَدَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا، وَ خَبَطَ سَادِرًا.

(۷۴) صفحہ ۱۵۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۷]:

{ دَهِمَتْهُ فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِيْ غُبَّرِ جِمَاحِهٖ، وَ سَنَنِ مِرَاحِهٖ. }
ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا۔

نہایہ لغت؛ (عَنَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: دَهِمَتْهُ فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِيْ عَنَنِ جِمَاحِهٖ.
(یہ نسخہ کا اختلاف ہے۔)

(۷۵) صفحہ ۱۵۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۸]:

{وَ الْمَرْءُ فِيْ سَكْرَةٍ مُّلْهِيَةٍ، وَ غَمْرَةٍ كَارِثَةٍ، وَ اَنَّةٍ مُّوْجِعَةٍ، وَ جَذْبَةٍ مُّكْرِبَةٍ وَّ سَوْقَةٍ مُّتْعِبَةٍ.}

سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اُکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کردینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔

نہایہ لغت؛ (كَرَثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ سَكْرَةٍ مُّلْهِيَةٍ، وَ غَمْرَةٍ كَارِثَةٍ.

(۷۶) صفحہ ۱۵۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۹]:

{اَلْاٰنَ عِبَادَ اللهِ! وَ الْخِنَاقُ مُهْمَلٌ، وَ الرُّوْحُ مُرْسَلٌ، فِيْ فَيْنَةِ الْاِرْشَادِ، وَ رَاحَةِ الْاَجْسَادِ.}

یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے اور روح بھی آزاد ہے۔

محشی لکھتے ہیں: وَ يُرْوٰى فَيْنَةِ الْاِرْتِيَادِ.

نہایہ لغت؛ (فَيَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ فَيْنَةِ الْاِرْتِيَادِ، وَ رَاحَةِ الْاَجْسَادِ.

(۷۷) صفحہ ۱۶۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص ۲۷۱]:

{عَجَبًا لِّابْنِ النَّابِغَةِ! يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَاَنِّي امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ: اُعَافِسُ وَ اُمَارِسُ!}

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں۔

نہایہ لغت؛ (لَعِبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: زَعَمَ ابْنُ النَّابِغَةِ اَنِّي تِلْعَابَةٌ.

نہایہ لغت؛ (عَفَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنْتُ اُعَافِسُ وَ اُمَارِسُ.

(۷۸) صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص ۲۷۱]:

{اِنَّهٗ لَيَقُوْلُ فَيَكْذِبُ، وَ يَعِدُ فَيُخْلِفُ، وَ يَسْئَلُ فَيُلْحِفُ، وَ يُسْئَلُ فَيَبْخَلُ، وَ يَخُوْنُ الْعَهْدَ، وَ يَقْطَعُ الْاِلَّ. }

وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اس کے خلاف کرتا ہے، مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے اور خود اس سے مانگا جائے تو اس میں بخل کر جاتا ہے۔ وہ پیمان شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَلَّ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَخُوْنُ الْعَهْدَ، وَ يَقْطَعُ الْاِلَّ.

(۷۹) صفحہ ۱۶۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۴]:

{﴿فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ﴾ وَ ﴿اَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾! وَ الْاَعْلَامُ قَآئِمَةٌ، وَ الْاٰيَاتُ وَاضِحَةٌ، وَ الْمَنَارُ مَنْصُوْبَةٌ. فَاَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ؟ بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُوْنَ وَ بَيْنَكُمْ عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ؟ }

اب تم کہاں جا رہے ہو؟ اور تمہیں کدھر موڑا جا رہا ہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں اور تمہیں کہاں بہکایا جا رہا ہے اور کیوں ادھر ادھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت علیہم السلام تمہارے اندر موجود ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَمِهَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ، بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُوْنَ؟

(۸۰) صفحہ ۱۶۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۶، ص ۲۸۲]:

{وَ لَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ. }

اور کسی اُمت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک اسے شدت و سختی اور ابتلا و آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔

نہایہ لغت؛ (اَزَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ.

(۸۱) صفحہ ۱۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۷، ص ۲۸۲]:

{اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ طُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ، وَ اعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ.}

اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور ساری اُمتیں مدت سے پڑی سو رہی تھیں، فتنے سر اُٹھا رہے تھے۔

محشی لکھتے ہیں: وَ يُرْوٰى اِعْتِرَامٍ بِالرَّاءِ الْمُهْمَلَةِ.

نہایہ لغت؛ (عَرَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ اعْتِرَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ.

(۸۲) صفحہ ۱۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۸، ص ۲۸۴]:

{لَمْ يَزَلْ قَآئِمًا دَآئِمًا، اِذْ لَا سَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ، وَ لَا حُجُبٌ ذَاتُ اِرْتَاجٍ، وَ لَا لَيْلٌ دَاجٍ، وَ لَا بَحْرٌ سَاجٍ.}

وہ اس وقت بھی دائم و برقرار تھا جب کہ نہ برجوں والا آسمان تھا، نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے۔

نہایہ لغت؛ (سَجَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لَا لَيْلٌ دَاجٍ، وَ لَا بَحْرٌ سَاجٍ.

(۸۳) صفحہ ۱۷۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۵]:

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا يُكْدِيْهِ الْاِعْطَآءُ وَ الْجُوْدُ.}

تمام حمد اس اللہ کیلئے ہے کہ جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا۔

نہایہ لغت؛ (وَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ.

نہایہ لغت؛ (وَكَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا يَكِدُهُ الْاِعْطَآءُ.

(۸۴) صفحہ ۱۷۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۶]:

{وَ لَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ مَعَادِنُ الْجِبَالِ، وَ ضَحِكَتْ عَنْهُ اَصْدَافُ الْبِحَارِ، مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَ الْعِقْيَانِ.}

اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھل کھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں، بخش دے۔

نہایہ لغت؛ (فِلِزٌّ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَ الْعِقْيَانِ.

(۸۵) صفحہ ۱۷۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۹]:

{كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ، إِذْ شَبَّهُوْكَ بِاَصْنَامِهِمْ.}

وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَدَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ، إِذْ شَبَّهُوْكَ بِاَصْنَامِهِمْ.

(۸۶) صفحہ ۱۸۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۰]:

{وَ نَظَمَ بِلَا تَعْلِيْقٍ رَّهَوَاتِ فُرَجِهَا، وَ لَاحَمَ صُدُوْعَ انْفِرَاجِهَا، وَ وَشَّجَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَزْوَاجِهَا.}

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اس کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کر دیا اور اس کے دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا۔

نہایہ لغت؛ (وَشَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَشَّجَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اَزْوَاجِهَا.

(۸۷) صفحہ ۱۸۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۱]:

{وَ اَمْسَكَهَا مِنْ اَنْ تَمُوْرَ فِيْ خَرْقِ الْهَوَآءِ بِاَيْدِهٖ.}

اور انہیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر ادھر نہ ہو جائیں۔

نہایہ لغت؛ (اَيَدَ): مِنْهُ خُطْبَةُ عَلِيٍّ وَ اَمْسَكَهَا مِنْ اَنْ تَمُوْرَ بِاَيْدِهٖ.

(۸۸) صفحہ ۱۸۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۱]:

{خَلَقَ سُبْحَانَهٗ لِاِسْكَانِ سَمٰوٰتِهٖ، وَ عِمَارَةِ الصَّفِيْحِ الْاَعْلٰى مِنْ مَّلَكُوْتِهٖ، خَلْقًا بَدِيْعًا مِّنْ مَّلٰٓئِكَتِهٖ.}

اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کیلئے فرشتوں کی عجیب وغریب مخلوق پیدا کی۔

نہایہ لغت؛ (صَفَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ عِمَارَةِ الصَّفِيْحِ الْاَعْلٰى مِنْ مَّلَكُوْتِهٖ.

(۸۹) صفحہ ۱۸۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۲]:

{وَ لَمْ تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِيْ وَ الْاَيَّامِ، وَ لَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ.}

اور نہ شکوک وشبہات نے ان کے ایمان کے استحکام پر تیر چلائے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (نَزَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوْكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيْمَةَ اِيْمَانِهِمْ.

(۹۰) صفحہ ۱۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۳]:

{مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِيْ خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ.}

ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں کی صورتوں میں ہیں۔

نہایہ لغت؛ (دَلَحَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَوَصَفَ الْمَلَائِكَةَ فَقَالَ وَمِنْهُمْ كَالسَّحَائِبِ الدُّلَّحِ.

(۹۱) صفحہ ۱۸۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۳]:

{وَ تَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَآءِ قُلُوْبِهِمْ وَ شِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ.}

اوران کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے۔

نہایہ لغت؛ (وَشَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ تَمَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَآءِ قُلُوْبِهِمْ وَ شِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ.

(۹۲) صفحہ ۱۸۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۴]:

{وَ لَمْ تَغِضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوْا عَنْ رَّجَآءِ رَبِّهِمْ، وَ لَمْ تَجِفَّ لِطُوْلِ الْمُنَاجَاةِ اَسَلَاتُ اَلْسِنَتِهِمْ.}

اور نہ ان کی طلب و رغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں۔

نہایہ لغت؛ (اَسَلَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ تَجِفَّ لِطُوْلِ الْمُنَاجَاةِ اَسَلَاتُ اَلْسِنَتِهِمْ.

(۹۳) صفحہ ۱۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۴]:

{لَمْ تَنْقَطِعْ اَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَنُوْا فِيْ جِدِّهِمْ.}

خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی کریں۔

نہایہ لغت؛ (وَنا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَمْ تَنْقَطِعْ اَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَنُوْا فِيْ جِدِّهِمْ.

(۹۴) صفحہ ۱۸۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۶]:

{وَ رَدَّتْ مِنْ نَّخْوَةِ بَأْوِهٖ وَ اعْتِلَآئِهٖ، وَ شُمُوْخِ اَنْفِهٖ وَ سُمُوِّ غُلَوَآئِهٖ، وَ كَعَمَتْهُ عَلٰى كِظَّةِ جَرْيَتِهٖ. فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهٖ، وَ لَبَدَ بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهٖ.}

اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سر بلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست و خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔

نہایہ لغت؛ (غَلَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: شُمُوْخِ أَنْفِهٖ وَ سُمُوِّ غُلَوَآئِهٖ.

نہایہ لغت؛ (زَيَفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهٖ.

(۹۵) صفحہ ۱۸۹، ۱۹۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۶]:

{فَلَمَّا سَكَنَ هَيْجُ الْمَآءِ مِنْ تَحْتِ اَكْنَافِهَا، وَ حَمَلَ شَوَاهِقَ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ الْبُذَّخِ عَلٰى اَكْتَافِهَا، فَجَّرَ يَنَابِيْعَ الْعُيُوْنِ مِنْ عَرَانِيْنِ اُنُوْفِهَا، وَ فَرَّقَهَا فِيْ سُهُوْبِ بِيْدِهَا وَ اَخَادِيْدِهَا، وَ عَدَّلَ حَرَكَاتِهَا بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيْدِهَا، وَ ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الشُّمِّ مِنْ صَيَاخِيْدِهَا، فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوْبِ الْجِبَالِ فِيْ قِطَعِ اَدِيْمِهَا.}

جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا اور اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا تو (اللہ نے) اس کی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیے جنہیں دور و دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔

نہایہ لغت؛ (بَذَخَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ حَمَلَ الْجِبَالَ الْبُذَّخَ عَلٰى اَكْتَافِهَا.

نہایہ لغت؛ (عَرِنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: مِنْ عَرَانِيْنِ اُنُوْفِهَا.

نہایہ لغت؛ (شَنَخَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الصُّمِّ.

نہایہ لغت؛ (صَخَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ذَوَاتِ الشَّنَاخِيْبِ الصُّمِّ صَيَاخِيْدِهَا.

نہایہ لغت؛ (مَيَدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوْبِ الْجِبَالِ.

(۹۶) صفحہ ۱۹۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۷]:

{حَتّٰى اِذَا تَمَخَّضَتْ لُجَّةُ الْمُزْنِ فِيْهِ، وَ الْتَمَعَ بَرْقُهٗ فِيْ كُفَفِهٖ، وَ لَمْ يَنَمْ وَمِيْضُهٗ فِيْ كَنَهْوَرِ رَبَابِهٖ، وَ مُتَرَاكِمِ سَحَابِهٖ، اَرْسَلَهٗ سَحًّا مُّتَدَارِكًا، قَدْ اَسَفَّ هَيْدَبُهٗ، تَمْرِيْهِ الْجَنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ، وَ دُفَعَ شَاٰبِيْبِهٖ.}

جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کیلئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر برسنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھیں۔

نہایہ لغت؛ (كَفَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَصِفُ السَّحَابَ وَ الْتَمَعَ بَرْقُهٗ فِيْ كُفَفِهٖ.

نہایہ لغت؛ (كَنَهْوَرٌ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَمِيْضُهٗ فِيْ كَنَهْوَرِ رَبَابِهٖ.

نہایہ لغت؛ (هَضَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَمْرِيْهِ الْجَنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ.

نہایہ لغت؛ (شَاَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: تَمْرِيْهِ الْجَنُوْبُ دِرَرَ اَهَاضِيْبِهٖ، وَدُفَعَ شَاٰبِيْبِهٖ.

(۹۷) صفحہ ۱۹۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۷]:

{فَلَمَّا اَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانِيْهَا، وَ بَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُوْلِ عَلَيْهَا، اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ، وَ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ.}

جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔

نہایہ لغت؛ (بَرَكَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانِيْهَا.

نہایہ لغت؛ (بَعَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَلْقَتِ السَّحَابُ بَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ مِنَ الْحَمْلِ.

نہایہ لغت؛ (هَمَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ هَوَامِدِ الْاَرْضِ النَّبَاتَ.

نہایہ لغت؛ (زَعَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَصِفُ الْغَيْثَ اَخْرَجَ بِهٖ مِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْاَعْشَابَ.

(۹۸) صفحہ ۱۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۸]:

{ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيْلَ فَاقَتِهَا، وَ بِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ اٰفَاتِهَا.}

پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دغدغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَقْبَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيْلَ فَاقَتِهَا.

(۹۹) صفحہ ۱۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۸، ۲۹۹]:

{خَلَقَ الْاٰجَالَ فَاَطَالَهَا وَ قَصَّرَهَا، وَ قَدَّمَهَا وَ اَخَّرَهَا، وَ وَصَلَ بِالْمَوْتِ اَسْبَابَهَا، وَ جَعَلَهٗ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا، وَ قَاطِعًا لِّمَرَآئِرِ اَقْرَانِهَا.}

اس نے زندگی کی (مختلف) مدتیں مقرر کی ہیں، کسی کو زیادہ، کسی کو کم، کسی کو

آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدتوں کی رسیوں کی موت سے گرہ لگا دی ہے اور وہ موت ان کو کھینچے لئے جاتی ہے اور ان کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (خَلَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذِكْرِ الْحَيَاةِ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْمَوْتَ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا.

نہایہ لغت؛ (شَطَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ ذَكَرَ الْحَيَاةَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْمَوْتَ خَالِجًا لِّاَشْطَانِهَا.

نہایہ لغت؛ (مَرَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِيْ ذِكْرِ الْحَيَاةِ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْمَوْتَ قَاطِعًا لِّمَرَآئِرِ اَقْرَانِهَا.

(۱۰۰) صفحہ ۱۹۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۹]:

{وَ مَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَّسَارِبِ الْاَصْلَابِ.}

صلب کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں۔

نہایہ لغت؛ (مَشَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ مَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَّسَارِبِ الْاَصْلَابِ.

(۱۰۱) صفحہ ۱۹۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۹۹]:

{وَ مُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْاَجْنِحَةِ بِذُرٰى شَنَاخِيْبِ الْجِبَالِ، وَ تَغْرِيْدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِيْ دَيَاجِيْرِ الْاَوْكَارِ.}

سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پَر و بال رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَجَرَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ تَغْرِيْدُ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِيْ دَيَاجِيْرِ الْاَوْكَارِ.

(۱۰۲) صفحہ ۲۰۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۱، ص ۳۱۰]:

{لَتَجِدُنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَكُمْ اَرْبَابَ سُوْٓءٍ بَعْدِيْ، كَالنَّابِ

الضَّرُوسِ: تَعْذِمُ بِفِيهَا، وَ تَخْبِطُ بِيَدِهَا. }

میرے بعد تم بنی امیہ کو اپنے لئے بدترین حکمران پاؤ گے۔ وہ تو اس بوڑھی اور سرکش اونٹنی کے مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو اور اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارتی ہو۔

نہایہ لغت؛ (عَذَمَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: كَالنَّابِ الضَّرُوسِ تَعْذِمُ بِفِيهَا، وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا.

(۱۰۳) صفحہ ۲۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۱، ص ۳۲۷]:

{ لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ، وَ لَا الْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ. }

نہ وہ اِدھر اُدھر کچھ کا کچھ لگاتے پھرتے ہیں، نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (ذَيَعَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: لَيْسُوا بِالْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ.

نہایہ لغت؛ (سَيَحَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ الْبُذُرِ.

(۱۰۴) صفحہ ۲۱۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۲۹]:

{ قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُودِ. }

کچھ قوموں کیلئے تو حرام اس بیری کے مانند (خوشگوار اور مزے دار) ہو گیا تھا جس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں۔

نہایہ لغت؛ (خَضَدَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُودِ.

(۱۰۵) صفحہ ۲۱۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۳۰]:

{ فَإِنَّ النَّازِلَ بِهٰذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ. }

اس لئے کہ خواہشوں کی منزل میں اترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔

نہایہ لغت؛ (شَفَا): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ.

(۱۰۶) صفحہ ۲۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۳، ص ۳۳۱]:

{فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ.}

تمہیں چاہیے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہوجائے۔

نہایہ لغت؛ (صَوِحَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ.

(۱۰۷) صفحہ ۲۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۴، ص ۳۳۲]:

{حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ، وَ اَنَارَ عَلَمًا لِّحَابِسٍ، فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَأْمُوْنُ، وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ، وَ بَعِيْثُكَ نِعْمَةً، وَ رَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً.}

یہاں تک کہ آپؐ نے روشنی ڈھونڈھنے والے کیلئے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھوکر) سواری کے روکنے والے کیلئے نشانات روشن کئے۔ (اے اللہ!) وہ تیرے بھروسے کا امین اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہوا) گواہ ہے، وہ تیرا نبی مرسل و رسول برحق ہے جو (دنیا کیلئے) نعمت و رحمت ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَبَسَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (وَرَا): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسًا لِّقَابِسٍ.

نہایہ لغت؛ (شَهِدَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ.

نہایہ لغت؛ (بَعَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَصِفُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وبَعِيْثُكَ نِعْمَةً.

(۱۰۸) صفحہ ۲۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۵، ص ۳۳۳]:

{تَحُوْزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ، وَ اَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ، وَ اَنْتُمْ لَهَامِيْمُ الْعَرَبِ، وَيَاٰفِيْخُ الشَّرَفِ.}

تمہیں چند کھرے قسم کے اوباشوں اور شام کے بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ حالانکہ تم عرب کے جواں مرد، شرف کے راس و رئیس ہو۔

نہایہ لغت؛ (لَهَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ اَنْتُمْ لَهَامِيْمُ الْعَرَبِ.

نہایہ لغت؛ (يَاْفَخُ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ اَنْتُمْ لَهَامِيْمُ الْعَرَبِ، وَ يَآفِيْخُ الشَّرَفِ.

(۱۰۹) صفحہ ۲۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۶، ص ۳۳۵]:

{فَلَا يَبْقٰى يَوْمَئِذٍ مِّنْكُمْ اِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ، اَوْ نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ.}

اس دن تم میں سے کوئی نہیں بچے گا، مگر کچھ گرے پڑے لوگ، جیسے دیگ کی کھرچن یا تھیلے کے جھاڑنے سے گرے ہوئے ریزے۔

نہایہ لغت؛ (عَكَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ.

(۱۱۰) صفحہ ۲۳۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۵]:

{وَ اِنْ جَانِبٌ مِّنْهَا اعْذَوْذَبَ وَ احْلَوْلٰى، اَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ فَاَوْبٰى.}

اگر اس کا ایک جنبہ شیریں وخوشگوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلا انگیز۔

نہایہ لغت؛ (وَبَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَمَرَّ مِنْهَا جَانِبٌ فَاَوْبٰى.

(۱۱۱) صفحہ ۲۳۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۶]:

{وَ عَيْشُهَا رَنِقٌ، وَ عَذْبُهَا اُجَاجٌ، وَ حُلْوُهَا صَبِرٌ، وَ غِذَآؤُهَا سِمَامٌ.}

اس کا سرچشمہ گدلا، اس کا خوشگوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلوا (کے مانند تلخ) ہیں، اس کے کھانے زہر ہلاہل ہیں۔

نہایہ لغت؛ (اَجَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ عَذْبُهَا اُجَاجٌ.

نہایہ لغت؛ (سَمَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا غِذَآؤُهَا سِمَامٌ.

(۱۱۲) صفحہ ۲۳۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۷]:

{وَ عَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ، وَ وَطِئَتْهُمْ بِالْمَنَاسِمِ.}

اور ناک کے بل انہیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے کھروں سے کچل ڈالا۔

نہایہ لغت؛ (نَسَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَطِئَتْهُمْ بِالْمَنَاسِمِ.

(۱۱۳) صفحہ ۲۳۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۷]:

{فَقَدْ رَاَيْتُمْ تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا، وَ اٰثَرَهَا وَ اَخْلَدَ اِلَيْهَا.}

تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دنیا کی طرف جھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا تو اس نے (اپنے تیور بدل کر ان سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی۔

نہایہ لغت؛ (خَلَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا مَنْ دَانَ لَهَا، وَ اَخْلَدَ اِلَيْهَا.

(۱۱۴) صفحہ ۲۳۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۱، ص ۳۴۹]:

{وَ اُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ، وَ لَيْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ.}

میں تمہیں دنیا سے خبردار کئے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کیلئے قرار نہیں۔

نہایہ لغت؛ (قَلَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَاِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ.

نہایہ لغت؛ (نَجَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَيْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ.

(۱۱۵) صفحہ ۲۴۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۳، ص ۳۵۴، ۳۵۵]:

{اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ، وَ اَخْلَفَتْنَا مَخَآئِلُ الْجُوْدِ.}

بارخدایا! جب کہ قحط سالی کے لاغر اور نڈھال اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آ آ کے بِن برسے گزر گئیں۔

نہایہ لغت؛ (حَدْبَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِي الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ

حِيْنَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ.

(۱۱۶) صفحہ ۲۴۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۳، ص ۳۵۶]:

{غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا، وَلَا جَهَامٍ عَارِضُهَا، وَلَا قَزَعٍ رَّبَابُهَا، وَ لَا شَفَّانٍ ذِهَابُهَا.}

اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو اور نہ اُفق پر چھا جانے والی گھٹا پانی سے خالی ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے بکھرے سے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے۔

نہایہ لغت؛ (شَفَنَ): فِيْ حَدِيْثِ اِسْتِسْقَاءِ عَلِيٍّ لَا قَزَعٌ رَّبَابُهَا، وَلَا شَفَّانٌ ذِهَابُهَا.

(۱۱۷) صفحہ ۲۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۴، ص ۳۵۸]:

{اَمَا وَاللهِ! لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيْفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ، يَاْكُلُ خَضِرَتَكُمْ، وَيُذِيْبُ شَحْمَتَكُمْ، اِيْهٍ اَبَا وَذَحَةَ.}

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا وہ دراز قد ہو گا اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی (تک) پگھلا دے گا۔ ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور!۔

نہایہ لغت؛ (وَذَحَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَمَا وَاللهِ! لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيْفٍ اَلذَّيَّالُ الْمَيَّالُ، اِيْهٍ اَبَا وَذَحَةَ.

(۱۱۸) صفحہ ۲۵۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳۶۳، ۳۶۴]:

{مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَآءِ، خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ، ذُبُلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَآءِ.}

رونے سے ان کی آنکھیں سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دُعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔

نہایہ لغت؛ (مَرِہَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: خُمُصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَآءِ.

(۱۱۹) صفحہ ۲۶۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۴، ص ۳۷۷]:

{وَاللّٰهِ! لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِيْرٌ، وَ مَا اَمَّ نَجْمٌ فِي السَّمَآءِ نَجْمًا!}

جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے۔

نہایہ لغت؛ (طَوِرَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: وَاللّٰهِ! لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِيْرٌ.

نہایہ لغت؛ (سَمَرَ): فِيْ حَدِيثِ عَلِيٍّ: لَا اَطُوْرُ بِهٖ مَا سَمَرَ سَمِيْرٌ.

(۱۲۰) صفحہ ۲۶۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۶، ص ۳۸۱]:

{كَاَنِّيْ اَرَاهُمْ قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.}

میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔

نہایہ لغت؛ (جَنَنَ): مِنْهُ حَدِيثُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وُجُوْهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ.

(۱۲۱) صفحہ ۲۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۲، ص ۳۹۴]:

{اِنَّكَ مَتٰى تَسِرْ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ بِشَخْصِكَ فَتُنْكَبْ، لَا تَكُنْ لِّلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ.}

تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کیلئے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا۔

نہایہ لغت؛ (کَنَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ.

(۱۲۲) صفحہ ۲۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۵، ص ۳۹۸]:

{وَ اللّٰهِ! مَا اَنْكَرُوْا عَلَيَّ مُنْكَرًا، وَ لَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ نِصْفًا.}

خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا۔

نہایہ لغت؛ (نَصَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ نِصْفًا.

(۱۲۳) صفحہ ۲۸۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۳، ص ۴۱۱]:

{فَاتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ.}

بدعتی لوگوں سے بچو، روشن طریقہ پر جمے رہو۔

نہایہ لغت؛ (مَهْيَعٌ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ.

(۱۲۴) صفحہ ۳۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۵، ص ۴۴۱]:

{فَكَاَنَّكُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْكُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ.}

گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لئے جا رہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹنیوں کو۔

نہایہ لغت؛ (شَوَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَكَاَنَّكُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْكُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ.

(۱۲۵) صفحہ ۳۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{فَمِنْهَا مَغْمُوْسٌ فِيْ قَالَبِ لَوْنٍ لَّا يَشُوْبُهٗ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيْهِ.}

ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے

ہیں۔ یوں کہ جس رنگ میں انہیں ڈبویا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی۔

نہایہ لغت؛ (قَلَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ الطُّيُوْرِ فَمِنْهَا مَغْمُوْسٌ فِيْ قَالَبِ لَوْنٍ لَّا يَشُوْبُهُ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيْهِ.

(۱۲۶) صفحہ ۳۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{وَ سَمَا بِهٖ مُطِلًّا عَلٰى رَاْسِهٖ، كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهٗ نُوْتِيُّهٗ.}

اور اسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح اِدھر اُدھر موڑ رہا ہو۔

نہایہ لغت؛ (دَوَرَ): مِنْهُ كَلَامُ عَلِيٍّ كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ.

نہایہ لغت؛ (قَلَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ.

نہایہ لغت؛ (عَنَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهٗ نُوْتِيُّهٗ.

نہایہ لغت؛ (نَوَتَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: كَاَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهٗ نُوْتِيُّهٗ.

(۱۲۷) صفحہ ۳۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{يُفْضِيْ كَاِفْضَآءِ الدِّيَكَةِ، وَ يَؤُرُّ بِمُلَاقَحَةٍ اَرَّ الْفُحُوْلِ الْمُغْتَلِمَةِ لِلضِّرَابِ.}

مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کیلئے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَرَرَ): فِيْ خُطْبَةِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ يُفْضِيْ كَاِفْضَآءِ الدِّيَكَةِ، وَيَؤُرُّ بِمُلَاقِحِهٖ.

(۱۲۸) صفحہ ۳۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۲]:

{اَنَّهٗ يُلْقِحُ بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا مَدَامِعُهٗ. فَتَقِفُ فِيْ ضَفَّتَيْ جُفُوْنِهٖ.}

وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آکر ٹھہر جاتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (ضَفِفَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَيَقِفُ ضَفَّتَيْ جُفُوْنِهٖ.

(۱۲۹) صفحہ ۳۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۵]:

{وَ سُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.}

اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (دَمَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.

نہایہ لغت؛ (هَمَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ قَوَآئِمَ الذَّرَّةِ وَ الْهَمَجَةِ.

(۱۳۰) صفحہ ۳۳۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۳، ص ۴۶۵، ۴۶۶]:

{وَفِيْ تَعْلِيْقِ كَبَآئِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِيْ عَسَالِيْجِهَا وَاَفْنَانِهَا.}

اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (كَبَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَبَآئِسُ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ.

نہایہ لغت؛ (عَسَلَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَعْلِيْقُ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ فِيْ عَسَالِيْجِهَا.

(۱۳۱) صفحہ ۳۳۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۶، ص ۴۷۱]:

{وَ هَاهُمْ هٰٓؤُلَآءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عُبْدَانُكُمْ.}

اور عالم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَبَدَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: هٰؤُلَاءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عُبْدَانُكُمْ.

(۱۳۲) صفحہ ۳۴۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۳، ص۴۸۱]:

{كَاَنَّكُمْ نَعَمٌ اَرَاحَ بِهَا سَآئِمٌ اِلٰى مَرْعًى وَّبِيٍّ، وَ مَشْرَبٍ دَوِيٍّ.}

گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا انہیں ایک ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لایا ہو۔

نہایہ لغت؛ (دَوَا): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِلٰى مَرْعًى وَّبِيٍّ، وَ مَشْرَبٍ دَوِيٍّ.

(۱۳۳) صفحہ ۳۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۵، ص۴۹۱، ۴۹۲]:

{فَاَخَذْنَا عَلَيْهِمَا اَنْ يُّجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْاٰنِ، وَ لَا يُجَاوِزَاهُ.}

چنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لے لیا تھا کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں اور اس سے سر مُو تجاوز نہ کریں۔

نہایہ لغت؛ (جَعْجَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فَاَخَذْنَا عَلَيْهِمَا اَنْ يُّجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْآنِ، وَ لَا يُجَاوِزَاهُ.

(۱۳۴) صفحہ ۳۵۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۶، ص۴۹۳]:

{وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ، الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلَآئِقِهٖ، وَالْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَآئِقِهٖ، وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَآئِلِ كَرَامَاتِهٖ.}

اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیان شریعت کیلئے برگزیدہ گراں بہا بزرگیوں سے مخصوص ہیں۔

نہایہ لغت؛ (عَيَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: رَسُوْلُهُ الْمُجْتَبٰى مِنْ خَلَآئِقِهٖ، وَالْمُعْتَامُ لِشَرْعِ حَقَآئِقِهٖ.

نہایہ لغت؛ (عَقَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلْمُخْتَصُّ بِعَقَآئِلِ كَرَامَاتِهٖ.

(۱۳۵) صفحہ ۳۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۱، ص ۵۱۲]:

{اَيُّهَا الْيَفَنُ الْكَبِيْرُ! الَّذِیْ قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيْرُ.}

اے پیر کہن سال! کہ جس پر بڑھاپا چھایا ہوا ہے۔

نہایہ لغت؛ (یَفَنَ): فِیْ كَلَامِ عَلِیٍّ اَيُّهَا الْيَفَنُ الَّذِیْ قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيْرُ.

(۱۳۶) صفحہ ۳۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۹، ص ۵۳۹]:

{اَلَا وَهِیَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُوْنُ وَالْجَامِحَةُ الْحَرُوْنُ، وَالْمَآئِنَةُ الْخَؤُوْنُ.}

دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی، چنڈال اور منہ زور، اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَنَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِیٍّ: يَذُمُّ الدُّنْيَا اَلَا وَ هِیَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُوْنُ.

نہایہ لغت؛ (مَيَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِیٍّ: فِیْ ذَمِّ الدُّنْيَا فَهِيَ الْجَامِحَةُ الْحَرُوْنُ، وَ الْمَآئِنَةُ الْخَؤُوْنُ.

(۱۳۷) صفحہ ۴۰۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۴۸]:

{لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِاَنْبِيَآئِهٖ حَيْثُ بَعَثَهُمْ اَنْ يَّفْتَحَ لَهُمْ كُنُوْزَ الذِّهْبَانِ، وَ مَعَادِنَ الْعِقْيَانِ.}

اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کیلئے سونے کے خزانوں اور خالص طلا کی کانوں کے منہ کھول دیتا۔

نہایہ لغت؛ (عقا): فِیْ حَدِيْثِ عَلِیٍّ: لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّفْتَحَ عَلَيْهِمْ مَعَادِنَ الْعِقْيَانِ.

(۱۳۸) صفحہ ۴۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۴۹]:

{ثُمَّ وَضَعَهٗ بِاَوْعَرِ بِقَاعِ الْاَرْضِ حَجَرًا، وَاَقَلِّ نَتَآئِقِ

الدُّنْيَا مَدَرًا. }

پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام میں قرار دیا۔

نہایہ لغت؛ (نَتَقَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ صِفَةِ مَكَّةَ وَالْكَعْبَةُ اَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَرًا.

(۱۳۹) صفحہ ۴۰۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص۵۴۹]:

{بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ، وَ رِمَالٍ دَمِثَةٍ، وَ عُيُوْنٍ وَّشِلَةٍ. }

کھرے اور کھردرے پہاڑوں، نرم رتیلے میدانوں، کم آب چشموں۔

نہایہ لغت؛ (وَشَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: رِمَالٌ دَمِثَةٌ، وَ عُيُوْنٌ وَّشِلَةٌ.

(۱۴۰) صفحہ ۴۰۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص۵۵۰]:

{لَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ اِبْلِيْسَ عَنِ الْقُلُوْبِ، وَ لَنَفٰى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ. }

اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی۔

نہایہ لغت؛ (عَلَجَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ نَفٰى مُعْتَلِجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ.

(۱۴۱) صفحہ ۴۱۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص۵۵۵]:

{اِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ، وَ مَهَافِي الرِّيْحِ، وَ نَكَدِ الْمَعَاشِ. }

خاردار جھاڑیوں، ہواؤں کی بے روگ گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے۔

نہایہ لغت؛ (هَفَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ، وَ مَهَافِي الرِّيْحِ.

(۱۴۲) صفحہ ۴۳۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۶، ص ۵۸۰]:

{يَعْلَمُ عَجِيجَ الْوُحُوشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَ مَعَاصِيَ الْعِبَادِ فِي الْخَلَوَاتِ، وَ اخْتِلَافَ النِّيْنَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ.}

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سنتا ہے)، تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے اور اَتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد وشد کو جانتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (نَوَنَ): حَدِيثُ عَلِيٍّ: يَعْلَمُ اخْتِلَافَ النِّيْنَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ.

(۱۴۳) صفحہ ۴۵۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۹، ص ۶۱۰]:

{وَ اَرْسٰى اَرْضًا يَّحْمِلُهَا الْاَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ، وَ الْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ.}

اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور (فرمان الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے۔

نہایہ لغت؛ (قَمْقَمَ): فِي حَدِيثِ عَلِيٍّ: يَحْمِلُهَا الْاَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ، وَ الْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ.

(۱۴۴) صفحہ ۴۷۰ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۸، ص ۶۲۶]:

{لَبِسْنَا اَهْدَامَ الْبِلٰى، وَ تَكَآءَدَنَا ضِيْقُ الْمَضْجَعِ.}

اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے۔

نہایہ لغت؛ (كَأَدَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: وَ تَكَآءَدَنَا ضِيْقُ الْمَضْجَعِ.

(۱۴۵) صفحہ ۴۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۵، ص ۶۳۸]:

{لِلّٰهِ بِلَآءُ فُلَانٍ، فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ.}

فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے! انہوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا

کیا، مرض کا چارہ کیا۔

نہایہ لغت؛ (عَمِدَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لِلّٰهِ بِلَاءُ فُلَانٍ، فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ.

(۱۴۶) صفحہ ۴۸۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۶، ص ۶۴۳]:

{ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا.}

مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (دَكَكَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكُكَ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا.

(۱۴۷) صفحہ ۴۸۷ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۷، ص ۶۴۴]:

{فَيُوْشِكُ اَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِيْ ظُلَلِهٖ.}

قریب ہے کہ سحابِ مرگ کی تیرگیاں تمہیں گھیر لیں۔

نہایہ لغت؛ (دَجَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يُوْشِكُ اَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِيْ ظُلَلِهٖ.

(۱۴۸) صفحہ ۴۹۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳۵، ص ۶۵۱]:

{جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ، جُمِّعُوْا مِنْ كُلِّ اَوْبٍ.}

وہ تندخو اوباش اور کمینے بدقماش ہیں کہ جو ہر طرف سے اکھٹا کر لئے گئے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (قَزَمَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فِيْ ذَمِّ اَهْلِ الشَّامِ جُفَاةٌ طَغَامٌ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ.

(۱۴۹) جلد دوم صفحہ ۲، ۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱، ص ۶۵۷]:

{وَ كَانَ طَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ اَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيْهِ الْوَجِيْفُ.}

البتہ ان کے بارے میں طلحہ وزبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تند و تیز تھی۔

نہایہ لغت؛ (وَجَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيْهِ الْوَجِيْفُ.

(۱۵۰) صفحہ ۱۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۱، ص ۶۷۴]:

{وَ اِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً. وَ لَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَارًا اَوْ مَضْمَضَةً.}

اور جب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو۔ صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

نہایہ لغت؛ (كَفَفَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَاحَ كِفَّةً.

نہایہ لغت؛ (مَضْمَضَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَارًا وَ مَضْمَضَةً.

(۱۵۱) صفحہ ۱۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۴، ص ۶۷۸]:

{فَلَا تَقْتُلُوْا مُدْبِرًا، وَلَا تُصِيْبُوْا مُعْوِرًا، وَ لَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ.}

کسی پیٹھ پھیرانے والے کو قتل نہ کرنا، کسی بے دست و پا پر ہاتھ نہ اٹھانا، کسی زخمی کی جان نہ لینا۔

نہایہ لغت؛ (عَوَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: لَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ، وَ لَا تُصِيْبُوْا مُعْوِرًا.

(۱۵۲) صفحہ ۱۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۸، ص ۶۸۷]:

{اِنَّ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَّمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ اِلَّا طَلَعَ لَهُمْ اٰخَرُ، وَ اِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّ لَا اِسْلَامٍ.}

بنی تمیم تو وہ ہیں کہ جب بھی ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا ابھر آتا ہے، اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی ان سے جنگ جوئی میں بڑھ نہ سکا۔

نہایہ لغت؛ (وَغَمَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَاِنَّ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَّمْ يُسْبَقُوْا بِوَغْمٍ فِيْ

جَاهِلِيَّةٍ وَّ لَا اِسۡلَامٍ.

(۱۵۳) صفحہ ۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۳، ص ۶۹۲]:

{وَ مَا كُنۡتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ، وَ طَالِبٍ وَّجَدَ.}

میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے ہی چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہوں جو مقصد کو پالے۔

نہایہ لغت؛ (قَرُبَ): مِنۡهُ حَدِيۡثُ عَلِيٍّ: وَ مَا كُنۡتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ، وَ طَالِبٍ وَّجَدَ.

(۱۵۴) صفحہ ۲۳ [افکار وصیت ۲۴، ص ۶۹۳]:

{وَ اَنۡ لَّا يَبِيۡعَ مِنۡ اَوۡلَادِ نَخۡلِ هٰذِهِ الۡقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى تُشۡكِلَ اَرۡضُهَا غِرَاسًا.}

اور یہ کہ وہ ان دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے، یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے۔

شریف رضیؒ نے اس فقرہ کی شرح میں لکھا ہے:

وَ الۡمُرَادُ بِهٖ: اَنَّ الۡاَرۡضَ يَكۡثُرُ فِيۡهَا غِرَاسُ النَّخۡلِ حَتّٰى يَرَاهَا النَّاظِرُ عَلٰى غَيۡرِ تِلۡكَ الصِّفَةِ الَّتِيۡ عَرَفَهَا بِهَا فَيُشۡكِلُ عَلَيۡهِ اَمۡرُهَا.

اس مراد یہ ہے کہ جب زمین میں کھجوروں کے پیڑ کثرت سے اُگ آتے ہیں تو دیکھنے والوں نے جس صورت میں اسے دیکھا تھا، اب دوسری صورت میں دیکھنے کی وجہ سے اسے اشتباہ ہو جائے گا۔

نہایہ لغت؛ (شَكَلَ): فِيْ وَصِيَّةِ عَلِيٍّ وَ اَنْ لَّا يَبِيْعَ مِنْ اَوْلَادِ نَخْلِ هٰذِهِ الْقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى يُشْكِلَ اَرْضُهَا غِرَاسًا اَىْ حَتّٰى يَكْثُرَ غِرَاسُ النَّخْلِ فِيْهَا فَيَرَاهَا النَّاظِرُ عَلٰى غَيْرِ الصِّفَةِ الَّتِيْ عَرَفَهَا بِهٖ فَيُشْكِلُ عَلَيْهِ اَمْرُهَا.

حل لغت میں الفاظ کا متحد ہونا بھی معنی خیز اور قابلِ لحاظ ہے۔

(۱۵۵) صفحہ ۲۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۵]:

{حَتّٰى تَقُوْمَ بَيْنَهُمْ فَتُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ. وَ لَا تُخْدِجْ بِالتَّحِيَّةِ لَهُمْ.}

یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ تو ان پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا۔

نہایہ لغت؛ (خَدَجَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ، وَ لَا تُخْدِجِ التَّحِيَّةَ لَهُمْ.

(۱۵۶) صفحہ ۲۵ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لَا يَمْصُرَ لَبَنَهَا فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا.}

اور نہ اس کا سارے کا سارا دودھ دوہ لیا کرے کہ بچے کیلئے ضرر رسانی کا باعث بن جائے۔

نہایہ لغت؛ (مَصَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا يَمْصُرُ لَبَنَهَا، فَيَضُرَّ ذٰلِكَ بِوَلَدِهَا.

(۱۵۷) صفحہ ۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ، وَ لْيَسْتَاْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ.}

اور جس کے کھر گھس گئے ہوں یا پیر لنگ کرنے لگے ہوں اسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے۔

نہایہ لغت؛ (نَقَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ لْيَسْتَاْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ.

نہایہ لغت؛ (ظَلَعَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لْيَسْتَاْنِ بِذَاتِ النَّقْبِ وَ الظَّالِعِ.

(۱۵۸) صفحہ ۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۵، ص ۶۹۷]:

{وَ لْيُرَوِّحهَا فِي السَّاعَاتِ، وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ.}

اور وقتاً فوقتاً انہیں راحت پہنچاتا رہے، اور جہاں تھوڑا بہت پانی یا گھاس سبزہ ہو انہیں کچھ دیر کیلئے مہلت دے۔

نہایہ لغت؛ (نَطَفَ): مِنْهُ حَدِيثُ عَلِيٍّ: وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ.

(۱۵۹) صفحہ ۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۸، ص ۷۰۲]:

{وَ زَعَمْتَ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْاِسْلَامِ فُلَانٌ وَّ فُلَانٌ،... هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَّيْسَ مِنْهَا.}

تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اور فلاں (ابوبکر وعمر) ہیں۔۔۔۔۔ کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے۔

نہایہ لغت؛ (حَنَنَ): مِنْهُ كِتَابُ عَلِيٍّ اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَاَمَّا قَوْلُكَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَّيْسَ مِنْهَا.

(۱۶۰) صفحہ ۳۳ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۸، ص ۷۰۳]:

{لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا وَ لَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا.}

ہم نے اپنی نسلاً بعد نسل چلی آنے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کیا۔

نہایہ لغت؛ (عَدَا): مِنْهُ كِتَابُ عَلِيٍّ اِلٰى مُعَاوِيَةَ لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا وَ لَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا.

(۱۶۱) صفحہ ۵۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۱، ص ۷۲۹]:

{وَ اِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَآءِ، فَاِنَّ رَاْيَهُنَّ اِلٰى اَفْنٍ، وَ عَزْمَهُنَّ اِلٰى وَهْنٍ.}

(خبردار!) عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو، کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (اَفْنٍ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَآءِ، فَاِنَّ رَاْيَهُنَّ اِلٰى اَفْنٍ.

(۱۶۲) صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{فَلَمَّا رَاَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَ الْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ.}

لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچا زاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔

نہایہ لغت؛ (كَلَبَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ حِيْنَ اَخَذَ مَالَ الْبَصْرَةِ فَلَمَّا رَاَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَ الْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ.

(۱۶۳) صفحہ ٦٧ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ، فَفَارَقْتَهٗ مَعَ الْمُفَارِقِيْنَ.}

تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیا، اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔

نہایہ لغت؛ (جَنَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلَيَّ اِبْنُ عَبَّاسٍ قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ.

(۱۶۴) صفحہ ۶۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]:

{وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ، مِنْ اَمْوَالِهِمُ الْمَصُوْنَةِ لِاَرَامِلِهِمْ، وَ اَيْتَامِهِمُ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ، دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيْرَةِ.}

اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کیلئے محفوظ رکھا گیا تھا، یوں جھپٹ پڑے جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اُچک لیتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (زَلَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ اِخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ، مِنْ اَمْوَالِ الْاُمَّةِ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْاَزَلِّ، دَامِيَةَ الْمِعْزٰى.

(۱۶۵) صفحہ ۶۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۱]:

{فَضَحِّ رُوَيْدًا، فَكَاَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى.}

ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو۔

نہایہ لغت؛ (ضَحَا): مِنَ الْاَوَّلِ كِتَابُ عَلِيٍّ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ اَلَا ضَحِّ رُوَيْدًا، قَدْ بَلَغْتَ الْمَدٰى.

(۱۶۶) صفحہ ۷۱ [افکار مکتوب ۴۴، ص ۷۴۳]:

{كَتَبَ اِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَ يَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ.}

اس (معاویہ) نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا اور تمہاری دھار کو کند کرنا چاہا ہے۔

نہایہ لغت؛ (فَلَلَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَ يَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ.

(۱۶۷) صفحہ ۷۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۴، ص ۷۴۴]:

{وَ الْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ، وَ النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.}

تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے جیسے بزمِ مے نوشی میں بن

بلائے آنے والا کہ اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے، یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو ادھر سے ادھر تھرکتا رہتا ہے۔

شریف رضیؒ اس فقرہ کے تحت میں لکھتے ہیں:

اَلْوَاغِلِ: هُوَ الَّذِیْ یَهْجُمُ عَلَی الشُّرَّبِ لِیَشْرَبَ مَعَهُمْ وَ لَیْسَ مِنْهُمْ، فَلَا یَزَالُ مُدَفَّعًا مُّحَاجَزًا. وَ النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ: هُوَ مَا یُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاکِبِ، مِنْ قَعْبٍ اَوْ قَدَحٍ اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهُوَ اَبَدًا یَتَقَلْقَلُ اِذَا حَثَّ ظَهْرَهٗ، وَاسْتَعْجَلَ سَیْرَهٗ.

امیر المؤمنینؑ نے جو لفظ "اَلْوَاغِلِ" فرمایا ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بلائے پہنچ جائے، تا کہ ان کے ساتھ پی سکے، حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے۔ اور "اَلنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ" لکڑی کے پیالہ یا جام یا اس سے ملتے جلتے ظرف کو کہا جاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کو چلاتا اور تیز ہنکاتا ہے تو وہ برابر ادھر سے ادھر جنبش کھاتا رہتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (وَغَلَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: اَلْمُتَعَلِّقُ بِهَا کَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ. اَلْوَاغِلُ: اَلَّذِیْ یَهْجُمُ عَلَی الشُّرَّبِ لِیَشْرَبَ مَعَهُمْ وَ لَیْسَ مِنْهُمْ، فَلَا یَزَالُ مُدَفَّعًا بَیْنَهُمْ.

نہایہ لغت؛ (نَوَطَ): مِنْهُ حَدِیْثُ عَلِیٍّ: اَلْمُتَعَلِّقُ بِهَا کَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ اَرَادَ مَا یُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاکِبِ، مِنْ قَعْبٍ اَوْ غَیْرِهٖ، فَهُوَ اَبَدًا یَتَحَرَّكُ.

حل لغت میں الفاظ کا اتحاد قابلِ لحاظ ہے۔

(۱۶۸) صفحہ ۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۷]:

{وَ النَّفْسُ مَظَانُّهَا فِیْ غَدٍ جَدَثٌ، تَنْقَطِعُ فِیْ ظُلْمَتِهٖ اٰثَارُهَا.}

اور نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھیاریوں میں اس کے نشانات مٹ جائیں گے۔

نہایہ لغت؛ (جَدَثَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: فِيْ جَدَثٍ يَنْقَطِعُ فِيْ ظُلْمَتِهٖ آثَارُهَا.

(۱۶۹) صفحہ ۷۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۶]:

{فَوَاللّٰهِ! مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْرًا، وَ لَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَآئِمِهَا وَفْرًا.}

خدا کی قسم! میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا، اور نہ اس کے مال ومتاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں۔

نہایہ لغت؛ (وَفَرَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: وَ لَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَآئِمِهَا وَفْرًا.

(۱۷۰) صفحہ ۷۴ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۵، ص ۷۴۷]:

{اَوْ اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى، وَ اَكْبَادٌ حَرّٰى.}

کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں، درآنحالانکہ میرے گرد وپیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں؟

نہایہ لغت؛ (بَطَنَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى.

نہایہ لغت؛ (غَرِثَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: اَبِيْتَ مِبْطَانًا وَّ حَوْلِيْ بُطُوْنٌ غَرْثٰى.

(۱۷۱) صفحہ ۸۹ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۶۸]:

{وَ تَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِحُ لَكَ.}

اور ہر ایسے رویہ سے جو تمہارے لئے مناسب نہیں بے خبر بن جاؤ۔

نہایہ لغت؛ (غَبَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: تَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَصِحُّ لَكَ.

(۱۷۲) صفحہ ۹۲ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۴]:

{وَ ارْدُدْ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا يُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوْبِ، وَ

يَشْتَبِهُ عَلَيْكَ مِنَ الْأُمُوْرِ. }

جب ایسی مشکلیں تمہیں پیش آئیں کہ جن کا حل نہ ہو سکے اور ایسے معاملات کہ جو مشتبہ ہو جائیں تو ان میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔

نہایہ لغت؛ (ضَلَعَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: وَ ارْدُدْ إِلَى اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا يُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوْبِ.

(۱۷۳) صفحہ ۹۲ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۴]:

{ مَنْ لَّا تَضِيْقُ بِهِ الْأُمُوْرُ، وَ لَا تَمْحَكُهُ الْخُصُوْمُ. }

جو واقعات کی پیچیدگیوں سے ضیق میں نہ پڑ جاتا ہو، اور نہ جھگڑنے والوں کے رویہ سے غصہ میں آتا ہو۔

نہایہ لغت؛ (مَحَكَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَا تَضِيْقُ بِهِ الْأُمُوْرُ، وَ لَا تَمْحَكُهُ الْخُصُوْمُ.

(۱۷۴) صفحہ ۹۵ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۷۷]:

{ فَإِنْ شَكَوْا ثِقَلًا أَوْ عِلَّةً، أَوِ انْقِطَاعَ شِرْبٍ أَوْ بَالَّةٍ. }

اب اگر وہ خراج کی گرانباری، یا کسی آفتِ ناگہانی، یا نہری و بارانی علاقوں میں ذرائع آبپاشی کے ختم ہونے کی شکایت کریں۔

نہایہ لغت؛ (بَلَلَ): فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ فَإِنْ شَكَوْا بِانْقِطَاعِ شِرْبٍ أَوْ بَالَّةٍ.

(۱۷۵) صفحہ ۱۰۴ [افکار عہد نامہ ۵۳، ص ۷۸۰]:

{ فَإِنَّ فِيْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَّ مُعْتَرًّا. }

ان میں سے کچھ تو ہاتھ پھیلا کر مانگنے والے ہوتے ہیں اور کچھ کی صورت سوال ہوتی ہے۔

نہایہ لغت؛ (عَرَرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: فَإِنَّ فِيْهِمْ قَانِعًا وَّ مُعْتَرًّا.

(۱۷۶) صفحہ ۱۲۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۰، ص ۷۹۸]:

{قَدْ اَوْصَیْتُهُمْ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ عَلَیْهِمْ، مِنْ كَفِّ الْاَذٰی وَ صَرْفِ الشَّذٰی.}

میں نے انہیں ہدایت کر دی ہے اس کی جو اللہ کی طرف سے ان پر لازم ہے کہ وہ کسی کو ستائیں نہیں اور کسی کو تکلیف نہ دیں۔

نہایہ لغت؛ (شَذَا): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: اَوْصَیْتُهُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ، مِنْ كَفِّ الْاَذٰی وَ صَرْفِ الشَّذٰی.

(۱۷۷) صفحہ ۱۲۲ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۱، ص ۷۹۹]:

{فَاِنَّ تَضْیِیْعَ الْمَرْءِ مَا وُلِّیَ وَ تَكَلُّفَهٗ مَا كُفِیَ، لَعَجْزٌ حَاضِرٌ وَّ رَاْیٌ مُّتَبَّرٌ.}

آدمی کا اس کام کو نظر انداز کر دینا کہ جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کے بجائے دوسروں سے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے۔

نہایہ لغت؛ (تَبَرَ): فِیْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ: عَجْزٌ حَاضِرٌ وَّ رَاْیٌ مُّتَبَّرٌ.

(۱۷۸) صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۵، ص ۸۰۸، ۸۰۹]:

{وَ تَرَقَّیْتَ اِلٰی مَرْقَبَةٍ..... تَقْصُرُ دُوْنَهَا الْاَنُوْقُ.}

تم اپنے کو اونچا کر کے ایسی بلند بام اور گم کردہ نشان چوٹی تک لے گئے ہو کہ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔

نہایہ لغت؛ (اَنَقَ): فِیْ كَلَامِ عَلِیٍّ تَرَقَّیْتَ اِلٰی مَرْقَاةٍیَقْصُرُ دُوْنَهَا الْاَنُوْقُ.

(۱۷۹) صفحہ ۱۴۱ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار ہدایت ۷۷، ص ۸۱۹]:

{لَا تُخَاصِمُهُمْ بِالْقُرْاٰنِ، فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْهٍ.}

تم ان سے قرآن کی رو سے بحث نہ کرنا، کیونکہ قرآن بہت سے معانی کا حامل ہوتا ہے اور بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔

نہایہ لغت؛ (حَمَلَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: لَا تُنَاظِرُوْهُمْ بِالْقُرْاٰنِ، فَاِنَّهٗ حَمَّالٌ ذُوْ وُجُوْهٍ.

(۱۸۰) صفحہ ۱۷۸ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص ۸۶۸]:

{اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَّبَّانِيٌّ.}

تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں: ایک عالم ربانی۔

نہایہ لغت؛ (رَبَبَ): فِيْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ: اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: عَالِمٌ رَّبَّانِيٌّ.

(۱۸۱) صفحہ ۱۷۹ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص ۸۶۹]:

{هَا! اِنَّ هٰهُنَا لَعِلْمًا جَمًّا (وَ اَشَارَ اِلٰى صَدْرِهٖ:) لَوْ اَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً.}

(اس کے بعد حضرتؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

نہایہ لغت؛ (هَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: هَا! اِنَّ هٰهُنَا عِلْمًا، وَ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلٰى صَدْرِهٖ، لَوْ اَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً.

(۱۸۲) صفحہ ۲۰۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حدیث ۹، ص ۹۱۰]:

{كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.}

جب احمرارِ باس ہوتا تھا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپر میں جاتے تھے۔

نہایہ لغت؛ (بَاَسَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا اشْتَدَّ الْبَاْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

نہایہ لغت؛ (حَمُرَ): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

نہایہ لغت؛ (وَقَا): مِنْهُ حَدِيْثُ عَلِيٍّ: كُنَّا اِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

(۳) جمال الدین ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ ہیں جنہوں نے اپنی عظیم الشان کتاب ''لسان العرب'' میں جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا بیس (۲۰) جلدوں میں مصر میں شائع ہوئی ہے۔ نہج البلاغہ کے مندرجہ کلمات واجزاء کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کیا ہے اوران تمام مقامات میں جن کا ذکر نہایہ ابن اثیر کے ذیل میں گزرا نہج البلاغہ کے فقرات کو پیش کر کے ان کے لغات ومفردات الفاظ کو حل کیا ہے۔

(۴) مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ ہیں جو اپنی مشہور کتاب ''قاموس'' میں نہج البلاغہ کے سب سے زیادہ مختلف فیہ بنائے جانے والے جزو ''خطبہ شقشقیہ'' کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلشِّقْشِقَةُ، بِالْكَسْرِ: شَيْءٌ كَالرِّيَةِ يُخْرِجُهُ الْبَعِيْرُ مِنْ فِيْهِ اِذَا هَاجَ. وَالْخُطْبَةُ الشِّقْشِقِيَّةُ الْعَلَوِيَّةُ، لِقَوْلِهٖ لِابْنِ عَبَّاسٍ، لَمَّا قَالَ لَهٗ: لَوِ اطَّرَدَتْ مَقَالَتُكَ مِنْ حَيْثُ اَفْضَيْتَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هَيْهَاتَ، تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ.

شقشقہ بکسر شین ایک چیز ہے جو اونٹ کے منہ سے باہر آتی ہے غصہ اور ہیجان کے وقت پر اور حضرت علیؑ کا خطبہ شقشقیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب ابن عباس نے آپ سے خواہش کی ہے کہ آپ اپنے کلام کو جاری کیجئے اس مقام پر سے کہ جہاں تک پہنچا تھا تو آپ نے ابن عباس سے فرمایا اب کہاں اے ابن عباس وہ ایک شقشقہ یعنی "جوش کا نتیجہ تھا جو بلند ہوا اور اب ختم ہو چکا"۔

(۵) شمس الدین یوسف بن قزغلی مشہور بسبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ ہیں جنھوں نے اپنی کتاب ''تذکرہ خواص الآئمہ'' میں خطبہ شقشقیہ کو تمام وکمال درج کیا ہے اور قطعی طور سے کلامِ امیرالمؤمنینؑ تسلیم کیا ہے۔

(۶) ملا علی قوشجی ہیں جو اپنی کتاب شرح تجرید میں بذیل شرح کلام محقق (وَاَفْصَحُهُمْ لِسَانًا) یعنی حضرت علیؑ تمام صحابہ میں فصاحت کے اعتبار سے بڑھے ہوئے تھے، تحریر کرتے ہیں:

عَلٰی مَا يَشْهَدُ بِهٖ كِتَابُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ . وَقَالَ الْبُلَغَاءُ : اِنَّ كَلَامَهٗ دُوْنَ كَلَامِ الْخَالِقِ وَفَوْقَ كَلَامِ الْمَخْلُوْقِ.

جیسا کہ شاہد ہے اس کی کتاب نہج البلاغہ اور فصحا کا مقولہ ہے کہ کلام آپ کا خالق کے کلام سے نیچے اور تمام مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے۔

(۷) محمد بن علی بن طباطبا معروف بہ ابن طقطقی اپنی کتاب ''تاريخ الفخري في الآداب السلطانية والدول الإسلامية'' مطبوعہ مصر صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:

عَدَلَ نَاسٌ اِلٰی نَهْجِ الْبَلَاغَةِ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاِنَّهُ الْكِتَابُ الَّذِيْ يُتَعَلَّمُ مِنْهُ الْحِكَمُ وَالْمَوَاعِظُ. وَالْخُطَبُ وَالتَّوْحِيْدُ وَالشَّجَاعَةُ وَالزُّهْدُ وَعُلُوُّ الْهِمَّةِ. وَاَدْنٰی فَوَآئِدِهِ الْفَصَاحَةُ وَالْبَلَاغَةُ.

بہت سے لوگوں نے کتاب نہج البلاغہ کی طرف توجہ کی جو امیرالمؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے کلام سے ہے۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس سے حکم اور مواعظ اور توحید اور شجاعت اور زہد اور علو ہمت ان تمام باتوں کی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور اس کا ایک ادنیٰ جوہر ہے فصاحت و بلاغت۔

(۸) علامہ محدث ملا محمد طاہر فتنی گجراتی نے اپنی کتاب مجمع بحار الانوار میں جو لکھنؤ مطبع

نولکشور میں شائع ہو چکی کو انتہائی اہتمام سے مصر میں چھپوانے کا انتظام کیا۔ وہ اپنے اس مقدمہ میں جو شروعِ کتاب میں درج کیا ہے اپنی اس حیرت و دہشت کا اظہار کرتے ہوئے جو نہج البلاغہ کے حقائق آگیں عبارات سے ان پر طاری ہوئی ہے، تحریر کرتے ہیں:

كَانَ يُخَيَّلُ لِيْ فِيْ كُلِّ مَقَامٍ اَنَّ حُرُوْبًا شُبَّتْ، وَ غَارَاتٍ شُنَّتْ، وَ اَنَّ لِلْبَلَاغَةِ دَوْلَةً وَّ لِلْفَصَاحَةِ صَوْلَةً، وَ اَنَّ لِلْاَوْهَامِ عَرَامَةً وَلِلرَّيْبِ دَعَارَةً، وَاَنَّ جَحَافِلَ الْخِطَابَةِ، وَ كَتَآئِبَ الذَّرَابَةِ، فِيْ عُقُوْدِ النِّظَامِ، وَ صُفُوْفِ الْاِنْتِظَامِ، تَنَافَحَ بِالصَّفِيْحِ الْاَبْلَجِ وَ الْقَوِيْمِ الْاَمْلَجِ، وَ تَمْتَلِجُ الْمُهَجَ بِرَوَاضِعِ الْحُجَجِ، فَتَفُلُّ مِنْ دَعَارَةِ الْوَسَاوِسِ وَ تُصِيْبُ مَقَاتِلَ الْخَوَانِسِ. فَمَا اَنَا اِلَّا وَ الْحَقُّ مُنْتَصِرٌ، وَالْبَاطِلُ مُنْكَسِرٌ، وَمَرَجَ الشَّكُّ فِيْ خُمُوْدٍ وَهَرَجَ الرَّيْبُ فِيْ رُكُوْدٍ. وَاَنَّ مُدَبِّرَ تِلْكَ الدَّوْلَةِ، وَ بَاسِلَ تِلْكَ الصَّوْلَةِ، هُوَ حَامِلُ لِوَآئِهَا الْغَالِبِ، اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ.

(اثنائے مطالعہ میں) مجھے ہر مقام پر معلوم ہوتا تھا کہ لڑائیاں شعلہ ور ہیں اور گیرودار شدت پر ہے اور بلاغت کی فتح ہے اور فصاحت کا حملہ ہے اور توہمات کی شکست ہے اور شکوک کی رسوائی ہے اور یہ کہ خطابت کے افواج اور طلاقت لسان کی لشکر نظام کلام کی لڑیوں اور سلسلہ کی صفوں میں چمکتی ہوئی تلواروں اور بل کھاتے ہوئے نیزوں کے ساتھ مصروف پیکار ہیں اور نتیجہ خیز دلائل کے ساتھ دلوں کی تسکین کا باعث ہو کر وسوسہ انگیزیوں کو شکست دیتی اور باطل پرستیوں کی جان لیتی ہیں۔ مجھے تو کچھ نہیں نظر آتا تھا سوائے اس کے کہ حق کی فتح ہو رہی ہے اور باطل شکست اٹھا رہا ہے اور شک و شبہ کی آگ خاموش اور

توہمات کی چپقلش سکون پذیر ہو رہی ہے اور اس غلبہ و اقتدار کی مدبر اور اس حملہ کی شہسوار وہ غالب و قاہر علمبردار ہستی ہے جس کا نام ہے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہا السّلام۔

بَلْ كُنْتُ كُلَّمَا انْتَقَلْتُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى مَوْضِعٍ اَحَسُّ بِتَغَيُّرِ الْمَشَاهِدِ، وَ تَحَوُّلِ الْمَعَاهِدِ: فَتَارَةً كُنْتُ اَجِدُنِيْ فِيْ عَالَمٍ يُعَمِّرُهٗ مِنَ الْمَعَانِيْ اَرْوَاحٌ عَالِيَةٌ، فِيْ حُلَلٍ مِنَ الْعِبَارَاتِ الزَّاهِيَةِ، تَطُوْفُ عَلَى النُّفُوْسِ الزَّاكِيَةِ، وَ تَدْنُوْ مِنَ الْقُلُوْبِ الصَّافِيَةِ، تُوْحِيْ اِلَيْهَا رَشَادُهَا، وَ تَقُوْمُ مِنْهَا مُرَادُهَا، وَ تَنْفِرُ بِهَا عَنْ مَدَاحِضِ الْمَزَالِ، اِلٰى جَوَادِ الْفَضْلِ وَ الْكَمَالِ.

بلکہ میں (اس کتاب میں) جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا تھا تو احساس کرتا تھا کہ کس طرح مناظر میں تبدیلی ہو رہی ہے اور نقشوں میں انقلاب ہے۔ کبھی تو میں اپنے کو ایک دنیا میں پاتا تھا جس میں معانی کے بلند پایہ ارواح عبارت کے خوشنما حلّوں میں آباد ہیں جو پاکیزہ نفوس کے اوپر گردش کرتے اور صاف و نورانی قلوب کے پاس جا کر ان پر ہدایت و ارشاد کی وحی اتارتے اور ان کو ان کے مقصود سے دو چار کرتے اور ان کو لغزش و خطا کی پھسلنوں سے ہٹا کر فضل و کمال کے جادوں پر لگاتے ہیں۔

وَ طَوْرًا كَانَتْ تَتَكَشَّفُ لِيَ الْجُمَلُ عَنْ وُجُوْهٍ بَاسِرَةٍ، وَ اَنْيَابٍ كَاشِرَةٍ، وَ اَرْوَاحٍ فِيْ اَشْبَاحِ النُّمُوْرِ، وَ مَخَالِبِ النُّسُوْرِ، قَدْ تَحفزَتْ لِلْوَثَّابِ، ثُمَّ انْقَضَتْ لِلِاخْتِلَابِ. فَخَلَبَتِ الْقُلُوْبَ عَنْ هَوَاهَا، وَ اَخَذَتِ الْخَوَاطِرَ دُوْنَ

مَرْمَاهَا، وَ اغْتَالَتْ فَاسِدَ الْاَهْوَآءِ وَ بَاطِلَ الْآرَآءِ.

اور کبھی میرے سامنے ایسے جملے آتے تھے جو معلوم ہوتا تھا کہ تیوریاں چڑھائے ہوئے ڈرونی صورتوں میں دانت نکالے ہوئے ہیں۔ وہ روحیں ہیں شیروں کے پیکر میں اور شکاری پرندوں کے پنجوں کے ساتھ جو آمادہ ہیں حملہ کے اوپر اور پھر ٹوٹ پڑتے ہیں شکار پر۔ وہ دلوں کو اپنی محبت سے موہ لیتے ہیں اور ضمیر پر قبضہ کر لیتے ہیں اور غلط خواہشاتِ نفسانی اور باطل عقاید کو اچانک طور سے مار ڈالتے ہیں۔

وَ اَحْيَانًا كُنْتُ اَشْهَدُ اَنَّ عَقْلًا نُوْرَانِيًّا، لَا يَشْبَهُ خَلْقًا جَسَدَانِيًّا، فَصَلَ عَنِ الْمَوْكِبِ الْاِلٰهِيِّ وَ اتَّصَلَ بِالرُّوْحِ الْاِنْسَانِيِّ، فَخَلَعَهٗ عَنْ غَاشِيَاتِ الطَّبِيْعَةِ، وَ سَمَا بِهٖ اِلَى الْمَلَكُوْتِ الْاَعْلٰى، وَ نَمَا بِهٖ اِلٰى مَشْهَدِ النُّوْرِ الْاَجْلٰى. وَ سَكَنَ بِهٖ اِلٰى عَمَارِ جَانِبِ التَّقْدِيْسِ، بَعْدَ اسْتِخْلَاصِهٖ مِنْ شَوَآئِبِ التَّلْبِيْسِ.

اور اکثر مجھے معلوم ہوتا تھا کہ ایک نورانی عقل جو جسمانی مخلوق سے کسی طرح مشابہ نہیں ہے وہ جدا ہوئی الٰہی جلوس شاہی سے اور متصل ہوئی انسانی روح کے ساتھ اور جدا کر دیا اس کو مادی حجابوں سے اور بلند کر دیا اس کو عالمِ بالا کے ملکوت کی طرف اور پہنچا دیا اس کو دنیائے نور میں اور ساکن کر دیا اس کو جوارِ اَقدس کا، بعد اس کے خالص کر دیا اس کو شکوک کی آمیزش سے۔

وَ آنَاتٍ كَاَنِّيْ اَسْمَعُ خَطِيْبَ الْحِكْمَةِ يُنَادِيْ بِاَعْلِيَآءِ الْكَلِمَةِ، وَ اَوْلِيَآءِ اَمْرِ الْاُمَّةِ، يُعَرِّفُهُمْ مَوَاقِعَ الصَّوَابِ، وَ يُبَصِّرُهُمْ مَوَاضِعَ الْاِرْتِيَابِ، وَ يُحَذِّرُهُمْ مَزَالِقَ الْاِضْطِرَابِ، وَ

يُرْشِدُهُمْ اِلٰى دَقَآئِقِ السِّيَاسَةِ، وَ يَهْدِيْهِمْ طُرُقَ الْكِيَاسَةِ، وَ يَرْتَفِعُ بِهِمْ اِلٰى مَنَصَّاتِ الرِّئَاسَةِ وَ يُصْعِدُهُمْ شَرَفَ التَّدْبِيْرِ، وَ يُشْرِفُ بِهِمْ عَلٰى حُسْنِ الْمَصِيْرِ.

اور بعض اوقات میں سنتا تھا حکمت و دانش کے خطیب کو کہ وہ آواز دیتا ہے مسموع الکلمۃ مقتدر اشخاص اور امتِ اسلامیہ کے حکام اور ذمہ داران کو اور انہیں بتلاتا ہے صحیح راستے اور پتہ دیتا ہے خطرناک مقامات کا اور خوف دلاتا ہے تزلزل ولغزش کی جگہوں سے اور رہنمائی کرتا ہے سیاست کے رموز اور دانش کے راستوں کی طرف اور بلند کرتا ہے ریاست کے تخت اور اصابتِ رائے اور حسنِ تدبر کی شرف و منزلت کے اوپر اور انہیں انجام بخیر ہونے کا طریقہ بتلاتا ہے۔

بیشک اس عبارت میں علامہ محمد عبدہ نے جس طرح نہج البلاغہ کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کی تصدیق کی ہے اسی طرح اس کے مضامین کی حقیقت اور اس کے مندرجات کی سچائی کا بھی اعتراف کیا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مضامین حق کی فتح اور باطل کی شکست اور شکوک واوہام کی فنا اور توہمات و وسواس کی بیخ کنی کا سبب ہیں اور وہ شروع سے آخر تک انسانی روح کے لیے روحانیت و انسانیت، قدس و طہارت، جلال و کمال کے تعلیمات کے حامل اور انسانی زندگی کے لئے بہترین ہدایت کا مخزن ہیں۔

ممکن ہے ہندستانی مسلمانوں کا وہ طبقہ جو صرف مذہبی مباحثات ہی سے دلچسپی رکھتا ہے علامہ شیخ محمد عبدہ کی بلند شخصیت اور ان کی ذمہ دارانہ حیثیت سے واقف نہ ہو لیکن وہ اہلِ علم جو دوسرے ممالکِ اسلامیہ کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ اتصال اور دورِ حاضر کے علماءِ اسلام کے علمی کارناموں سے واقفیت رکھتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ علامہ محمد عبدہ اس دورِ آخر کے ان جلیل القدر علماء میں سے تھے جو شرقِ عربی میں "امام" و "مصلح" مانے گئے ہیں اور جمہورِ

اسلام کے سب سے بڑے مرکزِ علمی مصر میں ان کی مسلم الثبوت شخصیت کے نام پر علمی طبقہ کی گردنیں خم ہیں۔

انہیں نہج البلاغہ کے ساتھ وہ غیر معمولی عقیدت تھی کہ وہ اسے قرآن مجید کے بعد ہر کتاب کے مقابلہ پر ترجیح کا مستحق سمجھتے تھے۔

ان کا اعتقاد تھا کہ جامعہ اسلامیہ میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونا اسلام کی ایک صحیح خدمت ہے اور عربی طلاب کے لئے بجائے اس کے کہ وہ متداولہ ادبی کتابیں پڑھیں اس کتاب کو اپنا قبلہ مقصد بنانا ان کی ذہنی ترقیوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اس کی عبارت ادبی حیثیت سے بہت بلند ہے بلکہ اس لئے بھی کہ وہ امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کا کلام ہے۔ اور معانی اور مقاصد کے اعتبار سے بھی توجہ و التفات کا مستحق ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

لَيۡسَ فِيۡ اَهۡلِ هٰذِهِ اللُّغَةِ اِلَّا قَآئِلٌ بِاَنَّ كَلَامَ الۡاِمَامِ عَلِيِّ بۡنِ اَبِيۡ طَالِبٍ هُوَ اَشۡرَفُ الۡكَلَامِ وَ اَبۡلَغُهٗ بَعۡدَ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ كَلَامِ نَبِيِّهٖ وَ اَغۡزَرُهٗ مَادَّةً وَ اَرۡفَعُهٗ اُسۡلُوۡبًا وَ اَجۡمَعُهٗ لِجَلَآئِلِ الۡمَعَانِيۡ، فَاَجۡدَرُ بِالطَّالِبِيۡنَ لِنَفَآئِسِ اللُّغَةِ وَ الطَّامِعِيۡنَ فِي التَّدَرُّجِ لِمَرَاقِيۡهَا اَنۡ يَّجۡعَلُوۡا هٰذَا الۡكِتَابَ اَهَمَّ مَحۡفُوۡظِهِمۡ وَ اَفۡضَلَ مَاۡثُوۡرِهِمۡ مَعَ تَفَهُّمِ مَعَانِيۡهِ فِي الۡاَغۡرَاضِ الَّتِيۡ جَآءَتۡ لِاَجۡلِهَا وَ تَاَمُّلِ اَلۡفَاظِهٖ فِي الۡمَعَانِي الَّتِيۡ صِيۡغَتۡ لِلدَّلَالَةِ عَلَيۡهَا، لِيَصِيۡبُوۡا بِذٰلِكَ اَفۡضَلَ غَايَةٍ وَ يَنۡتَهُوۡا اِلٰى خَيۡرِ نِهَايَةٍ.

عرب اہلِ زبان میں ہر شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کلام خدا و رسولؐ کے کلام کے بعد ہر کلام سے شرف و بلاغت

میں زیادہ اور معنی خیز اور انداز بیان میں بلند تر اور بزرگ ترین معانی کے لحاظ سے زیادہ جامع ہے۔ لہٰذا عربی علمِ ادب کے نفیس ذخیروں کے طلبگاران اور اس کے بلند مرتبوں میں تدریجی ترقی کے آرزومندوں کے لئے بہترین ذریعہ ہے، یہ کہ وہ اس کتاب کو اپنے محفوظات اور منقولات میں اہم اور بہترین درجہ عطا کریں۔ اس کے ساتھ اس کے معانی کے سمجھنے کی کوشش بھی کریں، ان مقاصد کے لحاظ سے جن کے لئے وہ معانی لائے گئے ہیں اور الفاظ میں غور کریں ان معانی کے لحاظ سے جن کے ادا کرنے کے لئے وہ الفاظ ڈھالے گئے ہیں تا کہ اس کے ذریعے سے اس کا بہترین مقصد حاصل ہو۔

ناحق کوشی اور انصاف فراموشی ہوگی اگر اس بات کا اعتراف نہ کیا جائے کہ عالمِ اسلام کو جمہوری حیثیت سے نہج البلاغہ کے ساتھ روشناس کرنے کا سہرا صرف علامہ شیخ محمد عبدہ کے سر ہے جو ان کی ممتاز غیر متعصّبانہ ذہنیت، فراخ حوصلگی اور بلند نظری کا نتیجہ تھا ورنہ سوادِ اعظم کا تو یہ عالم رہا ہے کہ خاص اہل سنت کی کتابیں جو فضائلِ اہل بیتؑ سے متعلق ہیں جیسے تذکرہ خواص الآئمہ سبط ابن جوزی، مطالب السئول کمال الدین ابن طلحہ شافعی، کفایۃ المطالب حافظ گنجی شافعی، فصول مہمہ ابن صباغ مالکی، مناقب اخطب خوارزم وغیرہ وغیرہ۔ انہیں چاہے شیعوں نے ایران میں شائع کر دیا ہو لیکن جمہورِ مسلمین کے مطابع نے ان کے طبع و اشاعت کو پسند نہیں کیا پھر چہ جائیکہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ کا کلام جو ایک شیعہ عالم کا جمع کردہ ہے لیکن وہ علامہ محمد عبدہ کی بلند نظری اور حقیقت شناسی تھی جس نے ان چیزوں کی پرواہ نہیں کی اور یہ ان کی بلند شخصیت تھی اور نیز خلوصِ نیت جس نے انہیں کامیابی عطا کی اور شرقِ عربی کے بلند علمی طبقہ کو عموماً اس کتاب کے سامنے سرنگوں کر دیا اور اس وقت مصر و بیروت ایسے اسلامی مرکزوں میں اس کتاب کو وہی اہمیت حاصل ہے جو اسے حقیقتاً ہونا چاہیے۔

ہندوستان کے مسلمان خصوصا وہ طبقہ جو باہمی مناقشات سے دلچسپی رکھتا ہے جس کی مثال گولر کے کیڑوں کی ہے اور جو ایک انتہائی تنگ نظری کی محدود فضا میں مقید ہے۔ وہ نہج البلاغہ کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ ایک شیعی کتاب ہے اور اس لئے صرف اتنا فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بخیالِ خود بعض عبارتیں جو اپنے مفید مطلب پائیں انہیں شیعوں کے مقابلہ میں بطورِ استدلال پیش کریں اور بس۔ اس کے علاوہ وہ اس کے حقیقی فیوض و برکات سے بالکل محروم ہیں۔ لیکن دنیائے اسلام کی آزاد خیال جمہوریت اس وقت نہج البلاغہ سے بہترین فیوض حاصل کر رہی ہے اور وہ اس کو اپنا بہترین دلیلِ راہ اور چراغِ منزل سمجھتی ہے یقیناً اس کا سنگِ بنیاد علامہ شیخ محمد عبدہ کا رکھا ہوا ہے۔

انہوں نے نہ صرف یہ کہ کتاب پر حواشی لکھ دیے اور اسے طبع کرا دیا بلکہ وہ اپنی گفتگوؤں میں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اظہارِ خیالات میں بھی برابر اس کتاب کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجلہ "الہلال" مصر نے اپنی جلد ۳۵ کے جزوہ اول بابتہ نومبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸۷ پر چار (۴) سوالات، علمی طبقہ کی توجہ کے لئے شائع کیے تھے، جن میں پہلا سوال یہ تھا کہ:

مَا هُوَ الْكِتَابُ اَوِ الْكُتُبُ الَّتِیْ طَالَعْتُمُوْهَا فِیْ شَبَابِكُمْ، فَاَفَادَتْكُمْ وَ كَانَ لَهَا اَثَرٌ فِیْ حَيَاتِكُمْ؟

وہ کون سی کتاب یا کتابیں ہیں جن کا آپ نے اپنے شباب میں مطالعہ کیا تو انہوں نے آپ کو فائدہ پہنچایا اور ان کا آپ کی زندگی پر اثر پڑا؟

اس سوال کا جواب جو استاذ شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق نے دیا اور شمارہ دوم بابتہ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۵۰ پر شائع ہوا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

طَالَعْتُ بِاِرْشَادِ الْاُسْتَاذِ الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ دِيْوَانَ الْحِمَاسَةِ وَ نَهْجَ الْبَلَاغَةِ.

میں نے استاد مرحوم شیخ محمد عبدہ کی ہدایت سے دیوان حماسہ اور نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا۔

عبدالمسیح انطا کی نے بھی جن کی عبارت اس کے بعد آئے گی اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ علامہ محمد عبدہ نے مجھ سے فرمایا: "اگر تم چاہتے ہو کہ انشاء پردازی کا درجہ حاصل کرو تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کو اپنا استاد بناؤ اور ان کے کلمات کو اپنے لئے چراغِ ہدایت قرار دو"۔

موصوف کا یہ عقیدہ نہج البلاغہ کے متعلق کہ وہ تمام وکمال امیر المؤمنینؑ کا کلام ہے، اتنا واضح ہے کہ ان کے تمام شاگرد جو اس وقت مصر کے بلند پایہ اساتذہ ہیں اس حقیقت سے واقف ہیں اور خود ان کا مذکورۂ سابق مقدمہ نیز ان کے اکثر حواشی اس حقیقت کے بالکل واضح طور پر آئینہ بردار ہیں۔ چنانچہ استاد محمد محی الدین عبد الحمید مدرس کلیۃ لغۃ عربیۃ جامع ازہر جن کے خود خیالات ان کی عبارت میں اس کے بعد پیش ہوں گے، کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

عَسَيْتُ اَنْ تَسْئَلَ عَنْ رَاْيِ الْاُسْتَاذِ الْاِمَامِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ فِيْ ذٰلِكَ ، وَهُوَ الَّذِيْ بَعَثَ الْكِتَابَ مِنْ مَرْقَدِهٖ ، وَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَوْسَعَ مِنْهُ اِطِّلَاعًا ، وَلَا اَدَقَّ تَفْكِيْرًا ، وَالْجَوَابُ عَلٰى هٰذَا التَّسَاؤُلِ اَنَّا نَعْتَقِدُ اَنَّهٗ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ مُقْتَنِعًا بِاَنَّ الْكِتَابَ كُلَّهٗ لِلْاِمَامِ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللّٰهُ .

ممکن ہے تم اس مسئلہ میں استاد امام شیخ محمد عبدہ کی رائے دریافت کرو جنہوں نے اس کتاب کو خواب گم نامی سے بیدار کیا اور وسعتِ اطلاع اور باریک نگاہی میں کوئی شخص ان سے زیادہ موجود نہیں تھا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو تمام وکمال امیر المؤمنینؑ کا

کلام سمجھتے تھے۔

وَاِنْ لَمْ يُصَرِّحْ بِذٰلِكَ ، وَالدَّلِيْلُ عَلٰى هٰذِهِ الْعَقِيْدَةُ اَنَّهٗ يَقُوْلُ فِيْ مُقَدَّمَتِهٖ يَصِفُ الْكِتَابَ وَ اِنَّ مُدَبِّرَ تِلْكَ الدَّوْلَةِ، وَ بَاسِلَ تِلْكَ الصَّوْلَةِ، هُوَ حَامِلُ لِوَآئِهَا الْغَالِبِ، اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ.

اگرچہ انھوں نے اس کی تصریح نہ کی ہو اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے مقدمہ میں کتاب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس ادبی سلطنت کی (فرمانروا) اور اس حملہ کی شہسوار وہ غالب و قاہر علم بردار ہستی ہے جس کا نام ہے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام۔

بَلْ هُوَ يُتَجَاوَزُ هٰذَا الْمِقْدَارُ اِلَى الْاِعْتِرَافِ بِاَنَّ جَمِيْعَ الْاَلْفَاظِ صَادِرَةٌ عَنِ الْاِمَامِ عَلِيٍّ، حَتّٰى اِنَّهٗ لِيَجْعَلُ مَا فِي الْكِتَابِ حُجَّةٌ عَلٰى مَعَاجِمِ اللُّغَةِ ، اَسْمَعُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ (ج ٢ ص ١٩٧ ۔ مِنْ هٰذِهِ الْمَطْبُوْعَةِ): اَلْمَوَاسَاةُ بِالشَّيْءِ: اَلْاَشْرَاكُ فِيْهِ.... قَالُوْا: وَالْفَصِيْحُ فِي الْفِعْلِ آسَيْتُهُ، وَلٰكِنْ نُطْقُ الْاِمَامِ حُجَّةٌ ، وَاَعَادَ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ بِنَفْسِهَا (ج ٣ ص ٧٢ الحاشية ٤ مِنْ هٰذِهِ الْمَطْبُوْعَةِ).

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ خصوصیاتِ الفاظ کو بھی حضرت علی علیہ السلام کی زبان سے نکلا ہوا سمجھتے ہیں یہاں تک کہ وہ کتاب کے مندرجہ الفاظ کو لغت کی عام کتابوں کے مقابلہ میں سند قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو؛ جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ اس ایڈیشن کا۔ وہ فرماتے ہیں "مواساۃ" کسی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا۔ اہلِ لغت کہتے ہیں کہ اس کے فعل میں فصیح آسیتہ کی لفظ ہے (ہمزہ کے

ساتھ) مگر امام کا تلفظ حجت ہے۔ اس طرح کا استناد انہوں نے (جلد ۳ صفحہ ۲۷ حاشیہ نمبر ۴) میں بھی کیا ہے۔

(۱۰) ملک عرب کے مشہور مصنف، خطیب، انشاء پرداز عالم شیخ مصطفی غلائینی استاذ التفسیر والفقۃ والاداب العربیۃ فی الکلیۃ الاسلامیۃ بیروت اپنی کتاب "اریج الزہر" میں زیرِ عنوان نہج البلاغہ واسالیب الکلام العربی ایک مبسوط مقالہ کے تحت میں تحریر کرتے ہیں:

مِنْ اَحْسَنِ مَا يَنْبَغِىْ مُطَالَعَتُهٗ لِمَنْ يَّتَطَلَّبُ الْاُسْلُوْبَ الْعَالِيَ كِتَابُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ لِلْاِمَامِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. وَ هُوَ الْكِتَابُ الَّذِىْ اُنْشِئَتْ هٰذَا الْمَقَالَ لِاَجْلِهٖ. فَاِنَّ فِيْهِ مِنْ بَلِيْغِ الْكَلَامِ وَ الْاَسَالِيْبِ الْمُدْهِشَةِ وَ الْمَعَانِي الرَّآئِقَةِ وَ مَنَاحِي الْمَوْضُوْعَاتِ الْجَلِيْلَةِ مَا يَجْعَلُ مُطَالِعَهٗ اِذْ اَزَاوَلَهٗ مُزَاوَلَةً صَحِيْحَةً. بَلِيْغًا فِىْ كِتَابَتِهٖ وَ خِطَابَتِهٖ وَ مَعَانِيْهِ.

بہترین چیز جس کا مطالعہ لازم ہے اس شخص کو جو زبانِ عربی کے بلند معیارِ تحریر کو حاصل کرنا چاہے، کتاب نہج البلاغہ ہے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی اور یہ کتاب وہ ہے جس کے لئے خاص طور سے میں نے اس مضمون کی بنیاد ڈالی ہے کیوں کہ اس کتاب میں بلیغ کلام اور حیرت انگیز طرزِ تحریر اور جاذبِ نظر معانی اور مختلف عظیم الشان موضوعات و مقاصد کے خصوصیات ایسے ہیں جو مطالعہ کرنے والے کو اگر صحیح ذوق رکھتا ہو اور پورے طور سے اس کی مزاولت رکھے تو فصیح و بلیغ انشاء پرداز اور مقرر بنا سکتے ہیں۔

كَانَ هٰذَا الْكِتَابُ دُرَّةً فِىْ صَدَفِ بَعْضِ الْمَكْتُبَاتِ حَتّٰى اُتِيْحَ لِشَيْخِنَا الْمَرْحُوْمِ الْاُسْتَاذِ الْاِمَامِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ مُفْتِي الدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ وَ

يُبْرِزَهُ اِلَى عَالَمِ الْمَطْبُوعَاتِ لِيَكُوْنَ اَسْتَاذًا لِلْمُنْشِئِيْنَ وَ رَائِدَ الْبُلَغَآءِ وَ قَدْ عَلَّقَ عَلَيْهِ شَرْحًا جَزِيْلَ الْفَائِدَةِ كَبِيْرَ الْمَغْزٰى وَ قَدْ طُبِعَ الْكِتَابُ بِضْعَ مَرَّاتٍ مَشْرُوْحًا بِقَلَمِ الْاُسْتَاذِ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ۔ فَاسْتَفَادُ مُنْهُ اَقْوَامٌ كَثِيْرُوْنَ مِنْهُمْ كَاتِبُ هٰذِهِ السَّطُوْرُ فَاِلٰى اِقْتِنَآءِ هٰذَا الْاَثَرِ الْعَظِيْمِ يَا طُلَّابَ الْاَسْلُوْبِ الْعَالِيْ وَ رُوَّادَ الْكَلَامِ الْبَلِيْغِ فَاِنَّ فِيْهِ مَا تَرْغَبُوْنَ.

یہ کتاب بعض کتاب خانوں میں مثلِ صدف کے اندر پوشیدہ موتی کے مضمر اور پنہاں تھی یہاں تک کہ ہمارے استاد مرحوم امام الشیخ محمد عبدہ مفتی دیارِ مصریہ کو توفیق شامل حال ہوئی اور انہوں نے اس کتاب پر مطلع ہو کر اس کو عالمِ مطبوعات میں نمایاں کیا تاکہ یہ اربابِ انشاء اور فصحاء و بلغاء کی استاد قرار پائے اور انہوں نے اس کتاب پر ایک پر فائدہ شرح بھی بطورِ فٹ نوٹ حاشیہ کے تحریر کی۔ یہ کتاب موصوف کی شرح سمیت چند مرتبہ طبع ہو چکی ہے اور اس سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا جن میں سے کاتب الحروف بھی ہے۔ میں دعوت دیتا ہوں اس یادگار کتاب کی طرف ان لوگوں کو جو عربی کے بلند اسلوبِ تحریر کے طالب اور کلامِ بلیغ کے مشتاق ہیں وہ اس کتاب میں اپنے مقصد کو پورے طور سے موجود پائیں گے۔

(۱۱) استاد محمد کرد علی رئیس مجمع علمی دمشق نے الہلال کے چار سوالات کے جواب میں دیے جن میں سے تیسرا سوال یہ تھا کہ:

مَا هِيَ الْكُتُبُ الَّتِيْ تَنْصَحُوْنَ لِشُبَّانِ الْيَوْمِ بِقِرَآئَتِهَا؟

وہ کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے کی آپ موجودہ زمانہ کے نو جوانوں کو

ہدایت کرتے ہیں۔

اسی سوال کے تحت میں لکھا ہے؛

إِذَا طُلِبَ الْبَلَاغَةُ فِيْ اَتَمِّ مَظَاهِرِهَا وَ الْفَصَاحَةِ الَّتِيْ لَمْ تَشُبْهُهَا عَجْمَةٌ، فَعَلَيْكَ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ، دِيْوَانِ خُطَبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ رَسَآئِلِهِ اِلٰى عُمَّالِهِ، يُرْجَعُ اِلٰى فَصْلِ الْاِنْشَآءِ وَ الْمُنْشِئِيْنَ فِيْ كِتَابِيَ الْقَدِيْمُ وَ الْحَدِيْثُ (طبع بمصر١٩٢٥). وَ شَرْحُ اُسْتَاذِي الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهٗ عَلَيْهِ وَ اِنَّ بِالْغَرَضِ مِنْ حَيْثِ اللُّغَةِ وَ الْاَدَبِ اَمَّا شَرْحُ ابْنِ الْحَدِيْدِ فَلَا يَسَعُ طَالِبُ عِلْمٍ اِلَّا مَدَارَسَةٌ عَلٰى مَا يَرٰى اُسْتَاذِي الشَّيْخُ سَلِيْمُ الْبُخَارِيُّ فَاِنَّ فِيْهِ فُصُوْلًا مُمَتِّعَةً فِيْ اَخْبَارِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَ مَا بَعْدَهٗ وَ فِي الْاَدَبِ وَ الشِّعْرِ الْخُطَبِ لَا يَسْتَغْنِيْ عَنْهَا بَاحِثٌ مُسْتَفِيْدٌ.

اگر بلاغت کا مکمل ترین مظاہرہ اور وہ فصاحت دیکھنا ہو جس میں عجمیت کی ذرہ بھی آمیزش نہیں ہے تو تمہیں نہج البلاغہ کا مطالعہ کرنا چاہیے جو امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے خطبوں اور خطوط کا جو اپنے عاملوں کے نام لکھے ہیں، مجموعہ ہے۔ (تفصیل کے لیے ہماری کتاب "قدیم وحدیث" کے فصل "انشاء وانشاء پردازان" ملاحظہ ہو۔ یہ کتاب مصر میں ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی ہے) اور ہمارے استاد شیخ محمد عبدہ کی شرح جو نہج البلاغہ پر ہے وہ حلِ لغات اور ادبی نکات کے لحاظ سے مطلب برآری کے لئے کافی ہے۔ لیکن ابن ابی الحدید کی شرح وہ ایسی چیز ہے کہ میرے استاد شیخ سلیم بخاری کی رائے کے موافق طالب علم کے لئے اس کو درسی حیثیت سے پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں صدرِ

اول اور اس کے بعد کے تاریخی واقعات نیز ادب، شعر اور خطبوں کا ایک انتہائی مفید ذخیرہ موجود ہے جس سے کوئی تحقیق شیوہ طالب علم مستغنی نہیں ہوسکتا۔

یہ جواب "الہلال" کے جلد ۳۵ کے جز ۵ بابتہ مارچ ۱۹۲۷ء میں صفحہ ۵۷۲ پر شائع ہوا ہے۔

(۱۲) استاد محمد محی الدین عبدالحمید المدرس فی کلیۃ اللغۃ العربیۃ بالجامع الازہر جنہوں نے نہج البلاغہ پر تعلیقی حواشی تحریر کیے ہیں اور علامہ شیخ محمد عبدہ کے حواشی کو برقرار رکھتے ہوئے، خود بہت سی تحقیقات وشروح کا اضافہ کیا ہے اور ان حواشی کے ساتھ یہ کتاب مطبع استقامۃ مصر میں طبع ہوئی ہے۔ انہوں نے اس ایڈیشن کے شروع میں اپنی جانب سے ایک مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جس میں نہج البلاغہ کے استناد واعتبار پر ایک سیر حاصل بحث کی ہے۔ ہم اس کے ضروری اجزاء یہاں پر درج کرتے ہیں:

وَ بَعۡدَ! فَهٰذَا كِتَابُ نَهۡجِ الۡبَلَاغَةِ، وَ هُوَ مَا اخۡتَارَهُ الشَّرِيۡفُ الرَّضِیُّ اَبُو الۡحَسَنِ مُحَمَّدُ بۡنُ الۡحَسَنِ الۡمُوۡسَوِیُّ مِنۡ كَلَامِ اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلِیِّ ابۡنِ اَبِیۡ طَالِبٍ وَهُوَ الۡكِتَابُ الَّذِیۡ جَمَعَ بَيۡنَ دَفَّتَيۡهِ عُيُوۡنَ الۡبَلَاغَةِ وَ فُنُوۡنَهَا وَ تَهَيَّأَتۡ بِهٖ لِلنَّاظِرِ فِيۡهِ اَسۡبَابُ الۡفَصَاحَةِ وَ دَنَا مِنۡهُ قُطَّافُهَا، اِذۡ كَانَ مِنۡ كَلَامِ اَفۡصَحِ الۡخَلۡقِ بَعۡدَ الرَّسُوۡلِ ﷺ مَنۡطِقًا، وَ اَشَدَّهُمۡ اقۡتِدَارًا، وَ اَبۡرَعَهُمۡ حُجَّةً، وَ اَمۡلَكَهُمۡ لُغَةً، يُدِيۡرُهَا كَيۡفَ شَآءَ الۡحَكِيۡمُ الَّذِیۡ تَصۡدُرُ الۡحِكۡمَةُ عَنۡ بَيَانِهٖ، وَ الۡخَطِيۡبُ الَّذِیۡ يَمۡلَأُ الۡقَلۡبَ سِحۡرُ لِسَانِهٖ. اَلۡعَالِمُ الَّذِیۡ تَهَيَّاَ لَهٗ مِنۡ خِلَاطِ الرَّسُوۡلِ وَ كِتَابَةِ الۡوَحۡیِ، وَ الۡكِفَاحُ عَنِ الدِّيۡنِ بِسَيۡفِهٖ وَ لِسَانِهٖ، مُنۡذُ حَدَاثَتِهٖ مَا لَمۡ يَتَهَيَّاۡ لِاَحَدٍ سِوَاهُ.

یہ کتاب نہج البلاغہ کلام امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہم السلام کا وہ انتخاب ہے جسے شریف رضی ابوالحسن محمد بن حسن موسوی نے جمع کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو اپنے اندر بلاغت کے نمایاں خصوصیات اور اس کے ہنروں کو لئے ہوئے ہے اور دیکھنے والے کے لئے اس میں تمام اسباب فصاحت کے فراہم ہیں اور ثمرہ اس کا سامنے موجود ہے۔ اس لئے کہ یہ اس بزرگ کا کلام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام خلقِ خدا میں فصاحتِ گفتار اور قدرتِ کلام اور قوتِ استدلال میں سب سے زیادہ تھا اور لغاتِ عرب پر سب سے زیادہ قابو رکھتا تھا کہ جس صورت سے چاہتا تھا انہیں گردش دیتا تھا۔ وہ حکیمِ کامل جس کے بیان سے حکمت کے سبق حاصل ہوتے ہیں اور وہ خطیب جس کی جادو بیانی دلوں کو بھر دیتی ہے۔ وہ عالم جس کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت کے ساتھ اور وحی کی کتابت اور شمشیر و زبان دونوں سے دین کی نصرت کے کمسنی ہی سے وہ خصوصیات حاصل ہوئے جو کسی دوسرے کے لئے حاصل نہیں تھے۔

هٰذَا كِتَابُ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَ اَنَا بِهٖ حَفِيٌّ مُنْذُ طَرَاۤئَةِ السِّنِّ وَ مَيْعَةِ الشَّبَابِ. فَلَقَدْ كُنْتُ اَجِدُ وَالِدِیْ كَثِيْرَ الْقَرَاۤئَةِ فِيْهِ وَ كُنْتُ اَجِدُ عَمِّيَ الْاَكْبَرَ يَقْضِیْ مَعَهٗ طَوِيْلَ السَّاعَاتِ يُرَدِّدُ عِبَارَاتِهٖ وَ يَسْتَخْرِجُ مَعَانِيْهَا وَ يَتَقَيَّلُ اُسْلُوْبَهٗ وَ كَانَ لَهُمَا مِنْ عَظِيْمِ التَّاْثِيْرِ عَلٰى نَفْسِیْ مَا جَعَلَنِیْ اَقْفُوْ اَثَرَهُمَا. فَاَحَلُّهٗ مِنْ قَلْبِی الْمَحَلَّ الْاَوَّلَ وَ اَجْعَلُهٗ سَمِيْرِیَ الَّذِیْ لَا يُمَلُّ وَ اَنِيْسِیَ الَّذِیْ اَخْلُوْا اِلَيْهِ اِذَا عَزَّ الْاَنِيْسُ.

یہ ہے کتاب نہج البلاغہ اور مجھے اپنے زمانۂ کمسنی اور ابتدائے جوانی سے اس کتاب کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے کیونکہ میں اپنے والد کو دیکھتا تھا کہ وہ

اکثر اس کتاب کو پڑھا کرتے ہیں اور اپنے بڑے چچا کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ وہ گھنٹوں اس کتاب کے عبارات کو پڑھتے رہتے اور اس کے معانی کو سمجھتے رہتے اور اس کے اندازِ بیان پر غور کرتے رہتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کے میرے دل میں اثر کا نتیجہ تھا کہ میں نے بھی ان کی اقتداء کی اور اس کتاب کو اپنے قلب میں سب سے پہلا درجہ عطا کیا اور اس کو اپنا مونسِ تنہائی قرار دیا جو کسی مونس و ہمدم کی عدم موجودگی میں میری دلبستگی کا باعث ہو۔

اس کے بعد علامہ شیخ محمد عبدہ کی رائے اس کتاب کے متعلق اور جامع نہج البلاغہ شریف رضیؒ کا تبصرہ جو انہوں نے اپنے مقدمہ کتاب میں کتاب کی امتیازی خصوصیت کے متعلق کیا ہے نقل کرتے ہوئے فاضل محشی نے اس پر اظہار خیال کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

وَلَيْسَ مِنْ شَكٍّ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْ اُدَبَاءِ هٰذَا الْعَصْرِ، وَلَا عِنْدَ اَحَدٍ مِمَّنْ تَقَدَّمَهُمْ، فِيْ اَنَّ اَكْثَرَمَا تَضَمَّنَهُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. نَعَمْ لَيْسَ مِنْ شَكٍّ عِنْدَ اَحَدٍ فِيْ ذٰلِكَ، وَ لَيْسَ مِنْ عِنْدَ اَحَدٍ فِيْ اَنَّ تَضَمَّنَهُ الْكِتَابُ جَارَ عَلَى النَّهْجِ الْمَعْرُوْفِ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، مَوَافِقٌ لِلْاَسْلُوْبِ الَّذِيْ يَحْفِظَهُ الْاُدَبَآءُ وَالْعُلَمَآءُ مِنْ كَلَامِهِ الْمَوْثُوْقُ بِنِسْبَتِهِ اِلَيْهِ. وَلٰكِنَّ بَعْضَ الْمَعْرُوْفِيْنَ مِنْ اُدَبَآءِ عَصْرِنَا يَمِيْلُوْنَ اِلٰى اَنَّ بَعْضَ مَافِي الْكِتَابِ مِنْ خُطَبٍ وَرَسَائِلٍ لَمْ يَصْدُرْ عَنْ غَيْرِ الشَّرِيْفِ الرَّضِيِّ جَامِعُ الْكِتَابِ: هُوَ مُنْشِئُهٗ وَهُوَ مُدَّعِي نِسْبَتِهِ اِلٰى الْاِمَامِ.

موجود زمانہ کے اور نیز اس کے قبل کے ادباء میں سے کسی کے نزدیک اس میں

کوئی شک نہیں کہ اکثر حصہ اس کلام کا جو نہج البلاغہ میں مندرج ہے امیر المؤمنینؑ کا کلام ہے۔ ہاں اس میں کسی ایک کو بھی شک نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی شک ہے کہ جو کچھ اس میں درج ہے وہ اسی طریقہ پر ہے جو جناب امیرؑ کا عام طور سے معلوم ہے اور اس اندازِ بیان کے موافق ہے جو ادباء و علماء نے محفوظ کیا ہے۔ حضرتؑ کے اس کلام سے جس کی نسبت آپ کی طرف قابلِ وثوق طریقہ سے ثابت ہے لیکن ہمارے زمانہ کے بعض مشہور ادباء کا میلان اس خیال کی طرف ہے کہ بعض خطبے اور خطوط جو اس کتاب میں درج ہیں وہ سید رضیؒ جامع نہج البلاغہ ہی کی تالیف ہیں اور ان ہی کے انشاء کیے ہوئے ہیں اور خود انہوں نے ہی ان کی نسبت کا امام کی طرف دعوی کیا ہے۔

اس جماعت کے خیالات درج کرتے ہوئے موصوف رقمطراز ہیں:

وَاَهَمَّ مَا يَجِدُهٗ بَاحِثُو الْاٰدَابِ الْعَرَبِيَّةِ فِيْ هٰذَا الْعَصْرِ مِنْ اَسْبَابٍ يَدْعُمُوْنَ بِهَا الْقَوْلُ بِاَنَّ الْكِتَابَ مِنْ صُنْعِ جَامِعِهٖ وَتَأْلِيْفِهٖ ذٰلِكَ الَّذِیْ نُوْجِزُهٗ لَكَ فِي الْاَسْبَابِ الْاَرْبَعَةِ الْاٰتِيَةِ:

(یعنی) سب سے بڑے اسباب جو اس کتاب کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے کے خلاف پیش کیے جاتے ہیں وہ صرف چار ہیں۔ جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے؛

اَلْاَوَّلُ : اَنَّ فِي الْكِتَابِ مِنَ التَّعْرِيْضِ بِصَحَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَا يَصِحُّ اَنَّ يَسْلَمَ صُدُوْرُهٗ عَنْ مِثْلِ الْاِمَامِ عَلِيٍّ ، كَمَا تَرَاهُ فِيْ ثَنَايَا الْكِتَابِ مِنْ سَبَابِ مُعَاوِيَةَ ، وَطَلْحَةَ ، وَالزُّبَيْرِ ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰى تَأْيِيْدِهِمْ وَالدِّفَاعِ عَنْ سِيَاسَتِهِمْ.

(اول) یہ کہ اس کتاب میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے تعریضات ہیں جن کا کسی طرح حضرت علی علیہ السلام سے صادر ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً معاویہ، طلحہ، زبیر، عمرو بن العاص اور ان کے اتباع کے بارے میں تو سبّ و شتم تک موجود ہے۔

اَلثَّانِیُ : اَنَّ فِیْہِ مِنَ السَّجعِ وَالتَّنْمِیْقِ اللَّفظِیّ وَآثَارِ الصُّنْعَةِ مَا لَمْ یَعْھَدْہُ عَصْرُ عَلِیٍّ ، وَلَا عَرِفَهٗ ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ شَیْءٌ طَرَاَ عَلَی الْعَرَبِیَّةِ بَعْدَ الْعَصْرِ الْجَاھِلِیّ وَصَدْرِ الْاِسْلَامِ ، وَافْتَتَنَ بِہٖ اُدَبَاءُ الْعَصْرِ الْعَبَّاسِیّ ، وَالشَّرِیْفُ الرَّضِیُّ جَاءَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰی مَا اَلِفُوْہُ فَصَنَّفَ الْكِتَابَ عَلٰی نَھْجِھِمْ وَطَرِیْقَتِھِمْ.

(دوم) اس میں لفظی آرائش اور عبارت میں صنعت آرائی اس حد پر ہے جو حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ میں نایاب تھی۔

اَلثَّالِثُ:اَنَّ فِیْہِ مِنْ دِقَّةِ الْوَصْفِ، وَاسْتِفْرَاغِ صِفَاتِ الْمَوْصُوْفِ، وَاِحْكَامِ الْفِكْرَةِ ، وَبُلُوْغِ النِّھَایَةِ فِی التَّدْقِیْقِ كَمَا تَرَاہُ فِیْ وَصْفِ الْخُفَّاشِ [۱] وَالطَّاوُوْسِ[۲] وَالنَّمْلَةِ وَالْجَرَادَةِ[۴] وَكُلُّ ذٰلِكَ لَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْہِ عُلَمَاءُ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَلَا اُدَبَاءُہٗ وَشُعَرَاءَہٗ ، وَاِنَّمَا عَرِفَهُ الْعَرَبُ بَعْدَ تَعْرِیْبِ كُتُبِ الْیُوْنَانِ وَالْفَرَسِ الْاَدَبِیَّةِ وَالْحِكْمِیَّةِ. وَیَدْخُلُ فِیْ ھٰذَا السَّبَبُ اِسْتِعْمَالُ الْاَلْفَاظِ الْاِصْطِلَاحِیَّةِ الَّتِیْ عُرِفَتْ فِیْ عُلُوْمِ الْحِكْمَةِ مِنْ بَعْدِ كَالْاَیْنِ وَالْكَیْفِ وَنَحْوِھِمَا ، وَكَذٰلِكَ اِسْتِعْمَالُ الطَّرِیْقَةِ الْعَدَدِیَّةِ فِیْ شَرْحِ

الْمَسَائِلِ ، وَفِيْ تَقْسِيْمَاتِ الْفَضَائِلِ اَوِ الرَّذَائِلِ ، مِثْلُ قَوْلِهٖ «اَلْاِسْتِغْفَارُ عَلٰى سِتَّةِ مَعَانٍ [۵] ... اَلْاِيْمَانُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَائِمَ [۶] : اَلصَّبْرُ ، وَالْيَقِيْنُ ، وَالْعَدْلُ ، وَالْجِهَادُ ، وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ .... الخ.

(سوم) اس میں تشبیہات واستعارات اور واقعات و اوصاف کی صورت کشی اتنی مکمل ہے جس کا صدر اولِ اسلام میں بالکل پتہ نہ تھا اس کے ساتھ حکمت اور فلسفہ کی اصطلاحی لفظیں نیز مسائل کے بیان میں حساب کا طریقہ یہ تمام باتیں اس زمانہ میں رائج نہ تھیں۔

اَلرَّابِعُ : اَنَّ فِيْ عِبَارَاتِ الْكِتَابِ مَا يَشَمُّ مُنْهُ رِيْحَ اَدِّعَاءِ صَاحِبِهٖ عِلْمُ الْغَيْبِ، وَهٰذَا اَمْرٌ يَجِلُّ عَنْ مِثْلِهٖ مَقَامِ عَلِيٍّ وَمَنْ كَانَ عَلٰى شَاكِلَةٍ عَلٰى مِمَّنْ حَضَرَ عَهْدَ الرِّسَالَةِ وَرَاٰى نُوْرَ النَّبُوَّةِ.

(چہارم) اس کتاب کی اکثر عبارتوں سے علمِ غیب کے ادعا کا پتہ چلتا ہے جو حضرت علیؑ ایسے پاکباز انسان کی شان سے بعید ہے۔

موصوف ان خیالات کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَلَسْنَا ۔ عِلْمُ اللهِ ۔ مِمَّنْ يُرٰى فِيْ هٰذِهِ الْاَسْبَابِ مُجْتَمِعَةً اَوْ مُنْفَرِدَةً دَلِيْلًا اَوْ شِبْهَ دَلِيْلٍ عَلٰى مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَنْصَارُ هٰذِهِ الْفِكْرَةِ ، وَقَدْ نَغَالِيْ اِذَا نَحْنُ اِعْتَبَرْنَاهَا شَبْهًا تَعَرَّضُ لِلْبَحْثِ وَيَتَكَلَّفُ الْبَاحِثُ رَدَّهَا.

خدا گواہ ہے کہ ہمیں ان اسباب میں مجموعی طور پر یا ایک ایک میں انفرادی حیثیت سے کوئی حقیقی دلیل یا دلیل کی صورت بھی اس دعویٰ کے ثبوت میں نظر

نہیں آتی جسے ان لوگوں نے ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ یہ بھی زیادتی ہوگی کہ ہم انہیں ایسے شبہات کا درجہ عطا کریں جو بحث و تحقیق میں سدراہ ہوتے ہیں اور جن کے جواب کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن اس کے بعد انہوں نے ایک ایک کر کے ہر دلیل کو رد بھی کیا ہے۔

پہلی دلیل کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ تاریخ کا ہر طالب علم اس بات سے واقف ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے سرپرست، چچازاد بھائی اور خسر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ اس وقت جب آپ کی عمر تیس (۳۰) برس یا اس سے کچھ زائد تھی۔ وہ جوانی کا زمانہ تھا اور جوانی کی امنگیں معلوم ہیں۔ اس کے ساتھ آپ میں اصابتِ رائے، تبحّرِ علمی، باریک نظری اور حسنِ عمل کے وہ تمام خصوصیات موجود تھے جو دوسرے سن رسیدہ اور بزرگ صحابہ میں سمجھے جاسکتے تھے اور پھر نصرتِ دین میں آپ کے وہ کارنامے خاص طور سے سرمایہ ناز تھے جو آپ نے رسالتمآبؐ کی زندگی میں انجام دیے تھے۔ اس صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کی قسمت کے فیصلہ میں آپ کو شریکِ مشورہ کرلیا جائے لیکن حالات ایسے فراہم ہوئے کہ آپ رسولؐ کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہے اور وہاں آپ کی عدم موجوگی میں فیصلہ کرلیا گیا۔

اس صورت میں باہمی ایک طرح کی رنجش کا پیدا ہو جانا قدرتی حیثیت سے ایک ضروری امر ہے۔

اس کے بعد معاویہ نے آپ سے کھلم کھلا مقابلہ کیا اور جنگ کی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ادباء جب حضرت علی علیہ السلام کی شمشیر کشی کو ان لوگوں کے مقابلہ میں تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کو اس لفظی سخت کلامی سے جو ان لوگوں کی نسبت نظر آتی ہے تسلیم کرنے میں عذر کیوں ہوتا ہے؟ اسی لیے آپ کے کلام میں جو اشارے پہلی صورت (خلفاء ثلاثہ کے حالات) سے متعلق ہیں وہ نسبۃً نرم وملائم ہیں اور دوسرے موقع پر آپ کے تصریحات بہت سخت ہیں۔

دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ کتاب میں سجع وقافیہ کی پابندی اس حد تک ہرگز نہیں ہے کہ معنوی محاسن کو نظر انداز کردیا گیا ہو بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے اس کے سجع وقافیہ میں آمد کی صورت نظر آتی ہے اور آورد نہیں ہے۔ اس طرح کی صورت اس زمانہ میں بھی موجود تھی اور جو شخص جانتا ہو کہ علی بن ابیطالب علیہم السلام کا فصاحت وبلاغت میں کیا درجہ تھا اسے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔

اسی سے تیسری دلیل کی کمزوری بھی ظاہر ہوجاتی ہے۔ یہ کون کہتا ہے کہ باریک خیالی اور خوش بیانی اور وصف وتشبیہ کا حسن کسی قوم کا مخصوص حصہ ہے اور اگر ایک عرب، وہ بھی قریش کا انسان اور وہ جس نے قرآن کی فصاحت کو دیکھا ہو اور افصح العرب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابتدائے عمر سے رہا ہو، وہ اس کمال کا مظاہرہ کرے تو قابلِ تسلیم نہیں ہے!

چوتھی دلیل کا جواب یہ ہے کہ جسے علمِ غیب سے تعمیر کیا جاتا ہے اسے ہم فراست اور زمانہ کی نبض شناسی کا نتیجہ سمجھتے ہیں جو علی علیہ السلام ایسے حکیمِ اسلام سے بعید نہیں ہے۔

یہ تصریحات ہیں اکابر علمائے اہل سنت کے جنہوں نے نہج البلاغہ کو کلامِ امیر المؤمنینؑ تسلیم کیا ہے۔ غیر مسلم مصنفین میں سے بھی دو شخصوں کی تحریر اس وقت میرے پیشِ نظر ہے جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے اور نہج البلاغہ کی صحتِ اسناد کی گواہی دی ہے۔

(۱) عبدالمسیح انطاکی صاحب جریدۃ (العمران) مصر جس نے امیر المؤمنینؑ کی سیرت میں اپنی مشہور کتاب شرح قصیدہ علویہ تحریر کی ہے اور وہ مطبع رعمسیس فجالہ مصر میں شائع ہوئی ہے۔ وہ اپنی اس کتاب کے صفحہ نمبر ۵۳۹ پر تحریر کرتے ہیں:

لَا جِدَالَ اَنَّ سَیِّدَنَا عَلِیًّا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هُوَ اِمَامُ الْفُصَحَآءِ وَ اُسْتَاذُ الْبُلَغَآءِ وَ اَعْظَمُ مِنْ خُطَبٍ وَّ کُتُبٍ فِیْ حِرَفِ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّنَاعَةِ الْاَلِبَّآءِ. وَ هٰذَا کَلَامٌ قَدْ قِیْلَ فِیْهِ بِحَقٍ: اِنَّهٗ فَوْقَ کَلَامِ الْخَلْقِ وَ تَحْتَ کَلَامِ الْخَالِقِ.

قَالَ هٰذَا كُلُّ مَنْ عَرَفَ فُنُوْنَ الْكِتَابَةِ وَ اشْتَغَلَ فِيْ صَنَاعَةِ التَّحْبِيْرِ وَ التَّحْرِيْرِ.

اس امر میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فصحاء کے امام اور بلغاء کے استاد ہیں اور وہ تمام ان لوگوں میں کہ جنہوں نے عربی زبان میں تقریر یا تحریر میں کمال دکھایا سب سے زیادہ جلیل المرتبہ اور بڑا درجہ رکھتے ہیں ان کا کلام ہمارے سامنے ہے جس کے متعلق سچی بات یہ کہی گئی ہے کہ وہ تمام خلقِ خدا کے کلام سے بالا اور بس خالق کے کلام کے ماتحت ہے۔ یہ ہر اس شخص نے کہا ہے کہ جو انشاء پردازی کے فنون سے واقف اور تقریر و تحریر کے فن میں ماہر ہے۔

بَلْ هُوَ اُسْتَاذُ الْكُتَّابِ الْعَرَبِ وَ مُعَلِّمُهُمْ بِلَا مَرَآءٍ، فَمَا مِنْ اَدِيْبٍ لَّبِيْبٍ حَاوَلَ اِتْقَانَ صَنَاعَةَ التَّحْرِيْرِ اِلَّا وَ بَيْنَ يَدَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ، ذٰلِكَ كَلَامُ الْخَالِقِ وَ هٰذَا كَلَامُ اَشْرَفِ الْمَخْلُوْقِيْنَ، وَ عَلَيْهِمَا يُعَوِّلُ فِي التَّحْرِيْرِ وَ التَّحْبِيْرِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ مَعَاشِرِ الْكَتَبَةِ الْمَجِيْدِيْنَ.

حضرت تمام عرب انشاء پردازوں کے استاد اور معلم ہیں۔ کوئی باخبر ادیب جو انشاء پردازی کے فن میں مہارت حاصل کرنا چاہتا ہو، ایسا نہ ہوگا جس کے سامنے قرآن اور نہج البلاغہ موجود نہ ہوں۔ وہ خالق کا کلام اور یہ اشرف الخلوقین کا کلام اور وہ انہی دونوں کتابوں کا سہارا لینے پر مجبور ہے، اگر اچھا انشاء پرداز اور ادیب بننا چاہتا ہے۔

وَ لَعَلَّ اَفْضَلَ مَنْ خَدَمَ لُغَةَ قُرَيْشٍ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ الَّذِيْ جَمَعَ خُطَبَ وَ اَقْوَالَ وَ حِكَمَ وَ رَسَآئِلَ سَيِّدِنَا اَمِيْرِ

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَفْوَاهِ النَّاسِ وَ اَمَالِيْهِمْ وَ اَصَابَ كُلَّ الْاِصَابَةِ بِاِطْلَاقِهٖ عَلَيْهِ اسْمَ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ.

شاید ان لوگوں میں کہ جنہوں نے قریش کی زبان (عربی) کی خدمت کی ہے سب سے بڑا درجہ شریف رضیؒ کو حاصل ہے جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبے، اقوال، حکم اور خطوط کو جمع کیا ہے لوگوں کے محفوظات اور تحریرات سے اور بیشک انہوں نے بہت ٹھیک رکھا ہے اس کا نام نہج البلاغہ۔

وَ مَا هٰذَا الْكِتَابُ اِلَّا صِرَاطُهَا الْمُسْتَقِيْمُ لِمَنْ يُّحَاوِلُ الْوُصُوْلَ اِلَيْهَا مِنْ مَّعَاشِرِ الْمُتَاَدِّبِيْنَ وَلَعَلَّ اَحْسَنَ وَصْفٍ قِرَاْتِهٖ لِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ قَوْلُ الْاُسْتَاذِ الْكَبِيْرِ الْفَيْلَسُوْفِ الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ عَبْدُهُ الْمِصْرِيْ رَحِمَهُ اللهُ فَقَدْ وَصَفَ مَا كَانَ يُشْعِرُ بِهٖ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْ تِلْكَ الدُّرَرِ الْحِسَانِ الْمُزْرَبَةِ بِعُقُوْدِ الْجُمَانِ.

یہ کتاب حقیقۃً صحیح راستہ ہے اس شخص کے لئے جو بلاغت کی منزل تک پہنچنا چاہتا ہو اور غالباً بہترین توصیف جو میری نظر سے گذری ہے نہج البلاغہ کی وہ قول ہے استاد کبیر فلسیوف شیخ محمد عبدہ مصری کا جنہوں نے اپنے احساسات وتاثرات کا اظہار کیا ہے اس موقع پر جب وہ ان نایاب، بیش بہا موتیوں کے سامنے تھے جو زر و جواہر سے زیادہ قیمت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ ابن عبدہ کی وہ عبارت نقل کی گئی ہے جو ہم اس کے قبل نذرِ ناظرین کر چکے ہیں اور اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

هٰذَا مَا رَآهُ الْاُسْتَاذُ الْاِمَامُ رَحِمَهُ اللهُ وَمَا شَعَرَ بِهٖ وَهُوَ مُجِدٌّ فِيْ دَرْسِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ سَائِرَ اِلَيْهَا فَلَا عَجَبَ اِذَا فَازَ

مِنْهَا بِالنَّصِيْبِ اِلَّا عَلٰى فَكَانَ اَفْصَحُ مِنْ كُتُبٍ فِي الْمُتَاَخِّرِيْنَ وَقَدْ قَالَ لِيْ رَحِمَهُ اللهُ مَرَّةً اِذَا رُمْتَ اَنْ تَكُوْنَ كَاتِبًا فَخُذِ الْاِمَامَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللهِ اُسْتَاذًا وَاتَّخِذْ اَقْوَالَهُ الدُّرِّيَّةَ فِيْ ظُلِمَاتِ لَيْلِكَ نَبْرَاسًا.

یہ رائے ہے جس کا استاذ امام (ابن عبدہ) رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کیا ہے اور جو تاثرات انہیں پیدا ہوئے ہیں اس موقع پر جب وہ نہج البلاغہ کے درس میں منہمک اور بلاغت کی منزل کے سالک تھے۔ اس کے بعد کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر خود شیخ ابن عبدہ بلاغت میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئے ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ متاخرین میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے موصوف ہی بہترین انشاء پرداز تھے اور خود موصوف نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ اگر تم انشاء پرداز بننا چاہتے ہو تو امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو اپنا استاد بناؤ اور ان کے روشن کلمات کو اپنے لیے چراغ ہدایت قرار دو۔

وَ ذَكَرَ مَرَّةً اِلَى الْمَرْحُوْمِ الشَّيْخِ اِبْرَاهِيْمَ الْيَازِجِيْ اُكْتُبْ كِتَابَ الْعَرَبِ وَاِمَامَ اُسَاتِذَةِ اللُّغَةِ فِيْهِمْ فِي الْعَهْدِ الْاَخِيْرِ بِالْاِجْمَاعِ قَالَ مَا اَتْقَنْتُ الْكِتَابَةَ اِلَّا بِدَرْسِ الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَهْجِ الْبَلَاغَةِ الْقَوِيْمِ فَهُمَا كَنْزُ الْعَرَبِيَّةِ الَّذِيْ لَايَنْفَدُ وَ ذَخِيْرَتُهَا لِلْمُتَاَدِّبِ وَهَيْهَاتَ اَنْ يَظْفُرَ اَدِيْبٌ بِحَاجَتِهٖ مِنْ هٰذِهِ اللُّغَةِ الشَّرِيْفَةِ اِنْ لَمْ يُحْيِيْ لَيَالِيْهِ سِهْرًا فِيْ مُطَالَعَتِهِمَا وَالتَّبَحُّرِ فِيْ عَالِيْ مَطَالِبِهِمَا.

اور ایک مرتبہ مجھ سے شیخ ابرہیم یازجی نے جو اس دورِ اخیر میں متفقہ طور پر کامل انشاء پرداز عربی اور امام اساتذۂ لغت مانے گئے ہیں، نے فرمایا کہ مجھے اس

فن میں جو اتنا کمال حاصل ہوا وہ صرف مطالعہ سے قرآن مجید اور نہج البلاغہ کے۔ یہ دونوں عربی زبان کے وہ خزانہ عامرہ ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور سرمایہ ہیں طالبانِ علمِ ادب کے لیے اور کیا ممکن ہے بھلا کوئی ادیب اپنے مقصد کو اس زبان کے کمالات میں حاصل کر سکے جب تک وہ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ میں رات رات بھر بیدار نہ رہا ہو۔

(۲) فوادافرام بستانی استاذ الاداب العربیہ فی کلیۃ القدیس یوسف (بیروت) بڑے درجہ کے عیسائی ادیب اور محقق مؤرخ ہیں۔ انہوں نے ایک سلسلہ تعلیمی کتابوں کا "روائع" کے نام سے شائع کیا ہے، جس میں مختلف جلیل المرتبہ مصنفین کے آثارِ قلمی اور تصانیف سے مختصر انتخابات مصنف کے حالات، کمالات، کتاب کی تاریخی تحقیقات وغیرہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے مجموعوں کی صورت میں ترتیب دیے ہیں اور وہ کیتھولک عیسائی پریس (بیروت) میں شائع ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ کا مجموعہ امیر المؤمنینؑ اور نہج البلاغہ سے تعلق رکھتا ہے جس کے متعلق تمہیدی مقدمہ میں جو مؤلف کے قلم سے ہے تحریر کیا ہے:

اِنَّنَا نَبْدَأُ الْيَوْمَ بِنَشْرِ مُنْتَخَبَاتٍ مِنْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ لِلْاِمَامِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَوَّلُ مُفَكِّرِي الْاِسْلَامِ.

سب سے پہلے ہم اس سلسلہ کی ابتدا کرتے ہیں کچھ انتخابات کے ساتھ نہج البلاغہ کے جو اسلام کی سب سے پہلے مفکر امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب ہے۔

اس کے بعد وہ حصہ شروع ہوا ہے جو سلسلہ روائع کی پہلی قسط ہے۔

اس کا ٹائیٹل پیج حسب ذیل ہے:

علی بن ابیطالبؑ

——*—*—*—*—*—*—*—*—*—*

نہج البلاغہ

درس ومنتخبات
بقلم

فؤاد افرام البستانی

استاذ الآداب العربية فی کلیة القدیس یوسف

جميع الحقوق محفوظة للمطبعة

المطبعة الكاثوليكية۔ بيروت ۱۹۲۷ء

اس کے بعد کتاب شروع ہوتی ہے جس کی تمہیدی چند سطریں حسب ذیل ہیں۔

علي بن ابي طالب عليه السلام (ولادت سنہ ٦٠٠ وفات سنہ ٦٦١)

لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ شَخْصِيَّةٌ جَذَابَةٌ حَامَتْ حَوْلَهَا اَقْلَامُ الرَّوَاةِ وَالْمُؤَرِّخِيْنَ وَ اجْتَهَدَتْ فِيْ فَهْمِهَا عَقُوْلُ النَّقَّادِ الْمُفَكِّرِيْنَ وَ اهْتَدَتْ بِهَدْيِهَا مُيُوْلُ الزُّهَادِ وَ السَّالِكِيْنَ وَ سَارَ تَحْتَ لِوَائِهَا الْجَمُّ الْغَفِيْرِ مِنَ الْمُتَاَدِّبِيْنَ وَ لَمْ تَكُنِ الْاَرَآءُ الْمُخْتَلِفَةُ وَ النَّظْرِيَاتُ الْمُتَبَايِنَةُ وَ الْمُجَادِلَاتُ الْعَدِيْدَةُ بَيْنَ السُّنِّيِّيْنَ وَ الشِّيْعِيِّيْنَ عَلٰى كُوْدِرِ الْاَيَّامِ اِلَّا لِتُزِيْدِ الرَّجُلِ سَمُوًّا وَ عَقْلِيَّتِهِ بُرُوْزًا مِنْ خِلَالِ غِشَاءِ النَّازِعَاتِ الْمُتَكَاتِفِ حِيْنًا وَالشَّانُ اَحْيَانًا فَمَنْ هُوَ هٰذَا الرَّجُلِ الْعَظِيْمِ وَمَا هِيَ قِيْمَةُ رَجُلِ الْاَدَبِ.

علی ابن ابی طالب علیہ السلام (ولادت سنہ ٦٠٠ وفات سنہ ٦٦١)

علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ایک جذاب (خاص کشش والی) شخصیت ہے جس کے گرد رواتِ حدیث اور مورخین کے قلم ہمیشہ گردش کرتے رہے ہیں۔ اور ناقدین و مفکرین کے عقول اس شخصیت کے سمجھنے میں کوشاں رہے ہیں۔ اور زہاد وارباب سلوک کے توجہات، ان کی سیرت اور طرزِ زندگی کی طرف متوجہ رہے ہیں اور ان کے علم کے سایہ میں اربابِ ادب کی بڑی جمعیت چلتی رہی ہے۔ مختلف اقوال اور جداگانہ نظریات اور کثیر التعداد مناظرات جو باستدادِ زمانہ سنی اور شیعی فرقوں میں رہا کیے ہیں، وہ اس انسان کی بلندی میں اضافہ ہی کرتے رہے۔ اور اس کے کمالات عقلیہ کی نمائش ان منازعات کے پردوں

سے جو کبھی گہرے اور اکثر اوقات ہلکے رہا کیے ہیں، زیادہ ہی ہوتی رہی ہے۔
ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ عظیم الشان انسان کون ہے اور علمِ ادب کا مخصوص انسان کیا قدر و قیمت رکھتا ہے؟

اس کے بعد مختلف عناوین کے تحت میں امیر المؤمنینؑ کی سیرت اور حضرت کے خصوصیاتِ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ایک عیسائی کی تحریر ہونے کے سبب پورے طور سے شیعی نقطہ نظر کے موافق نہ ہو لیکن پھر بھی حقیقت و انصاف کے بہت جو ہر اپنے دامن میں رکھتی ہے۔ موضوع کی اجنبیت کو دیکھتے ہوئے یہ مقام مقتضی نہیں ہے ورنہ ضرورت ہے کہ اس تحریر کا پورا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جائے۔ عناوین کتاب کے حسب ذیل ہیں:

نَشْأَتُهُ غَيْرَتُهُ وَشُجَاعَتُهُ مُهِمَّاتُهُ وَاٰمَالُهُ۔ بَعْدَ مُوْتِ النَّبِيِّ فُتُوْرَهِمَّةُ عَلِيٍّ۔ خِلَافَةُ عَلِيٍّ۔ اَلْمُبَايَعَةُ وَالْمُعَارَضَةُ۔ مَعْرَكَةُ الْجَمَلِ۔ مَعْرَكَةُ صِفِّيْنَ۔ آثَارُهُ۔ شَخْصِيَّةُ عَلِيٍّ اَلْاَدَبِيَّةُ دَوْرَ الشُّعُوْرِ۔ دَوْرَ الْمَخِيْلَةِ۔ دَوْرَ الْعَقْلِ.

غرض اسی طرح کے عناوین قائم کیے گئے ہیں۔ اور اپنے فہم کے مطابق امیر المؤمنین کی شخصیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے جو ایک اجنبی شخص کے قلم سے خوش آیند ضرور معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں اس میں نظر کی غلطی اور بھول چوک کا نمونہ بھی نظر آجائے۔

مذکورہ بالا عناوین پر ایک حد تک سیر حاصل بحث کرتے ہوئے۔ مصنّف نے عنوان قائم کیا ہے۔

"نهج البلاغة" اور دوسرا عنوان "جَمْعُهُ" یعنی اس کتاب کی جمع و تالیف اس کے تحت میں تحریر کیا ہے:

قَالَ الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ خُطَبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبِ اِنَّمَا فِيْ سَائِرِ

مَقَامَاتِهِ اَرْبَعُمِئَةِ خُطْبَةٍ وَنَيِّفٌ وَثَمَانُوْنَ خُطْبَةً يُوْرِدُهَا عَلَى الْبَدِيْهَةِ ، وَتَدَاوَلَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَنْهُ قَوْلًا وَعَمَلًا وَ مَازَالَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُوْنَ ذٰلِكَ حَتّٰى قَامَ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ فَجَمَعَ كُلَّ مَا نُقِلَ عَنِ الْاِمَامِ مِنْ خُطَبٍ وَرَسَائِلٍ وَ مَوَاعِظٍ فَضَمَّنَهَا كِتَابًا وَاحِدًا اسَمَّاهُ "نَهْجُ الْبَلَاغَةِ". اِنْتَهٰى مِنْ تَأْلِيْفِهِ فِيْ رَجَبِ ۴۰۰ ھ (۱۰۱۰). بَعْدَ اَنْ تَرَكَ اَوْرَاقًا بَيْضًا فِيْ آخِرِ كُلِّ بَابٍ رَجَاءً اَنْ يَقِفَ عَلٰى شَيْءٍ بَعْدَ الْجَمْعِ فَيُدْرِجُهُ فِي الْمَحَلِّ الَّذِيْ يُنَاسِبُهُ.

مسعودی نے حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں کی نسبت کہا ہے کہ وہ آپ کے تمام مواقعِ زندگی میں کچھ اوپر چار سو اسّی خطبے ہیں جن کو حضرتؑ نے فی البدیہہ ارشاد کیا تھا۔ اور لوگوں نے آپ سے سینہ بسینہ ان کو نقل کیا۔ یہ خطبے برابر لوگوں میں شائع رہے یہاں تک کہ شریف رضیؒ کا زمانہ آیا۔ اور انہوں نے جو کچھ امام کے خطبے اور خطوط اور مواعظ راویوں کی زبان سے نقل ہوئے تھے، سب کو یکجا مجتمع کر دیا اور ایک کتاب میں محفوظ کر کے اس کا نام رکھا "نہج البلاغہ"۔ جس کی تصنیف سے وہ رجب ۴۰۰ھ میں فارغ ہوئے اور انہوں نے ہر باب کے آخر میں کچھ اوراق سادہ رکھے اس امید میں کہ جمع و تالیف کے بعد شاید کچھ اور دستیاب ہو تو وہ اس کی مناسب جگہ پر درج کیا جا سکے۔

وَالشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ مِنْ سُلَالِهِ عَلٰى اسْمِهِ مُحَمَّدُ بْنُ طَاهِرِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوْسٰى بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْمُرْتَضٰى بْنِ مُوْسٰى الْكَاظِمِ وُلِدَ ۹۶۹ء وَتُوُفِّيَ ۱۰۱۵ء وَيُعْرَفُ اَيْضًا بِالْمُرْتَضٰى لَقَبُ اَحَدِ اَجْدَادِهِ وَبِالشَّرِيْفِ الْمُوْسَوِيِّ كَانَ مِنْ اَشْهَرِ

أُدَبَآءِ عَصْرِہٖ وَلَہٗ دِیْوَانُ شِعْرٍ مَعْرُوْفٌ.

اور شریف رضیؒ مذکور حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں تھے۔ ان کا نام تھا محمد بن طاہر بن حسین بن موسیٰ بن ابراہیم مرتضیٰ ابن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔ ولادت ان کی ۹۶۹ سنہ میں اور وفات ۱۰۱۵ سنہ میں تھی اور اپنے دادا ابراہیم مرتضیٰ کے نام پر کبھی ان کو مرتضیٰ بھی کہا جاتا تھا اور شریف موسوی کے لقب سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے بڑے مشہور ادیب تھے اور ان کا ایک دیوان مشہور و معروف ہے۔

اس کے بعد عنوان قائم کیا ہے "صِحَّةُ نِسْبَتِہٖ" یعنی اس کتاب کی صحتِ سند۔ اس کے تحت میں لکھا ہے:

لَمْ یَمُرَّ زَمَنٌ عَلٰی جَمْعِ الْکِتَابِ حَتّٰی شَكَّ قَوْمٌ مِنَ النَّقَّادِ وَالْمُؤَرِّخِیْنَ فِیْ صِحَةِ نِسْبَتِہٖ وَکَانَ فِیْ مُقَدِّمَتِھِمْ اِبْنُ خَلْکَانِ فَنَسَبَہٗ اِلٰی جَامِعِہٖ وَتَبِعَہٗ عَلٰی ھٰذَاالْقَوْلِ الصَّفْدِیُ وَغَیْرُہٗ. فَتَغَلْغَلَ الشَّكُّ بَیْنَ الْقَوْمِ اِلَی الْیَوْمِ وَکَانَ تَسْمِیَّةُ الشَّرِیْفِ الرَّضِیْ بِلَقَّبِ جَدِّہِ الْمُرْتَضٰی لَبِسَتْ عَلٰی بَعْضِ الْمُؤَرِّخِیْنَ التَّمْیِیْزَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَخِیْہِ عَلِیٌّ بْنُ طَاھِرِ الْمَعْرُوْفُ بِالْمُرْتَضٰی (۹۶۶ـــ۱۰۴۴). فَنَسَبُوْا اِلٰی ھٰذَا الْاٰخِیْرِ جَمْعَ نَھْجِ الْبَلَاغَةِ کَمَا فَعَلَ جُرْجِیْ زَیْدَانٌ وَ زَادَ غَیْرُھُمْ کَالْمُسْتَشْرِقِ کَلِیْمَانِ فَجَعَلَ الْمُرْتَضٰی مُؤَلِّفُ الْکِتَابِ.

نہج البلاغہ کی جمع و تالیف کو زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ بعض اربابِ نظر اور مؤرخین نے اس کتاب کی صحتِ سند میں شک کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سب کا پیشرو ابن خلکان ہے، جس نے اس کتاب کو اس کے جامع کی طرف

منسوب کیا اور پھر صفدی وغیرہ نے اس کی پیروی کی اور پھر شریف رضیؒ کے بسا اوقات مرتضی کہے جانے نے جو ان کے دادا کے لقب کی مناسبت سے تھا، بعض لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کر دیا اور وہ ان میں اور ان کے بھائی علی بن طاہر معروف سید مرتضی (متولد ۹۶۶ ھ - متوفی ۱۰۴۴ ھ) میں تفرقہ نہ سمجھ سکے اور انھوں نے نہج البلاغہ کے جمع کو ثانی الذکر کی طرف منسوب کر دیا جیسا کہ جرجی زیدان نے کیا ہے اور بعض لوگوں نے جیسے مستشرق کلیمان نے طرہ یہ کیا کہ کتاب کا اصل مصنف سید مرتضی کو قرار دیدیا۔

وَنَحْنُ اِذَا تَدَبَّرْنَا اَسْبَابَ الشَّكِّ نَرَاهَا تَرْجِعُ اِلٰى خَمْسَةِ اُمُوْرٍ:

(۱) اِنَّ فِيْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ مِنَ الْاَفْكَارِ السَّامِيَةِ وَالْحِكَمِ الدَّقِيْقَةِ مَالَايَصِحُّ نِسْبَتُهٗ اِلٰى عَصْرِ عَلِيٍّ.

(۲) اِنَّ فِيْهِ مِنَ التَّعْرِيْضِ بِالصَّحَابَةِ مَالَايَصْدُرُ عَنْ رَجُلٍ فَاضِلٍ كَعَلِيٍّ.

(۳) اِدِّعَاءُ عِلْمِ الْمُغَيَّبَاتِ وَهُوَ لَايَكُوْنُ فِعْلُ رَجُلٍ عَاقِلٍ.

(۴) اَلْوَصْفُ الدَّقِيْقُ.

(۵) صِنَاعَةُ السَّجْعِ وَالتَّنْمِيْقِ الَّتِيْ لَمْ يَتَعَوَّدْهَا اَهْلَ ذٰلِكَ الْعَصْرِ.

ہم جب اس شک کے وجوہ واسباب پر غور کرتے ہیں تو وہ ہر پھر کے پانچ امر قرار پاتے ہیں:

(۱) یہ کہ نہج البلاغہ میں ایسے بلند مطالب اور دقیق فلسفی رموز ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔

(۲) اس میں صحابہ کے متعلق ایسے تعریضات ہیں جو حضرت علی علیہ السلام ایسے بلند مرتبہ انسان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔

(۳) غیب کی باتوں کے علم کا دعویٰ اور یہ کسی عقلمند کا کام نہیں ہے۔

(۴) کسی بات کا وصف بیان کرنے میں موشگافی۔

(۵) سجع وقافیہ اور عبارت آرائی جس کی اس زمانہ والوں کو عادت نہ تھی۔

وَلَیْسَ فِیْ اَکْثَرِ هٰذِهِ الْاَسْبَابِ مَایَقِفُ عَثْرَةً فِیْ سَبِیْلِ صِحَةِ نِسْبَةِ الْکِتَابِ.

لیکن یہ تمام اسباب ایسے ہیں کہ وہ اس کتاب کی صحت سند میں سدّ راہ نہیں ہو سکتے۔

فَاَمَّا سُمُوُّ الْاَفْکَارِ وَ دِقَّةِ الْحِکَمِ وَ اَصَابَةِ الْمَعَنِی فَاِنَّهَا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ اِذْ هِیَ نَاتِجَةٍ عَنِ الْاِخْتِیَارِ الْبَشَرِیّ مُرَافِقَةٍ لِهٰذِهِ الْحَیٰوةِ فِیْ تَجَارِبِهَا وَ قَدْ رَاَیْنَا فِیْ حَیٰوةِ الْمُؤَلِّفِ وَ اَحْزَانِهِ الْکَثِیْرَةِ وَخَیْبَةِ اٰمَالِهٖ مَوَّادٌ وَا فِرَةٌ لِلتَّاَمُّلَاتِ الْعَدِیْدَةِ وَالنَّظْرِیَاتِ الْعَمِیْقَةِ فَضْلًا عَنْ اَنَّ عَلِیًّا حَفِظَ الْقَراٰنَ بِمَا فِیْهِ وَ مِنَ الْاٰیَاتِ وَکَانَ عَالِمًا کَاَکْثَرِ رِجَالِ عَصْرِهٖ بِکَثِیْرِ مِنَ الْحِکَمِ الْبَلِیْغَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاَنْجِیْلِ فَاَمْکَنَهُ الْاَسْتِفَاءُ مِنْهَا.

پہلی بات یعنی خیالات کی بلندی اور فلسفی نکتہ پردازی اور مطالب کی صحت اور مضبوطی یہ ہر زمانہ میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ انسان کے غور و فکر اور زمانہ کے حالات سے تجربہ کے ساتھ سبق آموزی پر مبنی ہے اور مصنف (یعنی حضرت علی علیہ السلام) کی زندگی اور حضرتؑ کے مختلف مصائب اور رنج و غم کے واقعات میں ایسے کافی اسباب اور مواد فراہم ہیں کہ جن کی وجہ سے آپ کے غور و فکر کی قوت زیادہ ہو جائے اور آپ حالاتِ زمانہ میں تامل اور گہری فکر سے کام لیں۔ اس کے علاوہ آپ قرآن مجید اور اس کی تمام آیتوں کے حافظ

تھے۔ اور پھر اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کی طرح آپ ان فلسفی اور حکمی باتوں سے بھی مطلع تھے جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں، اور اس لئے آپ کو ان سے اقتباس کا موقع بھی حاصل تھا۔ (اس عبارت میں تبصرہ نگار کے عیسائی مذہب کے جذبات بہت زیادہ کارفرما نظر آتے ہیں۔)

وَ اِنَّمَا التَّعْرِيْضُ بِالصَّحَابَةِ فَاِنَّهٗ لَشَیْءٌ طَبِيْعِیٌّ فِی ابْنِ آدَمَ اَنْ يَتَاَفَّفَ وَ يَتَاَلَّمَ اِذَا يُرٰی نَفْسُهٗ مَمْنُوْعًا مِنْ نَيْلِ مُرَادِهٖ مَصْرُوْفًا عَنْ حَقِّهٖ وَ الْاِنْسَانُ مَهْمَا تَقَدَّمَ فِی الصَّلَاحِ يُظِلُّ اِنْسَانًا ضَعِيْفًا عَرْضَةً لِعَوَامِلِ الطَّبِيْعَةِ الْبَشَرِيَّةِ.

دوسری بات یعنی صحابہ کے متعلق تعریض یہ تو انسان کا فطری خاصہ ہے کہ وہ اُف کہے اور رنجیدہ ہو۔ جب اپنے تئیں اپنے مقصد سے علیحدہ اور اپنے حق سے محروم ہوتے دیکھے۔ اور انسان جتنا بھی بلند مرتبہ ہو لیکن پھر بھی انسان ہے اور انسانی خصوصیات سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔

وَ اَمَّا عِلْمُ الْمُغَيِّبَاتِ فَلَا نَتَعَرَّضُ لَهٗ وَ هُوَ لَيْسَ بِاَحْسَنِ مَا فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ.

رہ گیا علمِ مغیبات اس کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے (بیشک ایک عیسائی کو اس بارہ میں سکوت ہی اختیار کرنا چاہیے) اور یہ حصہ یعنی غیب کی چیزوں کا باب نہج البلاغہ میں کوئی اہم درجہ نہیں رکھتا کہ اس کی نسبت خاص طور سے بحث کی جائے۔

وَاِذَا دَقَّقْنَا فِی الْوَصْفِ وَ كَمَالِهٖ وَ اَجَلَّ مَظْهَرَ لَهٗ فِیْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ خُطْبَةُ الْخُفَّاشِ وَ الطَّاؤُسِ نَحْكُمُ اَنَّهٗ سَبَبٌ

فَاسِدٌ لِاَنَّ مِنْ اَخَصِّ صِفَاتِ الشِّعْرِ الْجَاهِلِیِّ وَ الْمُخَضْرَمِ اِتْمَامَ الْوَصْفِ وَ تَتَبُّعُ هَيْئَاتِ الْمَوْصُوْفِ اِلٰی آخِرِهَا.

نَرٰی ذٰلِکَ فِیْ شِعْرِ الشَّنْفَرِیْ وَ اَمْرَءِ الْقَيْسِ وَ عَنْتَرَةِ وَ بَشِيْرِ بْنِ عَوَانَةِ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ رَبِيْعَةِ وَ اَمْثَالِهٖ مِنْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ وَ كُلُّهُمْ يُجَارُوْنَ عَلِيًّا زَمَانًا وَ مَكَانًا.

اس کے بعد چوتھی وجہ یعنی وصف میں موشگافی اور اس کا نمایاں نمونہ خطبہ خفاشیہ اور طاوسیہ ہے۔ اس کے لئے بھی ہمارا فیصلہ ہے کہ یہ سبب شک کا بالکل غلط ہے اس لئے کہ زمانہ جاہلیت اور پھر درمیانی دور کے اشعار کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر چیز کا وصف حدِ کمال پر ہوتا ہے۔ اور موصوف کی ہیئت اور اس کی شکل کے تمام خصوصیات کو پورے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ بات ہم کو شنفری اور امرا القیس اور عنترہ اور بشیر بن عوانہ کے اشعار میں نظر آتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے شعراء ہیں اور عمر ابن ابی ربیعہ کے اشعار میں بھی کہ جو صدر اسلام کا شاعر ہے۔ اور یہ سب زمان و مکان کے اعتبار سے حضرت علی علیہ السلام سے قرب رکھتے ہیں اور یہی ہمارا فیصلہ ہے۔

وَ نَكَادَ نَقُوْلُ الْقَوْلُ نَفْسَهٗ عَنِ السَّجْعِ لَوْ لَا اَلْخُطْبَةُ الْمَعْرُوْفَةُ بِالشِّقْشِقِيَّةِ وَ هِیَ مِنْ اَسْبَابِ الشَّكِّ عِنْدَ الْكَثِيْرِيْنَ عَلٰی اَنَّهٗ يَرْوِیْ اِبْنُ اَبِی الْحَدِيْدِ اَشْهَرُ شَارِحِیْ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ عَنْ بَعْضِ مَشَايِخِهٖ اَنَّ الشِّقْشِقِيَّةَ كَانَتْ مَعْرُوْفَةً قَبْلَ مَوْلَدِ الرَّضِیْ.

آخری وجہ یعنی سجع و قافیہ اور عبارت آرائی کے متعلق بیشک سب سے بڑا سبب بہت سے لوگوں کے شک کا خطبہ شقشقیہ ہے حالانکہ ابن ابی الحدید جو کہ نہج

البلاغہ کا سب سے مشہور شارح ہے اس کا بیان ہے اپنے بعض اساتذہ کی زبانی کہ خطبہ شقشقیہ سید رضیؒ کی ولادت کے قبل سے مشہور و معروف تھا۔

اس کے بعد بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھا ہے:

هٰذَا وَ اَنَّهٗ لَمِنَ الْفَضُوْلِ الْاِفَاضَةِ بِذِكْرِ بَلَاغَةِ هٰذَا التَّأْلِيْفُ وَ الْفَائِدَةُ الْجمَّةُ النَّاتِجَةُ عَنْ دِرَاسَتِهٖ فَهُوَ كَمَا قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ حَاوٍ جَمِيْعَ مَا يُمْكِنَ اَنْ يَعْرِضَ لِلْكَاتِبِ وَ الْخَاطِبِ مِنْ اَغْرَاضِ الْكَلَامِ فَقَدْ تَعَرَّضَ لِلْمَدْحِ وَ الذَّمِّ الْاَدَبِيِّ وَ التَّرْغِيْبِ فِي الْفَضَائِلِ وَالتَّنْفِيْرِ مِنَ الرَّذَائِلِ وَالْمُحَاوِرَاتِ السِّيَاسِيَّةِ وَ الْمُخَاصِمَاتِ الْجَدْلِيَةِ وَ بِيَانِ حُقُوْقِ الرَّاعِي عَلَى الرَّعِيَّةِ وَ حُقُوْقِ الرَّعِيَّةِ عَلَى الرَّاعِي وَاَتٰى عَلَى الْكَلَامِ فِيْ اُصُوْلِ الْمَدْنِيَّةِ وَ قَوَاعِدِ الْعَدَالَةِ وَفِي النَّصَائِحِ الشَّخْصِيَّةِ وَ الْمَوَاعِظِ الْعُمُوْمِيَةِ اَوْ كَمَا قِيْلَ بِتَعْبِيْرِ اَوْجَزٍ وَ تَاثِيْرِ اَوْفَرٍ هُوَ تَحْتَ كَلَامِ الْخَالِقِ وَ فَوْقَ كَلَامِ الْمَخْلُوْقِ.

اس کتاب کی فصاحت و بلاغت اور اس کے درس و تدریس میں جو عظیم فائدہ ہے اس کا تذکرہ کرنا فضول ہے۔ اس لئے کہ حقیقتاً جیسا کہ شیخ محمد بن عبدہ نے کہا ہے: "یہ کتاب حاوی اور جامع ہے تمام ان اغراض و مقاصد کو جو کسی انشاء پرداز یا مقرر کو اپنی تحریر و تقریر میں پیشِ نظر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس میں مدح، مہذبانہ مذمت، فضائل و محاسن میں ترغیب، بری باتوں سے اظہارِ نفرت، سیاسی خیالات، مجادلانہ مکالمات، حاکم کے حقوق بذمہ رعیت، رعیت کے حقوق بذمہ حاکم سب کچھ موجود ہیں۔ پھر تمدن کے اصول، عدالت کے

قواعد، انفرادی نصائح اور عمومی مواعظ سب کچھ مندرج پائے جاتے ہیں۔
مختصر اور مؤثر لفظوں میں وہی ہے جیسا کہا گیا ہے کہ خالق کے کلام سے پست
اور مخلوق کے کلام سے بلند ہے۔

اس کے علاوہ اگر انسان کتبِ تاریخ وسِیَر کی سیر کرے تو اسے جستہ جستہ نہج البلاغہ کے مندرجہ خطب وکتب کے اقتباسات اتنی کثرت سے مختلف مستند اسلامی کتب میں دستیاب ہوں گے جن کے بعد اگر وہ منصف مزاج اور حقیقت پرور ہے تو کبھی علامہ سید رضیؒ کی طرف کسی بدگمانی کا توہم بھی نہ کرے گا بلکہ وہ یقین کرلے گا کہ انہوں نے یہ تمام علمی وادبی و مذہبی مواد مختلف مستند اسلامی کتب سے تتبع کے ساتھ جمع کیا ہے بلکہ بنظرِ احتیاط اس میں بھی انتخاب اور انتخاب در انتخاب کے اصول کو محفوظ رکھا ہے۔

کامل ابن اثیر، طبری، مروج الذہب وغیرہ میں اس کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ نجف اشرف کے علامہ شیخ ہادی کاشف الغطا دام ظلہ، جو ایک تبحر اور وسیع النظر عالم ہیں انہوں نے "مستدرک نہج البلاغہ" (یعنی امیر المؤمنینؑ کے خطب وکتب وکلمات جو نہج البلاغہ میں درج ہونے سے رہ گئے تھے) کی جمع وتالیف کے سلسلہ میں "مدارک نہج البلاغہ" کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے اور اس میں نہج البلاغہ کے تمام مندرجات کو جو دوسرے کتب میں ہیں اور وہ زیادہ تر نہج البلاغہ کے قبل کے ہیں تلاش کرکے ان کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ کتاب شائع نہیں ہوئی ہے۔

نہج البلاغہ کے داخلی اسلوب اور طریقہ تالیف کو جو کوئی شخص دیکھے وہ اس شرط کے ساتھ کہ متعصب، معاند، ضدی اور ہٹ دھرم نہ ہو ذاتی حیثیت سے یہ یقین کرلے گا کہ اس کتاب میں جمع وتالیف یعنی متفرق مواد کو مجتمع کردینے کا کام انجام دیا گیا ہے اور اس میں کسی تصنیف یا ذاتی تحریر کا پتہ بھی نہیں ہے۔

یہ بھی شعبہ بہت وسیع ہے اور اس میں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ میں نہج البلاغہ کا

تتبع کر کے وہ مقامات پیش کر دوں جہاں اس قسم کے خصوصیات نمایاں ہیں جو کتاب کی تالیفی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مگر سرِ دست اس جزو کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

علامہ سید رضیؒ کی طرف سے جہاں جہاں بطورِ حلِ لغات یا تبصرہ کے مختلف حواشی اور تذئیلات تحریر ہوئے ہیں ان کی اور نہج البلاغہ کے متن کی عبارت میں عظیم اختلاف جو ایک ساتھ انسان کی نظر کے سامنے دو مختلف نمونے پیش کر دیتا ہے اور ایک طرف کتنا ہی جلیل القدر اور علمِ ادب میں گرانمایہ سہی لیکن انسان کا کلام اور دوسری طرف مافوقِ کلام المخلوقات اور ماتحت کلام الخالق، کلامِ انسان کی نظر کو اپنے تفرقہ کی طرف پوری طور سے متوجہ کر لیتا ہے جس کے بعد ایسا ہی عقل کا نابینا ہو تو وہ کہے کہ اس کلام کا مصنف یہی شخص ہے جس کی طرف جمع و تالیف کی نسبت دی جاتی ہے۔

پھر سید رضیؒ کے دیگر تصانیف جیسے "مجازات النبی" "خصائص الآئمہ" "حقائق التنزیل" وغیرہ جو فعلاً کتب خانوں میں موجود ہیں ان میں اور اس کتاب (نہج البلاغہ) کے اسلوبِ تحریر، اندازِ بیان اور پایہ و مرتبہ میں موازنہ یہ ایک مستقل حقیقت رسا ذریعہ ہے جو شکوک کے لئے خرمن سوز بجلی کی حیثیت رکھتا ہے۔

ان سب کے بعد علامہ سید رضیؒ کی جلالت و رفعت، امانت و دیانت، صداقت و حقانیت جس کے دوست و دشمن سب ہی معترف ہیں اور شیعوں کے علاوہ ان کے زمانہ والے اور بعد کے علمائے اہل سنت کی کتابیں ان کے بارے میں رطب اللسان ہیں اور عباسی خلیفۃ المسلمین کی طرف سے ان کا نقابت اشراف کا عہدہ جو انتہائی جلیل القدر منصب کی شان رکھتا ہے اور پھر دار السلام بغداد ایسے دار الخلافت اور سنی مرکز علم و حدیث میں ان کا قیام اور معاصرین کی رقیبانہ و ناقدانہ دیکھ بھال ایسی ذمہ دارانہ حیثیت کے شخص کی نسبت ان اسباب و حالات کی موجودگی میں یہ خیال کس قدر حقیقت سے دور اور تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ اس نے ایک پوری کتاب تصنیف کر کے ایک تاریخی مذہبی بلند ہستی یعنی امیر المؤمنین علی

ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف منسوب کر دی پھر نہ بغداد کی فضا میں کوئی انقلاب ہوا نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج کیا گیا نہ کسی قسم کی تنبیہ کی نوبت آئی۔ یہ ہرگز عقل میں آنے والی بات نہیں ہے۔

ہم جہاں تک دیکھتے ہیں علامہ سید رضیؒ کے زمانہ اور اس کے ایک عرصہ بعد تک کوئی آواز نہج البلاغہ کی صحت کے خلاف بلند نہیں ہوئی ہے اور نہ کسی نے یہ کہا کہ یہ خود سید رضیؒ کی تصنیف ہے۔

بیشک سب سے پہلے مؤرخ ابن خلکان ہیں جنہوں نے کتاب کے مضامین کو دیکھ کر ان کے امیر المؤمنینؑ کی زبان کا کلام ہونے میں شک کیا ہے اور لاعلمی کی حیثیت سے اس کو خود سید رضیؒ کی طرف منسوب کر دیا ہے لیکن یہ بالکل ظاہر ہے کہ لاعلمی کے اوپر مبنی ہونے والی نفی کسی طرح اس ثبوت کے مقابل نہیں آسکتی جو یقینی اور قطعی دلائل کا نتیجہ ہو۔ انکار یا اعتراض کرنے والوں کے بیانات کو جب دیکھا جاتا ہے تو ان میں صاف نظر آتا ہے کہ یہ انکار کسی محققانہ جستجو اور کاہش و کاوش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ ان معترضین نے اکثر خود نہج البلاغہ کو اٹھا کر دیکھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں فرمائی ہے۔ ان کے مضطربانہ دوراز کار بیانات ہی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اندھیرے میں تیراندازی ہو رہی ہے۔

لطف یہ ہے کہ جدید زمانہ کے بہت سے مدعیانِ تحقیق نے بھی آنکھ بند کر کے ٹٹولتے ہوئے راستہ چلنا اچھا سمجھا ہے اور بلند بانگ دعوائے حقیقت کی ذمہ داریوں کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔

جرجی زیدان ایسا شخص جو "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" کے ایسے موضوع پر قلم اٹھانے بیٹھا ہو وہ نہج البلاغہ کے متعلق کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے میں اظہارِ شک کے ساتھ اس کے جمع و تالیف کو جناب سید مرتضی علم الہدی کی طرف منسوب کر دے جو سید رضیؒ کے بھائی اور ان سے تین برس بڑے ذوالثمانین کے لقب سے ملقب اور شافی، تنزیہ الانبیاء، انتصار

وغیرہ کے مصنف ہیں اور سید رضیؒ کے انتقال کے ۲۹ برس بعد تک زندہ رہے ہیں حالانکہ یہ خیال علاوہ اس تواتر سماعی کے جو ہر کتاب کے اس کے مصنف کی طرح صحیح طور سے منسوب کیے جانے کا واحد ذریعہ ہے اور نیز نہج البلاغہ کے قریب اور مصنفین کے تحریرات سے (کہ وہ چاہے ان کے کلامِ امیر المؤمنینؑ ہونے میں شک کریں مگر ان کی جمع و تالیف کو سید رضیؒ کی طرف نسبت دینے پر متفق ہیں) خود نہج البلاغہ کے مطالعہ سے بھی غلط ثابت ہوا اس لیے کہ اس میں "خصائص الآئمہ" کا حوالہ موجود ہے اس طرح کہ اس کو ہم نے "خصائص الآئمہ" میں لکھا ہے اور کتاب خصائص باتفاق کل علامہ سید رضیؒ ہی کی کتاب ہے سید مرتضیٰؒ کی نہیں ہے۔

کتاب "منتخب فی تاریخ آداب العرب" جو عطایا دمشقی کی تصنیف ہے اور مصر میں ۱۹۱۴؁ میں شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۴۰ پر امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حالات میں مذکورہ بالا تحقیق میں ترمیم کر کے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے اور عجیب وغریب گہرافشانی کی ہے جو نذر ناظرین ہے۔

اَلْخَلِیْفَةُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ تُوُفِّیَ ٦٦٣ء وَقَدْ اَشْهَرُ فِی الْجَیْلِ الْاَوَّلِ مِنَ الْهِجْرَةِ بِعِلْمِهٖ وَ شِعْرِهٖ وَلَهٗ مَجْمُوْعُ مِاَةِ حِکَمٍ تَرْجَمَ اِلَی الْفَارَسِیَّةِ وَ التُّرْکِیَّةِ وَ کِتَابُ نَهْجُ الْبَلَاغَةِ وَ هُوَ مَجْمُوْعُ خُطَبٍ وَمَوَاعِظٍ وَیَنْسِبُوْنَ لَهٗ دِیْوَانُ شِعْرٍ یُدْعَی اَنْوَارُ الْعُقُوْلِ. وَ الصَّحِیْحُ اَنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْحِکَمُ وَ الْمَوَاعِظُ وَ الْعَقَائِدُ هُوَ مِنْ تَاْلِیْفٍ وَ نَظْمِ الْخَلِیْفَةِ عَلِیٍّ وَ لٰکِنْ اَکْثَرَهُمَا کَمَا یَظُنُّهُ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْ قَلَمِ اَحَدِ الشُّعَرَآءِ مِنْ نَسْلِهٖ وَ هُوَ الْاِمَامُ شَرِیْفٌ مُرْشِدُ الْمُتَوَفّٰی ١٠٤٢ء.

خلیفہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام، آپ کی وفات ٦٦٣ء میں ہوئی

ہے اور آپ اسلام میں اپنے علم اور شاعری کے سبب سے بہت مشہور ہو گئے
تھے۔ اور آپ کا ایک مجموعہ ہے حکیمانہ اقوال کا جس کا فارسی اور ترکی میں
ترجمہ ہوا ہے۔ اور نہج البلاغہ ہے کہ جو مجموعہ ہے خطب اور مواعظ کا۔ اور ایک
دیوان اشعار کا بھی آپ کی طرف منسوب ہے جس کا نام ہے انوار العقول اور
واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض حکم اور مواعظ اور تقاریر تو تالیف اور نظم خلیفہ
علی علیہ السلام کی ہیں لیکن اکثر ان میں سے جیسا کہ محققین علماء کا خیال ہے وہ آپ
کی نسل کے ایک شاعر امام شریف مرشد کی تصنیف ہیں جن کا انتقال سنہ ۱۰۴۲
میں ہوا۔

واہ سبحان اللہ کیا کہنا اس تاریخی تحقیقات کا جس پر علم و تحقیق آٹھ آٹھ آنسو روئیں۔ کتبِ رجال، تراجمِ علماء و تاریخِ اسلام سامنے ہیں ذرا دیکھا تو جائے کہ یہ شریف مرشد کون ہیں جن کی طرف اس کتاب کو منسوب کیا جا رہا ہے۔ اور پھر کاش اپنا خیال درج کیا ہوتا۔ مگر قیامت تو یہ ہے کہ محققین علماء کی طرف نسبت دی ہے۔ اب یہ محفلِ محققین دیکھنے کے قابل ہے جو مصنف کے عالمِ خواب میں مرتب ہوئی تھی اور جو ممنونِ تعبیر بھی نہیں ہے۔ کیا ایسے ہی کمزور متزلزل بے اصل خیالات سے ان قطعی اور یقینی دلائل اور اقوالِ علماء کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو نہج البلاغہ کی صحت کے متعلق سابق میں درج کئے گئے۔

اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو۔ (نہج البلاغہ: خطبہ ۱۸۷)

اِستنادِ نہج البلاغہ

فاضل اہلسنت خان امتیاز علی خان عرشی رامپوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

یہ مقالہ پہلی بار رسالۂ فاران، کراچی کے مئی ۱۹۵۴ء کے پرچے میں چھپا تھا۔ اُس وقت مؤلف کو گمان بھی نہ تھا کہ اہلِ علم و اربابِ تحقیق کے حضور میں اسے اتنی مقبولیت حاصل ہوگی۔ مگر خداوند عالم کی مہربانی دیکھئے کہ اُسی سال "رضا کار"، لاہور نے اسے بالاقساط شائع کیا۔ پھر مزید مسالے کے اضافے کے ساتھ اخبار "سرفراز" لکھنؤ نے اپنے ایک خصوصی نمبر میں چھاپا جو ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا تھا۔ یہ نمبر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم مغفور کی نظر سے گزرا تو اُنھوں نے مقالے کو بیحد پسند فرمایا اور مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم کو حکم دیا کہ اس کا عربی ترجمہ مجلہ "ثقافۃ الہند" میں چھاپا جائے۔ چنانچہ میری نظرثانی کے بعد یہ عربی ترجمہ ثقافۃ الہند کے دسمبر ۱۹۵۷ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اس طرح یہ حقیر کی کوشش مشرق و مغرب کے علماء و محققین تک پہنچ گئی اور اُن میں سے متعدد فضلا نے براست و بواسطہ دونوں صورتوں سے مؤلف کو داد بھی دی اور مزید علمی کاموں کی توفیق کے لئے دُعا بھی کی۔

مؤلف نے ۱۹۵۷ء کے بعد بھی اپنے مطالعے کو جاری رکھا اور جو نیا حوالہ ملتا گیا اُسے نوٹ کرتا گیا تا آنکہ یہ مقالہ اپنی نئی اشاعت کا متقاضی بن گیا۔ برادر محترم میجر خورشید صاحب میری اس سعی میں برابر ہمت افزائی کرتے رہتے تھے۔ اُنھیں جب معلوم ہوا کہ مقالۂ مذکور میں خاص اضافہ ہوگیا ہے اور اس کے اُردو اور عربی دونوں ایڈیشن نایاب

ہیں تو وہ نئی اشاعت کے درپے ہوئے اور اپنے پرمحبت اصرار سے مجھ دل کے بیمار بوڑھے سے مقالے پر نظرثانی کرا کے اس کی کتابی شکل میں طباعت کا انتظام کر دیا۔

خدا کرے یہ سعی مزید قبول حاصل کرے اور مؤلف، ساعیِ اشاعت اور ناشر کے لئے اخروی اجر کا باعث قرار پائے۔ آمین۔

احقر، امتیاز علی عرشی

رضا لائبریری، رام پور، ۲۵۔ اپریل ۱۹۷۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عربی ادب کی مشہور کتابوں میں ایک "نہج البلاغہ" بھی ہے۔ اس میں امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے منتخب خطبے، خطوط اور حکیمانہ اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ امیرالمومنینؑ کی گرامی ذات معدنِ فصاحت و بلاغت ہونے کے ساتھ خلیفۂ راشد یا امام معصوم کی حیثیت بھی رکھتی ہے، اس لئے اس کے مشمولات کی اہمیت دُہری ہوگئی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ اس کے مؤلف الشریف الرضی ذوالحسبین محمد بن الحسین ابن موسی الموسوی الشیعی متوفی ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) ہیں، جو الشریف المرتضی ذوالمجدین علی ابن الحسین المشہور بعلم الھدیٰ متوفی ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں خطبۂ شِقشقیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میرے استاد ابوالخیر مصدق بن شبیب الواسطی متوفی ۶۰۵ھ (مطابق ۱۲۰۸ء) نے ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) میں مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے اپنے استاد ابومحمد عبداللہ بن احمد المعروف بابن الخشاب (متوفی ۵۶۷ھ مطابق ۱۱۷۲ء) سے یہ خطبہ پڑھا تو اُن سے پوچھا تھا:

اَ تَقُوْلُ اِنَّھَا مَنْحُوْلَۃٌ ؟ فَقَالَ۔ لَا وَاللّٰہِ ۔وَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّہٗ کَلَامُہٗ کَمَا اَعْلَمُ اَنَّکَ مُصَدِّقٌ ۔

کیا آپ اسے جعلی کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ بخدا ہرگز نہیں حقیقۃً میں تو اسے امیرالمومنین کا کلام بالکل اسی طرح جانتا ہوں جس طرح تمہیں مصدق جانتا ہوں۔

فَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهَا مِنْ كَلَامِ الرَّضِيِّ۔ فَقَالَ۔ اَنّٰى لِلرَّضِيِّ وَلِغَيْرِ الرَّضِيِ هٰذَا النَّفَسُ وَ هٰذَا الْاَسْلُوْبُ۔ قَدْ وَقَفْنَا عَلٰى رَسَائِلِ الرَّضِيِ وَ عَرَفْنَا طَرِيْقَتَهٗ فِى الْكَلَامِ الْمَنْثُوْرِ ۔وَمَا يَقَعُ مَعَ هٰذَا الْكَلَامِ فِىْ خِلٍّ وَلَا خَمْرٍ۔[1]

میں نے کہا۔ بہت سے لوگ اسے رضی کا کلام بتاتے ہیں انہوں نے فرمایا۔ رضی وغیرہ کو یہ طریقہ اور یہ طرز کہاں نصیب! ہم رضی کے خطوط سے واقف ہیں۔اور کلام نثر میں اس کے اسلوب کو پہچانتے ہیں۔اُسے اس کلام سے کوئی علاقہ نہیں۔

ایک اور مقام پر لکھا ہیں:

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَرْبَابِ الْهَوٰى يَقُوْلُوْنَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ كَلَامٌ مُحْدَثٌ صَنَعَهٗ قَوْمٌ مِّنْ فُصَحَاءِ الشِّيْعَةِ۔وَ رُبَّمَا عَزَوْا بَعْضَهٗ اِلَى الرَّضِيِّ اَبِي الْحَسَنِ وَ غَيْرِهٖ۔ وَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ اَعْمَتِ الْعَصَبِيَةُ اَعْيُنَهُمْ ضَلُّوْا عَنِ النَّهْجِ الْوَاضِحِ، وَ رَكِبُوْا بِيِّنَاتِ الطَّرِيْقِ ضَلَالًا وَ قِلَّةِ مَعْرِفَتِهِمْ بِاَسَالِيْبِ الْكَلَامِ۔[2]

بہت سے ارباب ہوا کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ کا بڑا حصہ جدید کلام ہے، جسے فصحائے شیعہ میں سے کچھ لوگوں نے بنا لیا ہے۔ اور بعض اوقات اس کے کچھ حصے کو ابوالحسن رضی وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ان لوگوں کی آنکھوں کو تعصب

---

[1] شرح نہج البلاغہ، ج۱،ص،۴۰۰،طبع ایران۔

[2] شرح نہج البلاغہ، ج۱،ص،۵۴۲۔

نے اندھا کر دیا ہے پس یہ کھلے راستے سے بھٹک گئے۔ اور چھوٹے چھوٹے راستوں پر پڑ گئے۔ اس لئے کہ یہ لوگ اسالیبِ کلام سے کم واقف تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں نہج البلاغہ کے بڑے حصّے کے متعلق یہ خیال علماء کی ایک اچھی خاصی تعداد کا تھا کہ اس کا امیر المومنینؑ کی طرف انتساب درست نہیں ہے اور وہ یہ یقین کرتے تھے کہ اس کے مشمولات کو فصحاءِ شیعہ نے لکھا ہے جن میں خود سید رضی بھی شامل تھے۔

ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ مطابق ۱۳۸۲ء) نے "وفیات الاعیان" میں شریف المرتضیٰ کے حال میں لکھا ہے کہ:

قَدْ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِی کِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ الْمَجْمُوْعِ مِنْ کَلَامِ الْاِمَامِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ هَلْ هُوَ جَمَعَهٗ اَمْ جَمَعَ اَخِیْهِ الرَّضِیُّ۔

لوگوں کو کتاب نہج البلاغہ کے بارے میں، جو مجموعہ ہے امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کلام کا، اختلاف ہے کہ اسے مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا ان کے بھائی رضی نے۔

وَقَدْ قِیْلَ :اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ کَلَامِ عَلِیٍّ۔ وَاِنَّمَا الَّذِیْ جَمَعَهٗ وَ نَسَبَهٗ اِلَیْهِ هُوَ الَّذِیْ وَضَعَهٗ ۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔[1]

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علیؓ کا کلام نہیں۔ جس نے اسے جمع کیا اور ان کی طرف منسوب کیا ہے، اُسی نے یہ بنایا ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن خلکان کے بعد ابن الاثیر نے "مختصر الوفیات"[2] میں، صلاح الدین صفدی نے

---

[1] وفیات الاعیان، ج ۱ ص ۴۸۷، طبع مصر، ۱۲۷۵ھ۔ ۱۸۵۸ء۔

[2] ابن الاثیر۔ یہ کتاب میرے سامنے نہیں ہے لیکن "روضات الجنات" طبع ایران ۱۳۰۷ھ ص ۳۸۶، میں اس کے جو الفاظ نقل ہوئے ہیں وہ ابن خلکان کی صدائے بازگشت ہے۔

"الوافی بالوفیات"[1] میں، علامہ یافعی نے "مرآۃ الجنان"[2] میں اور ابن العماد نے "شذرات الذہب"[3] میں شریف مرتضیٰ کے تذکرہ میں تقریباً انہی الفاظ کو دُہرایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب تذکرہ نگار بھی ابن خلکان کے ہم رائے ہیں۔

علامہ ذہبی نے "میزان الاعتدال"[4] میں اور ابن حجر العسکلانی نے "لسان المیز ان"[5] میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ:

وَهُوَ (الشَّرِيْفُ الْمُرْتَضٰى) الْمُتَّهَمُ بِوَضْعِ كِتَابِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَلَهٗ مُشَارَكَةٌ قَوِيَّةٌ فِي الْعُلُوْمِ۔

انہی (شریف مرتضی) پر کتاب نہج البلاغہ کے بنانے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔
مختلف علوم میں ان کی بڑی حصہ داری تھی۔

وَ مَنْ طَالَعَ كِتَابَهٗ، نَهْجَ الْبَلَاغَةِ جَزَمَ بِاَنَّهٗ مَكْذُوْبٌ عَلٰى اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ ـ فَفِيْهِ السَّبُّ الصُّرَاحُ وَالْحَطُّ عَلَى السَّيِّدَيْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہ وَفِيْهِ مِنَ التَّنَاقُضِ وَالْاَشْيَاءِ الرَّكِيْكَةِ وَالْعِبَارَاتِ الَّتِيْ مَنْ لَهٗ مَعْرِفَةٌ بِنَفْسِ الْقُرَشِيِّيْنَ الصَّحَابَةِ وَ بِنَفْسِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ بَعْدُهُمْ مِنَ الْمُتَاَخِّرِيْنَ،

---

[1] "الوافی" کی پہلی ج ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۱ء) میں استنبول سے شائع ہو چکی ہے۔ مگر یہ محمدیین کے احوال پر مشتمل ہے، اس لیے اس میں شریفِ مرتضی کا ذکر نہیں آیا۔ میں نے الوانی کا حوالہ "روضات الجنات" ص ۳۸۷ سے نقل کیا ہے جس کے سامنے اس کتاب کا مکمل نسخہ تھا۔ چنانچہ وہ الفاظ جو روضات میں صفدی کے نام سے نقل ہوئے ہیں بعینہ ابن خلکان کے الفاظ ہیں۔

[2] مرآۃ الجنان، ج ۳، ص ۵۵، طبع حیدر آباد، ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء۔

[3] شذرات الذہب، ج ۳، ص ۲۵۷، طبع مصر، ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۱ء۔

[4] میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰۱، طبع لکھنؤ، ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء۔

[5] لسان المیز ان، ج ۴، ص ۲۲۳، طبع حیدرآباد، ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء۔

جَزَمَ بِاَنَّ اَکْثَرَہٗ بَاطِلٌ۔

اور جس نے ان کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا ہے، اُسے یقین ہے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائی گئی ہے، کیونکہ اس میں کُھلی کُھلی گالیاں ہیں اور توہین ہے دو سرداروں ابوبکرؓ و عمرؓ کی اور اُس میں ایسا تناقض، رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں کہ جسے قریشی صحابہ کا طریقہ و کتابت و گفتگو معلوم ہے اور جو اُن کے بعد کے لوگوں کے اسلوب کو پہنچانتا ہے، وہ یقین کرلے گا کہ اس کا بڑا حصّہ باطل ہے۔

ابن خلکان اور اس کے متبعین کے تبصروں سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(الف) نہج البلاغہ کے مؤلف کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔کچھ عالم اسے شریفِ مرتضیٰ اور دوسرے شریف رضی کی تالیف بتاتے ہیں۔

(ب) خود ان حضرات کے نزدیک شریف مرتضیٰ اس کے جامع ہیں۔اس لیے کہ انھوں نے کتاب کا ذکر شریف مرتضی ہی کے حال میں کیا ہے۔

(ج) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نہج البلاغہ کے خطبے وغیرہ امیر المومنین کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے جامع نے خود لکھ کر اُن کی طرف منسوب کر دیے ہے۔ذہبی اور عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ شریفِ مرتضی نے اس کتاب کو خود لکھ کر امیر المومنین کی طرف منسوب کیا ہے۔ان دونوں نے ابن خلکان وغیرہ کے برخلاف اس کتاب کے مشمولات کے جعلی ہونے کے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔یعنی:

۱۔اس میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی کھلی توہین نظر آتی ہے۔

۲۔اس کے بیانوں میں تناقض اور اختلاف ہے۔

۳۔اس میں ایسی رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں جو صحابہ کے مزاج اور اسلوب سے دور اور متاخرین کے رویّے کے قریب معلوم ہوتی ہیں۔

اگلے صفحات میں ابن خلکان اور ذہبی کے مذکورہ بالا دعووں اور دلیلوں کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ نہج کے مؤلف اور اُس کے مندرجات کے متعلق قطعی رائے قائم کی جا سکے۔

مؤلف کی تعیین:

تاریخ و تذکرے کی جن کتابوں میں شریف رضی و مرتضی کا ذکر ہوا ہے اُن میں سے حسبِ ذیل مصنفات کے مرتّب ان دونوں بھائیوں کے معاصر ہیں۔

۱۔ یتیمۃ الدہر و تتمۃ الیتیمۃ،[۱] ہر دو مؤلفہ ابو منصور ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ۔ ۱۰۳۸ء

۲۔ کتاب الرجال،[۲] مؤلفہ علامہ نجاشی متوفی۔ ۴۵۰ھ۔ ۱۰۵۸ء

۳۔ کتاب الفہرست،[۳] مؤلفہ شیخ الطائفہ ابو جعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ھ۔ ۱۰۶۸ء

۴۔ تاریخِ بغداد،[۴] مؤلفہ خطیبِ بغدادی۔ متوفی ۴۶۳ھ ۱۰۷۱ء

نمبر ۳ میں شریفِ رضی کا مذکور نہیں، اور شریفِ مرتضی کے ذکر میں ان کی جن کتابوں کے نام لکھے ہیں، اُن میں نہج البلاغہ شامل نہیں ہے۔

نمبر ۱ اور نمبر ۴ میں دونوں بھائیوں کا حال لکھا گیا ہے، مگر نہج البلاغہ کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ہوا۔

نمبر ۲ میں بھی ان دونوں کا ذکر اور ان کے مصنفات کی تفصیل مندرج ہے۔ مگر اس میں کتاب کا مؤلف شریفِ رضی کو قرار دیا گیا ہے۔

نجاشی اور طوسی دونوں کی شہادت کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں اور اس لیے اسے مسئلہ زیرِ بحث میں فیصلہ کن قرار دینا چاہیے مگر میں چاہتا ہوں کہ دوسری خارجی و داخلی شہادتیں بھی

---

[۱] یتیمۃ الدہر، ج ۲، ص ۲۹۷، طبع بیروت ۱۳۰۳ھ (۸۵-۱۸۸۴ء) و تتمۃ الیتیمۃ، ج ۱، ص ۵۳، طبع طہران، ۱۳۵۳ھ (۱۹۳۴ء)

[۲] کتاب الرجال، ص ۱۹۳ و ص ۲۸۳، طبع بمبئی، ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء)

[۳] کتاب الفہرست، ص ۲۱۸، طبع کلکتہ، ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۴ء)۔

[۴] تاریخِ بغداد، ج ۲، ص ۲۴۶ و ج ۱۱، ص ۴۰۲، طبع مصر، ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء)

درج کردوں تاکہ آیندہ کسی قسم کا شک وشُبہ نہ رہے۔ چنانچہ شریفِ رضی کے مؤلفِ نہج البلاغہ ہونے کی دیگر شہادتیں حسبِ ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

کتاب کے دیباچے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں نے نوجوانی میں "خصائص الآئمہ" نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کی تھی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خصائص لکھنے پایا تھا کہ بعض موانع نے کتاب کے اتمام سے روک دیا۔ اس حصّے کے آخر میں ایک فصل ایسی بھی تھی جس میں امیر المومنین کی چھوٹی چھوٹی حکمت و ادب اور امثال پر مشتمل گفتگوئیں درج کی تھیں۔ دوستوں نے اس حصّے کو بے حد پسند کیا اور یہ خواہش کی کہ آپ کے مختلف مضامین پر مشتمل خطبے، خطوط، مواعظ اور حکیمانہ اقوال چھانٹ کر ایک کتاب میں جمع کردوں۔[1]

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہج البلاغہ کے جامع نے اسے اپنی دوسری کتاب "خصائص الآئمہ" کے بعد تالیف کیا تھا۔ نہج کے بیسویں خطبے کی شرح میں اس کتاب کا حوالہ دے کر مؤلف نے اپنے دیباچے کے بیان کی توثیق بھی کردی ہے۔ چنانچہ اُس کے یہ الفاظ کہ:

وَ قَدْ نَبَّهْنَا فِيْ كِتَابِ الْخَصَآئِصِ عَلٰى عِظَمِ قَدْرِهَا وَ شَرَفِ جَوْهَرِهَا۔[2]

ہم نے کتاب الخصائص میں اس کی عظمتِ قدر اور شرافتِ جوہر کی طرف متوجہ کردیا ہے۔

"کتاب الخصائص" کے اُس کی اپنی تالیف ہونے پر حجّت قاطع ہیں۔

---

[1] نہج البلاغہ، ج ۱، طبع مصر۔ بتصحیح محمد محی الدین عبدالحمید مطبعۃ الاستقامہ۔

[2] ایضاً ج ۱، ص ۵۴۔

اس کتاب کا ایک نہایت قدیم اور بیش قیمت مخطوطہ کتاب خانہ رامپور میں محفوظ ہے۔ اس کے خاتمے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالجبار بن الحسین بن ابی القاسم الحاج الفراہانی نے ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی تھی۔ کتاب کے سرورق پر خود کاتب کتاب ہی کے خط میں لکھا ہے: "کتاب خصائص الآئمہ الاثنی عشر علیہم السلام تصنیف السید الامام الرضی ذی الحسبین ابی الحسن محمد بن الحسین بن موسی الموسوی رضی اللہ عنہ"۔

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خصائص کا مؤلف شریف رضی ہے۔ کاتب کے اس قول کی تائید اُس اجازے سے بھی ہوتی ہے جو سرورق ہی پر کتاب و مؤلف کے نام کے نیچے مندرج ہے۔ اس اجازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالرضا فضل اللہ بن علی الحسینی الراوندی نے ذیقعدہ ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء) میں یہ کتاب عبدالجبارِ مذکور کو پڑھائی اور خود اُس کی سند "ابوالفتح اسمٰعیل بن الفضل بن احمد الاخشید السّراج" سے حاصل کی۔ اس کتاب کو ابوالمظفر عبد اللہ بن الشبیب سے پڑھا، اور اُنہوں نے ابوالفضل الخزاعی سے اجازہ لیا، جو خود شریف رضی کا شاگرد تھا۔ اس اجازے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ فضل اللہ راوندی کے نزدیک ،اُس کے اساتذہ کے بیان کے مطابق کتاب الخصائص کا مؤلف الشریف رضی ہی ہے۔ خصائص کے کاتب اور اُس کے استاد راوندی کی تحریر کی تائید علامہ نجاشی کی کتاب الرجال سے بھی ہوتی ہے، جس میں اس کتاب کو شریفِ رضی کی تالیفات میں شمار کیا گیا ہے۔[1]

ان سب شہادتوں کی پشت پر خود کتاب الخصائص کی اپنی عبارتیں بھی ہیں۔ چنانچہ اُس کے ورق ۲۰۰۔الف پر امیر المومنین کے ارشاد "قِیمَۃُ کُلِّ امْرِئٍ مَا یُحْسِنُہٗ۔" (ہر شخص کی قیمت اُس کے اچھے کام ہیں) کے تحت لکھا ہے:

---

[1] کتاب الرجال، ص ۲۸۳۔

"قَالَ السَّيِّدُ الرَّضِيُّ اَبُوالْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهٰذِهِ الْكَلِمَةُ الَّتِي لَا قِيْمَةَ لَهَا وَلَا كَلَامٌ يُوْزَنُ بِهَا"۔

سید رضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بات ایسی ہے کہ نہ اس کی کوئی قیمت ہے اور نہ دوسرا کلام اس کا ہم وزن نظر آتا ہے۔

علاوہ ازیں اوراق ۲۰۲+الف و ۲۰۷ب و ۲۰۸ +الف پر بھی مؤلف کے تبصرے "قَالَ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ اَبُوالْحَسَنِ رضی اللہ عنہ" سے شروع ہوئے ہیں، اور خاتمہ کتاب کی عبارت میں مذکورہ لقب اور کنیت کے ساتھ "ذوالحسبین" بھی لکھا گیا ہے۔

ان کلمات کا "قَالَ الْمُؤَلِّفُ" یا "اَقُوْلُ" کی جگہ استعمال مؤلف کے شاگردوں کا کام ہے اور اس قسم کے استعمال عربی کتابوں میں عام طور پر نظر آتے ہیں۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خود کتاب کے اندر بھی شریف رضی ہی کا نام بہ حیثیت مؤلف لیا گیا ہے۔

اور جب خصائص کو رضی کی تالیف مان لیا جائے گا، تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نہج البلاغہ بھی شریف رضی ہی کی جمع کردہ کتاب ہے۔

دوسری دلیل:

شریف رضی کی تصنیفات میں نجاشی اور دیگر مورخوں نے اُن کی تفسیرِ قرآن موسوم بہ "حقائق التنزیل" کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس تفسیر کی جلد پنجم نجف اشرف میں ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۷ء) میں چھپ چکی ہے اور میرے سامنے موجود ہے۔ اس کے ص ۱۶۷ پر مؤلف لکھتا ہے کہ:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْلَمَ بُرْهَانَ مَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ، فَلْيُنْعِمِ النَّظَرَ فِي كِتَابِنَا الَّذِي اَلَّفْنَاهُ وَ وَسَمْنَاهُ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ وَ جَعَلْنَاهُ يَشْتَمِلُ عَلٰى مُخْتَارِ جَمِيْعِ الْوَاقِعِ اِلَيْنَا

مِنْ کَلَامِ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام فِی جَمِیْعِ الْاَنْحَاءِ وَالْاَغْرَاضِ وَالْاَجْنَاسِ وَالْاَنْوَاعِ مِنْ خُطَبٍ وَ کُتُبٍ وَ مَوَاعِظَ وَ حِکَمٍ ۔وَبَوَّبْنَاہُ اَبْوَابًا ثَلَاثَۃً یَشْتَمِلُ عَلَی ھٰذِہِ الْاَقْسَامِ مُمَیِّزَۃً مُفَصِّلَۃً۔

جو شخص ہمارے اس اشارے کی دلیل جاننا چاہتا ہے، وہ ہماری اُس کتاب کو گہری نظر سے دیکھے جسے ہم نے تالیف کر کے نہج البلاغہ نام سے موسوم کیا ہے، اور یہ کلام امیرالمومنینؑ کے اُس تمام چیدہ حصّے پر مشتمل ہے جو ہم تک پہنچا ہے۔ خطبے ہوں یا خطوط یا نصائح یا حکمت آمیز باتوں کی کسی غرض، قسم یا نوع سے متعلق ہوں اور ہم نے اُسے تین ابواب پر تقسیم کر دیا ہے، کہ یہ اُن سب قسموں پر جُداگانہ اور تفصیلی حیثیت سے مشتمل رہے۔

اس عبارت میں "نہج البلاغہ" کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا گیا ہے، جس سے بلا شک وشبہ معلوم ہو جاتا ہے کہ "حقائق التنزیل" اور "نہج البلاغہ" کا مؤلف ایک ہی شخص ہے۔ چونکہ "حقائق" کا تالیفِ شریفِ رضی ہونا مسلّم ہے، لہذا "نہج" کا مؤلف بھی اُنھیں کو تسلیم کیا جائے گا۔

تیسری دلیل:

علامہ نجاشی وغیرہ نے شریفِ رضی کی ایک اور کتاب "مجازات الآثار النبویہ" کا بھی ذکر کیا ہے، میرے سامنے اس کتاب کا بھی ایک مطبوعہ نسخہ موجود ہے۔ اُس کے ص ۲۲ پر مؤلف کہتا ہے کہ:

یُبَیِّنُ ذٰلِکَ قَوْلُ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ علیہ السلام فِی کَلَامٍ لَہٗ "تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا"۔

امیر المومنینؑ کے اُس قول سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے جو اُن کی ایک گفتگو میں ہے کہ "سبک بار بنو۔ جا ملو گے"۔

وَ قَدْ ذَکَرْنَا ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ الَّذِیْ اُوْرِدَ فِیْهِ مُخْتَارُ جَمِیْعِ کَلَامِهٖ۔

اور ہم نے اس کا ذکر اپنی کتاب نہج البلاغہ میں کر دیا ہے۔ جس میں آپ کے سارے کلام کا چیدہ حصہ موجود ہے۔

اور پھر ص ۱۴۱ پر رقمطراز ہے کہ:

وَ مِثْلُ ذٰلِکَ قَوْلُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ علیہ السلام مَنْ یُعْطِ بِالْیَدِ الْقَصِیْرَةِ یُعْطَ بِالْیَدِ الطَّوِیْلَةِ۔

اسی جیسا ہے امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ قول کہ "جو چھوٹے ہاتھ سے دے گا، وہ لمبے ہاتھ سے پائے گا"۔

وَ قَدْ ذَکَرْنَا ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ۔

اور اس بات کو ہم نے اپنی کتاب موسوم بہ نہج البلاغہ میں ذکر کیا ہے۔

مؤلفِ "مجازات" نے جن حکیمانہ اقوال کا حوالہ دیا ہے وہ "نہج البلاغہ" میں سچ مچ موجود ہیں۔[1]

اس لئے یہ نتیجہ نکالنا قرینِ قیاس ہے کہ ان دونوں کتابوں کا مؤلف ایک ہی ہے اور چونکہ "مجازات" کا شریفِ رضی کی تصنیف ہونا ثابت و مسلّم ہے۔ اس بناء پر "نہج" کو بھی انہی کی تالیف مانا جائے گا۔

یہاں یہ بیان کر دینا بھی مناسب ہے کہ خود "نہج البلاغہ" میں بھی "مجازات" کا بہ ایں الفاظ ذکر آیا ہے:

---

[1] نہج، ج ۱، ص ۵۴ و ج ۳، ص ۲۰۴۔

وَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَى هٰذَا الْاِسْتِعَارَةِ فِيْ كِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ مَجَازَاتِ الْاٰثَارِ النَّبَوِيَّةِ۔[1]

ہم نے اس استعارے پر اپنی کتاب موسوم بہ مجازات الآثار النبویہ میں بھی گفتگو کی ہے۔

"نہج" میں جس استعارے کا "مجازات" میں مذکور ہونا بتایا گیا ہے۔ وہ امیر المومنین کا یہ قول ہے کہ ''اَلْعَيْنُ وِكَآءُ السَّهِ'' (آنکھ سرین کا بندھن ہے) اور "مجازات" کے محولۂ بالا نسخہ میں ص ۱۷۸ پر موجود ہے۔ اس موقع پر ان دونوں کتابوں کے الفاظ اتنے ملتے جلتے ہیں کہ انھیں دو مؤلفوں کا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جب "مجازات" میں "نہج" کا حوالہ آچکا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ "نہج" کی تالیف کا کام "مجازات" سے پہلے انجام پاچکا تھا۔ "نہج" کے اندر ایسی کتاب کا حوالہ کس طرح آگیا جو اُس کے بعد کی تالیف ہے۔ اس شبہ نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ "نہج" کے خاتمے میں مؤلف نے لکھا ہے کہ میں ہر باب کے خاتمہ میں کچھ اوراق سادہ چھوڑ دوں گا تاکہ مزید منتخب کلام کے اضافہ میں سہولت رہے۔[2]

"مجازات" کا حوالہ جس عبارت میں نظر آتا ہے وہ عام مطبوعہ و قلمی نسخوں میں تو دوسرے حصّوں سے ممتاز نہیں ہے۔ لیکن کتاب خانۂ رامپور میں ایک قلمی نسخہ محفوظ ہے، جس کا کاتب وہی عبدالجبار ہے جس نے مذکورہ بالا "خصائص الائمہ" کا نسخہ لکھا تھا۔ اس نسخے کے خاتمے میں لکھا ہے کہ "میں نے اسے سید ضیاء الدین تاج الاسلام ابوالرضا فضل اللہ بن علی بن عبیداللہ الحسینی کے قلم کے لکھے ہوئے نسخے سے ۱۹ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ (۱۸ جون ۱۱۵۸ء) کو نقل کیا اور دورانِ کتابت میرا قیام اُنہی کی خدمت میں رہا"۔

---

[1] ایضاً ج ۳، ص ۲۶۳۔

[2] ایضاً ج ۳، ص ۲۶۷۔

اور پھر اس خاتمے کے نیچے لکھا ہے کہ مَیں نے ایک اور صاحب کی معیت میں اس کتاب کو تاج الاسلام سے ۵۵۴ھ میں پڑھا۔

اس نسخے میں اصل کتاب کے خاتمے پر لکھا ہے۔

'' زِيَادَةٌ مِّنْ نُّسْخَةٍ كُتِبَتْ عَلٰى عَهْدِ الْمُصَنِّفِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ سَلَامُهٗ '' (ورق ۱۶۹۔الف)

یہ عبارت بتاتی ہے کہ اس کے تحت میں جو اندراجات ہوں گے وہ بعد کے اضافے تسلیم کیے جائیں گے۔ چنانچہ نہج البلاغہ کی عبارت جس میں ''مجازات الآثار النبویہ'' کا حوالہ آیا ہے اس نسخے کے اندر اُسی عنوان کے تحت مندرج ہے۔

دلیل چہارم:

''نہج البلاغہ'' [1] کے کچھ نسخوں میں بھی مختلف تشریحوں سے پہلے شریف رضی کا نام ملتا ہے۔ اس سلسلے میں ''نہج'' کا وہ نسخہ قابلِ ملاحظہ ہے جسے محمد محی الدین عبدالحمید، استادِ جامعِ ازہر، نے اپنی تصحیح کے بعد مطبعۃ الاستقامہ قاہرہ سے شایع کرایا ہے۔ اِن کے پیشِ نظر ''نہج'' کے آٹھ نسخے تھے، جن میں سے ایک کے ساتھ ابن ابی الحدید کی شرح اور دوسرے کے ساتھ ابن میثم کی شرح بھی تھی۔ ابن میثم کی شرح کا ایک نہایت عمدہ قلمی نسخہ بھی دورانِ مقابلہ میں اُن کے سامنے رہا تھا۔ اس حساب سے اُنہوں نے ۹ نسخوں سے اپنے نسخے کو مرتب کیا ہے۔

عبدالحمید کے اس نسخے میں جابجا ''قَالَ الرَّضِيُّ'' یا ''قَالَ الرَّضِيُّ اَبُوْ الْحَسَنِ'' آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان سب نسخوں میں نہیں، تو کچھ کے اندر ضرور شریف رضی کا نام آیا ہوگا، ورنہ مصحح اپنی طرف سے کبھی نہ بڑھاتا۔ اور یہ اس کی دلیل ہے کہ نہج

---

[1] ملاحظہ ہو نسخہ مذکور ج ۲، صفحات ۲۱۲۔۲۲۸ و ج ۳، صفحات ۲۶۔۷۷۔۱۴۶۔۱۴۹۔۱۶۱۔۱۶۲۔۱۷۰۔۱۹۱۔۱۹۵۔ ۲۰۴۔۲۰۵۔۲۱۰۔۲۱۱۔۲۲۸۔۲۲۹۔۲۴۵۔۲۴۹۔۲۶۲۲۵۷۔تا۲۶۷۔

البلاغہ شریفِ رضی کی تالیف ہے، ورنہ کہیں اور کسی مخطوطے یا مطبوعہ نسخے میں تو شریفِ مرتضیٰ کا نام ملتا۔

اس کی تائید ہماری مخطوطے سے بھی ہوتی ہے۔امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے آخر میں ارشاد کیا ہے کہ:۔

فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا اللّٰهُ لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ، وَمَنْ لَمْ يَقُمْ لِلّٰهِ فِيْهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ[1]

جو شخص نعماتِ الٰہی میں رہ کر اللہ کے لئے واجبات ادا کرے گا۔اللہ اُن نعمتوں کو پائیدار بنا دے گا۔اور جو اس حالت میں واجبات ادا نہ کرے گا، اللہ اُن نعمتوں کو زائل فرما دے گا۔

ہمارے نسخے میں (ورق ۱۶۵۔ الف سطر ۸) ''فَمَنْ'' کے اوپر ''لَا'' اور ''وَالْفَنَا'' کے اوپر ''اِلیٰ'' لکھ کر حاشیہ پر تحریر کیا ہے:۔

''فِیْ نُسْخَةِ الرَّضِیِّ۔فَاِنْ اَقَامَ بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ فِيْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِدَوَامِهَا وَ اِنْ ضَيَّعَ مَا يَجِبُ لِلّٰهِ فِيْهَا عَرَّضَ نِعْمَتَهٗ لِزَوَالِهَا''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب اور مصحح میں سے کسی ایک کے پاس ''نہج'' کا کوئی ایسا نسخہ بھی موجود تھا، جو اس کے مؤلف شریفِ رضی کی ملکیت میں رہ چکا تھا، یا خود اُنہی کے قلم کا نوشتہ تھا۔ یہ اس کا ثبوت ہے کہ کتاب شریفِ رضی ہی کی تصنیف و تالیف ہے۔

---

[1] ایضاً ج ۳، ص ۲۴۳۔

دلیل پنجم:

نہج البلاغہ کی تقریباً ۴۰ یا ۴۵ عربی اور فارسی زبان میں شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔[۱] ان میں سے کم از کم حسبِ ذیل کے اندر بالیقین شریفِ رضی ہی کو مؤلف کتاب تسلیم کیا گیا ہے:

(۱) شرح سید علی بن ناصر علوی موسوم بہ "اعلام نہج البلاغۃ"۔

کشف الحُجب سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح مذکور مؤلف "نہج البلاغہ" کا معاصر تھا۔[۲]

اس شرح کا ایک قلمی نسخہ جو بارھویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے، کتاب خانہ رامپور میں موجود ہے۔ اس کے ورق ۱۹۔ب پر لفظ "ملطاط" کی تشریح شارح نے ان الفاظ میں کی ہے:

''قَالَ السَّيِّدُ الْاَجَلُّ الرَّضِيّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَعْنِيْ بِالْمِلْطَاطِ السَّمْتُ الَّذِي اَمَرَهُمْ بِلُزُوْمِهٖ۔ الخ''۔

سید اجل الرضی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ملطاط سے امیر المومنینؑ کی مراد وہ سمت ہے جس کے اختیار کرنے کا اُنہوں نے حکم دیا تھا۔

"ملطاط" کی یہ تشریح انہی الفاظ میں "نہج البلاغہ" کے اندر موجود ہے۔[۳] اس کا یہ مطلب ہوا کہ شارح کے نزدیک "نہج" کا مؤلف شریفِ رضی ہے۔

---

[۱] ملاحظہ ہو فہرست کتاب خانہ عمومی معارف۔ مرتبہ مولانا عبدالعزیز جوہر کلام ص ۱۴۱ ببعد، طبع تہران۔

[۲] مجھے اس میں شُبہ ہے کہ ہمارا نسخہ اُسی "اعلام نہج البلاغہ" کا ہے، جو مؤلف کے معاصر کی تالیف ہے اور "نہج" کی سب سے پہلی شرح مانی جاتی ہے۔ کیونکہ اس میں جابجا "قال بعض الشارحین" نظر آتا ہے جو اس کا ثبوت ہے کہ اس شرح سے پہلے بھی متعدد شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ نیز اس کا طرزِ بیان بھی پانچویں صدی کے علماء کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے بعید نہیں کہ اس شرح کا مؤلف کوئی متاخر شخص ہو، اور اُس نے بھی اپنی شرح کا نام "اعلام نہج البلاغہ" رکھ دیا ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کاتب نے دانستہ اعلام کا دیباچہ کسی مابعد کی شرح کے اول میں لکھ کر اُس کی حیثیت کو بلند کر دیا ہو۔ جو حضرات قلمی کتابوں سے زیادہ وابستہ رہے ہیں۔ ان کی نظر سے ایسے متعدد قلمی نسخے گزرے ہوں گے جن میں اسی قسم کی کارروائیاں پائی جاتی ہیں۔

[۳] نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۹۴۔

(۲) شرح الشیخ ابی الحسن (یاالحسن) بن ابی القاسم زید بن محمد بن علی البیہقی النیشا پوری معروف بفرید خراسان۔

شارحِ مذکور اپنے عہد کا مشہور متکلم وفقیہ اور ابن شہر آشوب مؤلفِ مناقبِ آلِ ابی طالب متوفی ۵۸۸ھ (۱۱۹۲ء) کا استاد تھا[۱]

اس کی شرح کا ایک مخطوطہ شیخ محمد صالح بن شیخ احمد آل طعان قطیفی بحرینی کے پاس موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح نے ۵۱۶ھ (۱۱۲۲ء) میں "نہج" کو حسین بن یعقوب سے پڑھا۔ انہوں نے شیخ جعفرِ درویش سے قرائت کی اور شیخ جعفر نے خود شریفِ رضی سے اجازہ پایا۔

یہ سند بھی اس کا ثبوت ہے کہ "نہج" کے مؤلف شریفِ رضی ہیں۔

(۳) شرح ابن ابی الحدید المعتزلی متوفی ۶۵۵ھ (۱۲۵۷ء)

یہ شرح ایران اور مصر دونوں جگہ چھپ چکی ہے اور اپنا جواب نہیں رکھتی۔ اس کے دیباچے میں شارح نے کتاب کو شریفِ رضی کی تالیف قرار دیا ہے اور شرح کے آغاز میں اُن کا مفصل تذکرہ بھی درج کیا ہے۔ خود اندرونِ کتاب میں بھی جگہ جگہ "رضی" کا نام تشریحات وغیرہ کے سلسلے میں نظر آتا ہے۔

(۴) شرح ابن میثم البحرانی متوفی ۶۷۹ھ (۱۲۸۰ء)۔ یہ شرح بھی ایران میں چھپ چکی ہے اور اس میں بھی شریفِ رضی ہی کو مؤلفِ کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ حسبِ ذیل شرحیں بھی کہیں نہ کہیں دستیاب ہوتی ہیں، اور مجھے گمانِ غالب ہے کہ اِن میں بھی شریفِ رضی ہی کو مؤلفِ نہج البلاغہ قرار دیا گیا ہوگا ورنہ عبدالعزیز جواہر کلام اس کا ضرور ذکر کرتے۔

---

[۱] کشف الحجب، ص ۵۵۵۔

۱۔ شرح قطب الدین ابوالحسین سعید بن ہتبہ اللہ بن الحسن الراوندی متوفی ۵۷۳ھ (۱۱۷۷ء) موسوم بہ "منہاج البراعہ"۔ روضات الجنات اور کشف الحجب[۱] میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نیز تہران کے سرکاری کتاب خانہ میں اس کا ایک مخطوطہ محفوظ ہے۔

۲۔ شرح النفائس مؤلفہ ۷۵۹ھ (۱۳۵۸ء)۔ اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ لیکن ایک مخطوطہ کتاب خانہ رضوی میں موجود ہے۔

۳۔ شرح کمال الدین عبد الرحمن بن محمد بن ابراہیم العتائقی الحلی مؤلفہ ۷۷۰ھ (۱۳۶۸ء) اس کا ایک قلمی نسخہ خزانۂ امیر المومنین علیہ السلام نجف اشرف میں محفوظ ہے۔

ان دلائل سے یہ امر حتماً ثابت ہوجاتا ہے کہ "نہج البلاغہ" شریفِ مرتضیٰ کی نہیں، بلکہ اُن کے چھوٹے بھائی شریفِ رضی کی تالیف ہے اور ابنِ خلکان سے لے کر ڈاکٹر بروکلمان[۲] تک جس کسی نے بھی اسے شریفِ مرتضیٰ کی طرف منسوب کیا ہے، اُس نے پوری تحقیق سے کام نہیں لیا، ورنہ اتنا کُھلا ہوا دھوکا کبھی نہ کھا سکتا تھا۔

مندرجات کی حیثیت:

نہج البلاغہ کے سلسلے میں دوسرا تحقیق طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس کے خطبے اور خطوط وغیرہ کی سندی حیثیت کیا ہے۔ یعنی یہ جعلی ہیں یا اصلی۔ اور جعلی ہیں تو یہ جعل کس نے کیا ہے۔ شریفِ رضی جامعِ نہج البلاغہ نے، یا اُس سے پہلے کہ فصحاء شیعہ یا غیر شیعہ نے؟

---

[۱] ایضاً ص ۵۶۵، وروضات، ص ۳۰۱۔

[۲] علمائے جدید میں سے فاندیک نے اکتفاء القنوع ص ۸۱ میں سید رضی کی جگہ سید رازی لکھ دیا ہے۔ جو غالباً کتابت کی غلطی ہے۔ جرجی زیدان نے تاریخ آداب اللغۃ العربیہ، ج ۲، ص ۲۸۸ میں اور ڈاکٹر بروکلمان المانوی نے تاریخ ادب عربی (بزبان جرمنی) ج ۱ ص ۴۰۴ اور اُس کے تتمّے کی ج ۱، ص ۷۰۴ میں نہج کا مؤلف سیدِ مرتضیٰ کو قرار دیا ہے۔ گو موخر الذکر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض نے اسے سید رضی کی تالیف بتایا ہے۔ چنانچہ سید رضی کے حال (تتمہ ج ۱، ص ۱۳۱) میں اس کا ذکر تبعاً کر دیا ہے۔ مستقل مصنفات میں اسے نہیں لیا۔

ابنِ خلکان اور اُس کے پیرووں نے نہج البلاغہ کے مندرجات کو اُس کے مؤلف ہی کی کاوشِ دماغی قرار دیا ہے۔ اُن کے اس دعوے کی دلیلوں سے بعد میں بحث کی جائے گی۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ خود کتاب کے اندر بھی ایسا کوئی ثبوت موجود ہے۔ جو اس الزام کی تردید کر سکے۔ اس نقطۂ نگاہ سے نہج کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں متقدم مصنفین کے متعدد حوالے نظر آتے ہیں۔

ماخذ کتاب:

(۱) امیر المومنین علیہ السلام **کا خطبہ نمبر ۱۳** [نہج البلاغہ، مطبوعہ مرکز افکار اسلامی خطبہ ۳۲، ص ۱۹۶] ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّا قَدْ اَصْبَحْنَا فِيْ دَهْرٍ عَنُوْدٍ، وَ زَمَنٍ كَنُوْدٍ، يُعَدُّ فِيْهِ الْمُحْسِنُ مُسِيْٓـئًا، وَ يَزْدَادُ الظَّالِمُ فِيْهِ عُتُوًّا. لَا نَنْتَفِعُ بِمَا عَلِمْنَا، وَلَا نَسْئَلُ عَمَّا جَهِلْنَا، وَلَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتّٰى تَحُلَّ بِنَا}[۱]

لوگو! ہم کجرو زمانے اور ناشکرے عہد میں واقع ہوئے ہیں، جس میں نیکوکار کو بدکار شمار کیا جاتا ہے، اور ظالم زیادہ اکڑفوں دکھاتا ہے، ہم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور نہ اُن باتوں کو دریافت کرتے ہیں، جن کا علم نہیں رکھتے، نہ مصیبت کے سر پر آپڑنے سے پہلے اُس سے ڈرتے ہیں۔

اس خطبہ کو نقل کر کے جامع کہتا ہے:

هٰذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا نَسَبَهَا مَنْ لَّا عِلْمَ لَهٗ اِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَ هِيَ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ علیہ السلام الَّذِيْ لَا يُشَكُّ فِيْهِ وَ اَيْنَ

---

[۱] نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۷۳۔

الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ؟ وَ الْعَذْبُ مِنَ الْاُجَاجِ؟ وَ قَدْ دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الدَّلِيْلُ الْخِرِّيْتُ، وَ نَقَدَهُ النَّاقِدُ الْبَصِيْرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ، فَاِنَّهٗ ذَكَرَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فِيْ كِتَابِ ''الْبَيَانِ وَ التَّبْيِيْنِ''، وَ ذَكَرَ مَنْ نَّسَبَهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، ثُمَّ قَالَ: هِيَ بِكَلَامِ عَلِيٍّ عليه السلام اَشْبَهُ، وَ بِمَذْهَبِهٖ فِيْ تَصْنِيْفِ النَّاسِ وَ بِالْاِخْبَارِ عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْقَهْرِ وَ الْاِذْلَالِ وَ مِنَ التَّقِيَّةِ وَ الْخَوْفِ اَلْيَقُ۔

قَالَ: وَ مَتٰى وَجَدْنَا مُعَاوِيَةَ فِيْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ يَسْلُكُ فِيْ كَلَامِهٖ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ وَ مَذَاهِبَ الْعُبَّادِ؟!۔[1]

اس خطبہ کو بہت سے لاعلموں نے معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ بیشک و شُبہ امیر المومنینؑ کا کلام ہے۔ بھلا ریتلی مٹی میں سے سونا کب نکلتا ہے اور کھاری پانی میں سے میٹھا پانی کب پیدا ہوتا ہے۔ اس امر کی طرف حاذق راہنما نے راہنمائی کی ہے اور صاحبِ بصیرت نقاد عمرو بن بحر الجاحظ نے اسے پرکھا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی کتاب البیان والتبیین میں اس خطبے کا ذکر کیا ہے اور معاویہ کی طرف اس کی نسبت کرنے والوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ علی علیہ السلام کے کلام سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور لوگوں کے اصناف واقسام بیان کرنے، اور اُن کے ڈر، بچاؤ، تذلیل اور زیادتی کی اطلاع دینے میں اُن کا جو طریقہ ہے، اُس کے زیادہ لائق ہے۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے معاویہ کو کسی حالت میں بھی زاہدوں کے مسلک اور عابدوں کے طریقے پر چلتا کب پایا ہے۔

---

[1] نہج البلاغہ، ج ا، ص ۷۶۔

یہ خطبہ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے درج ہے اوراس کے آخر میں جاحظ کی مذکورہ بالا تنقید بھی ایک دو الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ موجود ہے۔[1]

جاحظ کا پورا نام ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ المعتزلی ہے اور یہ محرم ۲۵۵ھ (۸۶۸ء) میں فوت ہوا ہے۔[2]

(۲) امیرالمومنین کے خطبہ ۲۲۶ [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۸، ص ۶۴۵] کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ

''ذَكَرَهَا الْواقِدِيُّ فِيْ كِتَابِ الْجَمَلِ''۔ اسے واقدی نے کتاب الجمل میں بیان کیا ہے اوراس کے بعد اس خطبے کا یہ حصّہ نقل کیا ہے:

{فَصَدَعَ بِمَآ أُمِرَ بِهٖ، وَ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ، فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ، وَ رَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ، وَ اَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ بَيْنَ ذَوِي الْاَرْحَامِ، بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِي الصُّدُوْرِ، وَالضَّغَآئِنِ الْقَادِحَةِ فِي الْقُلُوْبِ}[3]

پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کاموں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے۔ نتیجۃً اللہ نے اُن کے ذریعہ سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔ اور آپ کی وساطت سے رشتہ داروں کے درمیان افتراق کو اجتماع سے بدل دیا، حالانکہ اُن کے سینوں میں دشمنی تھی، اور دلوں میں بھڑکنے والے کینے پائے جاتے تھے۔

---

[1] البیان والتبیین، ج ا، ص ۲۷ا۔ طبع مصر ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) نیز دیکھئے منتخبات البیان والتبیین للثعالبی ص ۱۰۱۔

[2] تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۲۰، والکامل لابن الاثیر، ج ۷، ص ۷۷، و مرآۃ الجنان للیافعی، ج ۲، ص ۱۶۲۔۔ لیکن شذرات، ج ۲، ص ۱۲۱ میں ۲۵۰ھ وفات بتائی ہے۔

[3] نہج ج ۲، ص ۲۵۳۔

(۳) واقدی کی اسی کتاب سے امیر المومنینؑ کا خط نمبر ۷۵ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، خط ۷۵، ص ۸۱۸] نقل کیا گیا ہے، جو آپ نے اپنی بیعت لینے کے بعد لکھا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ عَلِمْتَ اِعْذَارِیْ فِیْکُمْ وَ اِعْرَاضِیْ عَنْکُمْ، حَتّٰی کَانَ مَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَ لَا دَفْعَ لَهٗ، وَ الْحَدِیْثُ طَوِیْلٌ، وَ الْکَلَامُ کَثِیْرٌ، وَ قَدْ اَدْبَرَ مَا اَدْبَرَ، وَ اَقْبَلَ مَا اَقْبَلَ، فَبَایِعْ مَنْ قِبَلَكَ وَ اَقْبِلْ اِلَیَّ فِیْ وَفْدٍ مِّنْ اَصْحَابِكَ}[۱]

بعد ازاں تم اپنے معاملہ میں میرے عذر کو جانتے ہو۔ اور میرے اعراض سے واقف ہو۔ تا آنکہ جو ہونا تھا جس سے گریز نہ تھا، وہ ہو گیا اور بات لمبی ہے اور گفتگو زیادہ ہے اور جو چیز جانے والی تھی وہ چلی گئی اور جو آگے آنے والی تھی وہ پیش آ گئی۔ لہٰذا تم اپنے یہاں کے لوگوں سے بیعت لے لو اور اپنے ساتھیوں کے وفد کے ساتھ میرے پاس چلے آؤ۔

واقدی کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقد الاسلمی المدنی ہے اور اس نے ذی الحجہ ۲۰۷ھ (۱۸۲۳ء) میں انتقال کیا ہے۔[۲]

ابنِ ندیم نے اس کی تصنیفات میں "کتاب الجمل" کا نام لیا ہے۔[۳] مگر اب اس کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ ابن ندیم جامع نہج البلاغہ کا معاصر ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے آخر تک واقدی کی کتاب الجمل کے نسخے ملتے تھے۔

(۴) امیر المومنین کا خط نمبر ۵۴ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۷۹۲] حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما

---

[۱] نہج، ج ۳، ص ۱۴۹۔

[۲] شذرات، ج ۲، ص ۱۸۔

[۳] کتاب الفہرست، ص ۱۴۴، طبع مصر ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء)

کے نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

{اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ عَلِمۡتُمَا وَ اِنۡ کَتَمۡتُمَا، اَنِّیۡ لَمۡ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰی اَرَادُوۡنِیۡ، وَ لَمۡ اُبَایِعۡهُمۡ حَتّٰی بَایَعُوۡنِیۡ} [1]

بعد ازاں تم دونوں واقف ہو، گو چھپاتے ہو، کہ میں نے لوگوں کو نہیں چاہا، جب تک انہوں نے مجھے نہیں چاہا۔ اور میں نے اُن سے بیعت نہیں لی جب تک انہوں نے خود بیعت نہ کی۔

اس خط کے آغاز میں جامع نے لکھا ہے کہ ابوجعفر الاسکافی نے اپنی "کتاب المقامات فی فضائل امیر المومنین" میں یہ خط نقل کیا ہے۔

ابوجعفر محمد بن عبداللہ الاسکافی المعتزلی بغداد کے محلۂ اسکاف کا باشندہ اور معتزلۂ بغداد کا امام اور فرقۂ اسکافیہ کا بانی ہے۔ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ قاضی القضاۃ نے اسے معتزلہ کے طبقۂ ہفتم میں شمار کیا ہے۔ یہ جاحظ کا معاصر ہے، اور اس کی "کتاب العثمانیہ" کا ردّ اسی نے لکھا ہے۔ بغدادی معتزلہ کی رائے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل تھے۔ یہ بھی اسی رائے کا تھا۔ بقول سمعانی اس نے ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) میں انتقال کیا ہے۔ [2]

ابن ندیم اور کشف الظنون وغیرہ میں اس کتاب کا حوالہ نہیں ملتا، جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کتاب نے شہرت نہیں پائی۔

(۵) بذیل خطوط نمبر ۷۴ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۸۱۷] پر جامع نے ایک معاہدہ نقل کیا ہے، جو اہلِ یمن اور ربیعہ کے درمیان ہوا تھا، اور جس کی عبارت امیر المومنین علیہ السلام نے تحریر فرمائی تھی۔ یہ معاہدہ اپنے مطالب کے لحاظ سے قابلِ مطالعہ ہے۔ اس لئے میں اسے پورا

---

[1] نہج ج ۳ ص ۱۲۲۔

[2] کتاب الانساب للسمعانی ورق ۳۵۔الف و شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید ج ۲ ص، ۳۳۲ طبع ایران۔

نقل کرتا ہوں:

{هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ الْيَمَنِ، حَاضِرُهَا وَ بَادِيُهَا، وَ رَبِيْعَةُ، حَاضِرُهَا وَ بَادِيُهَا، اَنَّهُمْ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ يَدْعُوْنَ اِلَيْهِ، وَ يَاْمُرُوْنَ بِهٖ، وَ يُجِيْبُوْنَ مَنْ دَعَا اِلَيْهِ وَ اَمَرَ بِهٖ، لَا يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا، وَ لَا يَرْضَوْنَ بِهٖ بَدَلًا، وَ اَنَّهُمْ يَدٌ وَّاحِدَةٌ عَلٰى مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ وَ تَرَكَهٗ، اَنْصَارٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، دَعْوَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، لَا يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ لِمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ، وَ لَا لِغَضَبِ غَاضِبٍ، وَ لَا لِاسْتِذْلَالِ قَوْمٍ قَوْمًا، وَ لَا لِمَسَبَّةِ قَوْمٍ قَوْمًا۔ عَلٰى ذٰلِكَ شَاهِدُهُمْ وَ غَآئِبُهُمْ، سَفِيْهُهُمْ وَ عَالِمُهُمْ، وَ حَلِيْمُهُمْ وَ جَاهِلُهُمْ. ثُمَّ اِنَّ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدَ اللّٰهِ وَ مِيْثَاقَهٗ، اِنَّ عَهْدَ اللّٰهِ كَانَ مَسْؤُلًا. كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِب}[1]

یہ وہ معاہدہ ہے جس پر اہل یمن ،شہری اور دیہاتی، اور بنی ربیعہ،شہری اور دیہاتی سب متفق ہیں۔یعنی وہ اللہ کی کتاب پر چلیں گے،اُس کی طرف لوگوں کو بلائیں گے اور اُس پر چلنے کا حکم دیں گے،اور جو اُس کی طرف بلائے گا اور اُس پر چلنے کا حکم دے گے اُس کی مانیں گے، نہ اُسے کسی قیمت پر بیچیں گے اور نہ اُس کا بدل پسند کریں گے اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہوگا اور اُسے ترک کرے گا اُس کے مقابلہ میں متحد ہوں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے ان کی پکار ایک ہوگی۔اپنے اس عہد کو کسی کی خفگی یا ناراضگی کی بنا پر نہ توڑیں گے اور نہ کسی قوم کو ذلیل کرنے یا سبّ وشتم کرنے کے لئے اس کی خلاف ورزی

---

[1] نہج، ج۳،ص ۱۴۸۔

کریں گے۔

اس معاہدے پر اُن کے حاضر اور غائب۔ بیوقوف اور عالم۔ بُردبار اور جاہل سب عامل رہیں گے۔ پھر اس معاہدے کی پشت پر عہد و میثاق ہے۔ بے شک اللہ سے جو قول و قرار کیا جائے اُس کی باز پُرس ہوگی۔ علی ابن طالب نے لکھا۔

اس کے شروع میں جامع نے لکھا ہے کہ میں اسے ہشام بن الکلبی کے خط سے نقل کر رہا ہوں۔

ابن الکلبی کا پورا نام ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السایب الکلبی ہے اور اس نے ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں انتقال کیا ہے۔ اس نے ۱۵۰ سے زائد کتابیں لکھی تھیں، جن میں ۱۴۴ کا ذکر ابنِ ندیم کے یہاں بھی ملتا ہے[۱] اس کی کس کتاب سے جامع نے یہ معاہدہ نقل کیا، اس کا پتہ چلانا دشوار ہے۔ بظاہر یہ عہد نامہ اس کی کسی کتابُ الحِلف سے نقل کیا گیا ہوگا اور جامع کے سامنے اس کا کوئی بخطِ مؤلف نسخہ موجود ہوگا۔

(۶) امیر المومنین کا خط نمبر ۷۸ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص ۸۱۹] حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ہے۔ یہ خط ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

{فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَيَّرَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ عَنْ كَثِيْرٍ مِّنْ حَظِّهِمْ، فَمَالُوْا مَعَ الدُّنْيَا، وَ نَطَقُوْا بِالْهَوٰى}۔[۲]

بیشک بہت سے لوگ اپنے بہت سے حقیقی حظوں کو چھوڑ چکے۔ دُنیا کے ساتھ ہو لیے اور ہَوا و ہوس کی باتیں کرنے لگے۔

اس کے شروع میں جامع نے اپنا ماخذ سعید بن یحیٰ الاموی کی کتاب "المغازی" کو بتایا

---

[۱] کتاب الفہرست، ص ۱۴۰۔ ولسان المیزان، ج ۶، ص ۱۹۶، وشذرات، ج ۲، ص ۱۳، فہرست میں ۲۰۶ھ سال وفات بتایا ہے اور کامل ج ۵، ص ۱۳۳ میں اسے قول بعض قرار دیا ہے۔

[۲] نہج، ج ۳، ص ۱۵۰۔

ہے۔اس کتاب کا نام کشف الظنون میں آیا ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہویں صدی ہجری تک اس کے نسخے موجود تھے۔[1]

کتاب کے مؤلف کا صحیح اور پورا نام ابوعثمان سعید بن یحیی بن سعید بن ابان بن سعید العاص بن الاحیحتہ القرشی الاموی الکوفی البغدادی ہے اور اس نے ۲۴۹ھ (۸۶۳ء) میں وفات پائی ہے۔[2]

(۷) حکیمانہ اقوال کے ذیل میں ایک مستقل فصل کے اندر جامع نہج البلاغہ نے امیرالمومنین کے ایسے ۹ جملے نقل کیے ہیں، [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، ص۹۰۷] جن کے اندر غریب الفاظ آئے ہیں، اور اُن کی تشریح بھی کی ہے۔ان میں سے چوتھے جملے کے الفاظ کی شرح میں لکھا ہے کہ:

هَذَا مَعْنٰی مَا ذَکَرَهٗ اَبُوْ عُبَیْدٍ ۔

یہ اس کا مطلب ہے جو ابوعبید نے بیان کیا ہے۔

ابوعبید سے مراد، القاسم بن سلام الہروی البغدادی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۸ء) ہے، جو اپنے عہد کا بہت بڑا محدث فقیہ اور لغت وشعر کا ماہر تھا۔جامع نے اس کی کتاب کا نام نہیں بتایا۔لیکن مجھے تحقیق سے پتہ چل گیا کہ یہ سب جملے اس کی کتاب "غریب الحدیث" سے

---

[1] کشف الظنون، ج ۲، کالم ۱۴۶۰ و ۱۷۴۷ طبع استنبول ۱۳۶۲ھ (۱۹۴۳ء)

[2] تاریخ بغداد، ج ۹، ص ۹۰، طبع مصر ۱۳۴۹ھ (۱۹۳۱ء) وتہذیب التہذیب ج ۴، ص ۹۷، طبع حیدر آباد ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ء)۔لیکن کشف، ج ۲، کالم ۱۷۴۷ میں ابومحمد یحیی بن سعید بن ابان الاموی الکوفی الحنفی متوفی ۱۹۱ھ کو اور کالم ۱۴۶۰ میں یحیی بن سعید بن فروخ التمیمی القطان البصری کو مؤلف بتایا ہے۔یہ آخری نام تو کسی طرح بھی درست نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں یہ قرین قیاس ہے کہ سعید کا باپ یحیی بن سعید کتاب المغازی کا مؤلف ہو، اس لیے کہ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۳۲ اور شذرات ج ۱ ص ۳۴۱ میں اسے ابن اسحاق کی کتاب المغازی کا راوی بتایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے مغازی وسیر سے دلچسپی تھی۔کشف کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اس میں یحیی القطان کا سال وفات ۱۹۴ھ (۸۰۹ء) لکھا ہے، حالانکہ بقول خطیب (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۱۴۳ وتہذیب التہذیب ج ۱۱، ص ۲۱۹۔انھوں نے ۱۹۸ھ (۸۱۳ء) میں وفات پائی ہے۔ تیسری غلطی یہ کی ہے کہ یحیی بن سعید کی کنیت ابوایوب کی جگہ ابومحمد بتائی ہے اور سن وفات ۱۹۱ھ لکھا ہے، حالانکہ انہوں نے تاریخ بغداد ج ۱۴، ص ۱۳۵ وتہذیب التہذیب ج ۱۱، ص ۲۱۴ کے مطابق شوال ۱۹۴ھ (۸۱۰ء) میں انتقال کیا ہے۔

منقول ہیں،جن کے ساتھ اُس کی تشریحات بھی نقل کر دی گئی ہیں۔چنانچہ کتاب خانۂ رامپور میں اس کا جومخطوطہ تقریباً آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا محفوظ ہے اُس کے اوراق ۱۹۷الف۔۲۰۳ب میں یہ سب اقوال موجود ہیں۔

(۸)امیرالمومنین کا ارشاد ہے کہ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار،حکمت ۳۷۳،ص ۹۴۴]:

{اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ! اِنَّهٗ مَنْ رَّاٰی عُدْوَانًا یُّعْمَلُ بِهٖ وَ مُنْكَرًا یُّدْعٰی اِلَیْهِ فَاَنْكَرَهٗ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ سَلِمَ وَ بَرِءَ}۔[1]

مومنو!بے شک جوکوئی کسی سرکشی پر عمل ہوتا دیکھےاور مُنکر کی طرف بُلاوا سنے،اور پھر اُسے دل سے بُرا جانے تو وہ سالم اور بری رہا۔

اس کے شروع میں جامع نے تاریخِ طبری کا حوالہ دیا ہے۔طبری جس کا پورا نام ابوجعفر محمد بن جریرالطبری ہے،تاریخِ اسلام کا مشہور مؤلف ہے،اوراس نے ۳۱۰ھ(۹۲۳ء) میں وفات پائی ہے۔مذکورہ بالا ارشادِ علوی اُس کی تاریخ کی جلد ۸ کے صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔

(۹) امیرالمومنین کے قول ''اُخْبُرْ تَقْلِهٖ'' (اُس کی حقیقت کو پہچان،نفرت ہو جائے گی)[نہج البلاغہ مطبوعہ افکار،حکمت ۴۳۴،ص ۹۶۱] کے ذیل میں لکھا ہے کہ کچھ اہلِ علم اسے قولِ رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم بتاتے ہیں۔لیکن میں نے اسے کلامِ امیرؑ اس بناء پر قرار دیا ہے کہ ثعلب نے ابن الاعرابی کی زبانی بیان کیا ہے کہ خلیفۂ عباسی مامون کا قول تھا کہ اگر امیرالمومنین نے ''اُخْبُرْ تَقْلِهٖ'' نہ کہا ہوتا تو میں کہتا ''اقْلِهٖ تَخْبُرْ''(تو اس سے نفرت کر،حقیقت کو پہچان جائے گا)۔[2]

ثعلب نحو ولغت کا مشہور عالم ہے اور اُس نے ۲۹۱ھ(۹۰۴ء) میں انتقال کیا ہے۔ابن الاعرابی علومِ ادبیہ کا امام مانا جاتا ہے۔اس نے ۲۳۰ھ(۸۴۴ء) میں وفات پائی ہے۔

---

[1] نہج،ج۳،ص ۲۴۳۔

[2] نہج،ج۳،ص ۲۵۷۔

مامونِ عباسی بغداد کا شہرۂ آفاق خلیفہ ہے اور ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) میں فوت ہوا ہے۔

مجھے ثعلب کا یہ قول کسی کتاب میں نہ ملا۔ لیکن ابو ہلال حسن بن عبداللہ بن سہل العسکری متوفی بعد ۳۹۵ھ (۱۰۰۵ء) نے جمہرۃ الامثال [1] میں لکھا ہے کہ یہ کہاوت حضرت ابو الدرداءؓ کی کہی ہوئی ہے اور حضرت رسولِ اکرم ﷺ سے بھی مروی ہے۔

ابوعبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) نے اپنی کتاب الغریبین میں لکھا ہے:

وَ مِنْهُ حَدِيْثُ اَبِي الدَّرْدَاء ۔ وَجَدْتُ النَّاسَ اُخْبُرْ تَقْلِهٖ ۔ اَیْ مَنْ جَرَّبَهُمْ رِمَاهُمْ بِالْمَقْتِ لِخُبْثِ سِرَائِرِهِمْ وَ قِلَّةِ اِنْصَافِهِمْ وَ فَرْطِ اِيْثَارِهِمْ ۔ وَ لَفْظُهٗ لَفْظُ الْاَمْرِ وَ مَعْنَاهُ الْخَبْرُ ۔ [2]

اسی قسم کی ابوالدردا کی یہ حدیث ہے کہ میں نے لوگوں کو پایا "اخبر تقلہ" یعنی جو شخص انسانوں کو آزمائے گا وہ ان کا دشمن ہو جائے گا اس لیے کہ ان کے دلوں میں خباثت اور قلتِ انصاف اور خودغرضی کی زیادتی ہے اس حدیث کے لفظ تو حکم کے ہیں۔ لیکن معنی خبر و اطلاع ہیں۔

حاکم نیشاپوری نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۶۲) میں حضرت ابو الدردا سے اس حدیث کو بالفاظ "اِخْتَبِرْ تَقْلُهٗ" روایت کیا ہے۔

(۱۰) اسی طرح امیرالمومنین کے ارشاد "اَلْعَيْنُ وِكَآءُ السَّهِ" (آنکھ سرین کا بندھن ہے) [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، حکمت ۴۶۶، ص۹۶۹] کے تحت لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ مذکورہ جملہ قولِ رسول ﷺ ہے۔ مگر کچھ راویوں نے اسے قولِ مرتضوی بتایا تھا۔ مبرد نے اپنی کتاب المقتضب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] جمہرۃ الامثال، ص ۲۶، طبع بمبئی ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء)

[2] الغریبین، ورق ۲۳۶۔ الف۔ مخطوط رامپور

[3] نہج، ج ۳، ص ۲۶۳۔

مبرد کا پورا نام ابوالعباس محمد بن یزید الازدی النحوی ہے اور اس نے ۲۸۵ھ (۸۹۸ء) میں انتقال کیا ہے۔ اس کی کتاب المقتضب آج موجود نہیں۔ لیکن ابن ندیم اور حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔[۱]

یہ جملہ بحیثیت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابن قیتبہ الدینوری متوفی ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) نے کتاب تاویل مختلف الحدیث ص ۶۵ میں لکھا ہے اور ابوعبید احمد بن محمد الہروی متوفی ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) کی کتاب الغریبین میں بھی مذکور ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''وَ فِیْ الْحَدِیْثِ ۔ اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ ۔قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ وَھُوَ حَلْقَۃُ الدُّبُرِ''۔[۲]

اور حدیث میں آیا ہے۔''اَلْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ'' ابوعبید نے کہا کہ ''سہ'' حلقۂ دبر کو کہتے ہیں۔

یہ ابوعبید جس کا قول غریبین میں نقل کیا گیا ہے ابوعبید القاسم بن سلام ہے۔ اس نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں احادیثِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تحت اس قول کو نقل کیا ہے۔[۳]

---

[۱] الفہرست، ص ۸۸۔ وکشف، ج ۲، کالم ۱۷۹۳۔

[۲] الغریبین، ورق ۱۳۴۔ الف۔

[۳] غریب الحدیث، ورق ۱۳۸۔ ب، مخطوطہ رامپور۔

دیگر ماخذ:

جن اہلِ علم نے تاریخ وادب وحدیث کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے، وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ نہج البلاغہ کے بہت سے مندرجات دوسری متقدم کتابوں میں موجود ہیں، گو سید رضی نے اُن کا حوالہ نہیں دیا اور اگر بغداد چنگیزیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد نہ ہوا ہوتا اور اُس کے عدیم النظیر کتاب خانوں کو جلا کر خاک نہ کر دیا گیا ہوتا، تو آج اُس کے ایک ایک جملے کا حوالہ ہمارے سامنے ہوتا۔ ذیل میں چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) اہلِ سنت کے نقطۂ نگاہ سے نہج کا سب سے زیادہ قابلِ اعتراض خطبہ "شِقشِقیّہ" ہے، جس میں امیر المومنین نے خلافت کی پچھلی تاریخ بیان فرمائی ہے، اور اس امر کی شکایت کی ہے کہ "مجھے خلافت کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق جانتے ہوئے بھی اہلِ حل وعقد نے نظر انداز کیا۔ تاہم میں نے صبر کیا، تا آنکہ چوتھی بار سب نے مجھے اس بار کے اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ لیکن کچھ لوگ بیعت کے بعد مخالف ہو گئے اور اہلِ اسلام میں جنگ چھڑ گئی۔ جہاں تک میرا تعلّق ہے اگر میرے مددگار موجود نہ ہوتے، نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم کی روک تھام اور مظلوم کی مدد فرض نہ ہوتی، تو میں اس عہدے سے الگ جا کر کھڑا ہوتا"۔

اس خطبے کا آغاز یہ ہے۔ نہج، ج۱، ص ۲۵ [نہج البلاغہ مطبوعہ افکار، خطبہ ۳، ص ۱۱۰]

{اَمَا وَ اللّٰهِ! لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فُلَانٌ، وَ اِنَّهٗ لَيَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّيْ مِنهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰی}۔

بخدا، خلافت کا کُرتا فلاں نے پہن لیا۔ حالانکہ وہ خوب واقف تھے کہ خلافت میں میرا مقام وہ ہے جو کیلی کا چکّی میں ہوتا ہے۔

یہ خطبہ ابوجعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی الشیعی متوفی ۲۷۴ھ (۸۸۷ء) نے کتاب المحاسن میں، ابراہیم بن محمد الثقفی الکوفی متوفی ۲۸۳ء (۸۹۶ء) نے کتاب الغارات میں،

ابوعلی محمد بن عبدالوہاب الجبائی البصری المعتزلی متوفی ۳۰۳ھ(۱۶۔۹۱۵ء)،ابوالقاسم البلخی مؤلف کتاب الانصاف نے اپنی اپنی کتابوں میں۔[1]

ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی الشیعی الشہیر بالشیخ الصدوق متوفی ۳۸۱ھ (۸۹۴ء) نے کتاب علل الشرائع (ص۶۸)اورمعانی الاخبار(۱۳۲) میں، ابو عبداللہ محمد بن النعمان الشیعی المعروف بالشیخ المفید متوفی ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) نے کتاب الارشاد(ص۱۶۶)اور کتاب الجمل[2] (ص۶۴و۶۷)میں اور شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ(۱۰۶۸ء) نے کتاب الامالی (ص۲۳۷) میں اپنی اپنی خاص سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی دونوں کتابوں میں ان دوسندوں سے اس خطبے کوروایت کیا ہے:

(۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ مَاجِيْلَوَيْهِ، عَنْ عَمِّهٖ، مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْبَرْقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ عُمَيْرٍ، عَنْ اَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ اَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ"۔

(۲)۔ "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ يَحْيَى الْجَلُوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ اللهِ اَحْمَدُ بْنُ عَمَّارِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحِمَّانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُزَيْمه، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ

[1] شرح نہج البلاغہ، لابن ابی الحدید ج۱/ص۴۰وفہرست کتب خطی کتاب خانہ عمومی معارف ۱/۱۳۹۔منہاج نہج البلاغہ ص۱۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب الغارات کا مخطوطہ موجود ہے۔

[2] کتاب الجمل، المطبعۃ الحیدریہ، نجف اشرف۔

عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ"۔

(۲) نہج کا تیسرا خطبہ ہے (۳۳/۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴، ص ۱۲۹]

{بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَآءِ، وَ تَسَنَّمْتُمُ الْعَلْيَآءِ الخ}۔

تم نے تاریکیوں میں ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت پائی، اور ہمارے ہی سبب سربلند ہوئے۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا چوتھا خطبہ ہے (۳۵/۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵، ص ۱۳۱]

{اَيُّهَا النَّاسُ! شُقُّوْا اَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ}.

لوگو، فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیرو۔

اس کے جملے {وَ اِنْ اَسْكُتْ ،يَقُوْلُوْا: جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ! هَيْهَاتَ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَ الَّتِيْ! وَ اللهِ! لَابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ آنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ اُمِّهٖ۔}

اور چپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ افسوس! اب یہ بات جب کہ میں ہر طرح کے نشیب و فراز دیکھے بیٹھا ہوں۔ خدا کی قسم! ابو طالب علیہ السلام کا بیٹا موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا۔

کو ابراہیم بن محمد البیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۱۳۹/۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴) نہج کا پانچواں کلام ہے (۳۶/۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶، ص ۱۳۴]

{وَاللهِ! لَآ اَكُوْنُ كَالضَّبُعِ: تَنَامُ عَلٰى طُوْلِ اللَّدْمِ حَتّٰى يَصِلَ اِلَيْهَا طَالِبُهَا، وَ يَخْتِلَهَا رَاصِدُهَا}.

بخدا میں بجّو جیسا نہیں ہوں جو کھٹکے پر کھٹکا ہوتا ہے مگر پڑا سوتا رہتا ہے، تا آنکہ اُس کا

متلاشی سر پر آجاتا ہے اور اُس کی گھات لگانے والا اُسے دھوکا دے دیتا ہے۔

اس کلام کا مذکورۂ بالا جملہ ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۶۔الف) میں یُوں نقل کیا ہے۔

{وَاللهِ! لَا اَكُوْنُ مِثْلَ الضَّبُعِ وَ تَسمَعُ اللَّدَمَ حَتّٰى تَخْرُجَ فَتُصَادَ}۔

بخدا میں بجّو کی طرح نہیں ہوں جو تھپکی سنتا رہتا ہے۔تا آنکہ نکلتا ہے اور شکار ہوجاتا ہے۔

طبری نے اپنی تاریخ (۵۔۱۷۱) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۳) میں بالتفصیل یہ گفتگو لکھی ہے مگر طبری میں اس کا آغاز اس طرح ہے۔

{ لَا اَكُوْنُ كَالضَّبُعِ تَسمَعُ اللَّدَمَ-اِنَّ النَبِيَّ قُبِضَ وَمَا اَرىٰ اَحَدًا اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنِّیْ الخ }۔

میں بجّو کی طرح بننا نہیں چاہتا تھا جو تھپکی سنتا رہتا ہے بیشک نبی کی وفات ہوئی ہے تو میں کسی کو بھی امر خلافت کا اپنے سے زیادہ مستحق نہیں پاتا تھا۔

(۵) نہج کا نواں خطبہ ہے(۱/۳۸) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۰،ص ۱۳۸]

{اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهٗ}۔

لوگو! خبردار، شیطان نے اپنا جتھا اکھٹا کرلیا۔

یہ پورا خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں نقل کیا ہے۔آئندہ نمبر ۲۱ و ۱۳۳[نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۲،ص ۱۷۲] پر بھی یہی خطبہ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

(۶) نہج کا ۱۱واں کلام ہے(۱/۳۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۱۲،ص ۱۴۳]

{فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ..... وَلَقَدْ شَهِدَنَا فِیْ عَسْكَرِنَا هٰذَآ اَقْوَامٌ فِیْٓ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ النِّسَآءِ الخ }۔

ہمارے ساتھ وہ بھی تھے جو ابھی صلب پدر اور رحمِ مادر میں ہیں۔

یہ کلام باختلاف الفاظ البرقی نے کتاب المحاسن والآداب (ورق ۵۔الف) میں نقل کیا ہے۔

(۷) نہج کا ۱۲ واں کلام اہلِ بصرہ کی مذمت میں یوں شروع ہوا ہے (۱/۴۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳، ص ۱۴۴]

{کُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْاَةِ وَ اَتْبَاعَ الْبَهِیْمَةِ، رَغَا فَاَجَبْتُمْ، وَ عُقِرَ فَهَرَبْتُمْ. اَخْلَاقُکُمْ دِقَاقٌ وَّ عَهْدُکُمْ شِقَاقٌ، وَ دِیْنُکُمْ نِفَاقٌ، وَ مَآؤُکُمْ زُعَاقٌ۔الخ}

تم عورت کا لشکر اور چوپائے کے پیرو تھے وہ بلبلایا تو تم نے قبول کیا، اور اُس کی کونچیں کاٹ دی گئیں، تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔تمہارے اخلاق پست ہیں، اور تمہارا قول وقرار ناپائدار ہے، اور تمہارا دین دوغلا پن ہے، اور تمہارا پانی کھاری ہے۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/۲۱۶) میں ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۶۹ و ۲۸۲) میں، ابن شیخ الطائفہ نے اپنی امالی (ص ۸۷) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۲۰۳ و ص ۲۱۰) میں نقل کیا ہے۔ابو الحسن علی بن الحسین المسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء) نے مروج الذہب (۲/۱۱) میں بالاختصار درج کیا ہے۔

(۸) نہج البلاغہ کا ۱۴ واں کلام ہے (۱/۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵، ص ۱۵۳]

{وَاللّٰهِ! لَوْ وَجَدْتُّهٗ قَدْ تُزُوِّجَ بِهِ النِّسَآءُ وَ مُلِكَ بِهِ الْاِمَآءُ لَرَدَدْتُّهٗ. فَاِنَّ فِی الْعَدْلِ سَعَةً، وَ مَنْ ضَاقَ عَلَیْهِ الْعَدْلُ، فَالْجَوْرُ عَلَیْهِ اَضْیَقُ الخ}۔

بخدا، اگر میں جاگیروں کو ایسا پاتا کہ ان پر عورتوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔اور ان کے بدلے میں باندیاں خریدی جا چکی ہیں۔تب بھی واپس لے لیتا کیونکہ

عدل میں بڑی وسعت ہے اور جس پر عدل وانصاف تنگ ہو جائے تو ظلم و جَور اُس پر اور بھی تنگ ہو جائے گا۔

ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل (ص ۲۰۳) میں اس خطبے کو نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید (۱/ ۵۰) نے لکھا ہے کہ اس خطبے کو کلبی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۹) نہج کا ۱۵اواں کلام ہے (۱/ ۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶، ص ۱۵۳]

{ذِمَّتِیْ بِمَآ اَقُوْلُ رَهِیْنَةٌ، ﴿وَ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ﴾. اِنَّ مَنْ صَرَّحَتْ لَهُ الْعِبَرُ عَمَّا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْمَثُلَاتِ حَجَزَتْهُ التَّقْوٰی عَنْ تَقَحُّمِ الشُّبُهَاتِ، اَلَا وَ اِنَّ بَلِیَّتَكُمْ قَدْ عَادَتْ كَهَیْئَتِهَا یَوْمَ بَعَثَ اللهُ نَبِیَّكُمْ الخ}۔

جو کچھ میں کہوں گا اس کی صحت کا ذمہ دار اور حقّانیت کا کفیل ہوں بیشک جس کے لیے صراحت کر دے گی عبرت ان عذابوں کی جو پہلی قوموں پر آئے۔ اسے تقویٰ شبہے کے کاموں پر پڑنے سے روک دے گا۔ سن رکھو کہ تمہاری آزمائش اسی طرح ہوگی جیسی اس وقت ہوئی تھی جب اللہ نے تمہارے نبی کو مبعوث کیا تھا۔

اس گفتگو کا کچھ حصّہ جاحظ نے کتاب البیان (۱/ ۱۷۰) میں اور عسکری نے اوائل ۱۰۲۔ الف میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸۔الف) میں نقل کیا ہے۔ پوری گفتگو ابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ (۸۸۹ء) نے عیون الاخبار (۲/ ۲۳۶) میں، محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے اصول الکافی (۹۷) اور فروع کافی (۳/ ۳۲) کتاب الروضہ میں، ابن عبد ربہ متوفی ۳۲۸ھ (۹۴۰ء) نے العقد (۲/ ۱۶۲) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۵ و ص ۱۴۰) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۱۴۷) میں نقل کی ہے۔

(۱۰) نہج کا ۱٦اواں کلام ہے (۱/ ۷ ۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷، ص ۱۵۸]

{اِنَّ اَبْغَضَ الْخَلَآئِقِ اِلَى اللّٰهِ رَجُلَانِ: رَجُلٌ وَّكَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى نَفْسِهٖ، فَهُوَ جَآئِرٌ عَنْ قَصْدِ السَّبِيْلِ، مَشْغُوْفٌ بِكَلَامِ بِدْعَةٍ وَّ دُعَآءِ ضَلَالَةٍ، فَهُوَ فِتْنَةٌ لِّمَنِ افْتَتَنَ بِهٖ، ضَالٌّ عَنْ هَدْيِ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ، مُضِلٌّ لِّمَنِ اقْتَدٰى بِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ وَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ، حَمَّالٌ خَطَايَا غَيْرِهٖ، رَهْنٌ بِخَطِيْٓئَتِهٖ الخ}۔

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض دو آدمی ہوتے ہیں، ایک وہ جسے اللہ اس کے نفس کے حوالے کر دے اور وہ سیدھے راستے سے ہٹ جائے اور بدعت کی باتوں اور گمراہی کے بلاوے پر فدا ہو ایسا شخص فتنہ ہے اس شخص کے لئے جو اس کی بات قبول کرے اور تارک ہے اپنے پیغمبروں کے چال چلن کا اور گمراہ کرنے والا ہے اُسے جو اُس کی مانے اس کی زندگی میں یا مرنے کے بعد وہ دوسروں کی خطاؤں کا بوجھ اٹھانے والا ہے اور اپنی خطاؤں میں گرفتار ہے۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث (ابن ابی الحدید ۱ / ۵۲) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۵ ۱۳) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۷ ۱۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۸ واں کلام اشعث بن قیس سے تخاطب ہے۔(۱/ ۵۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹، ص ۱٦۵] اس کا آغاز ہے۔

{مَا يُدْرِيْكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِيْ؟ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ لَعْنَةُ اللَّاعِنِيْنَ!}۔

تجھے کیسے معلوم ہوا کہ کیا میرے خلاف ہے اور کیا موافق۔ تجھ پر اللہ کی لعنت

اورلعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔

یہ گفتگو ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) نے کتاب الاغانی (۱۸/۱۵۹) میں نقل کی ہے۔

(۱۲) نہج کا ۲۰واں خطبہ، جو ۱۶۲ویں خطبے کا ایک ٹکڑا ہے۔(۱/۵۴و۲/۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱، ص ۱۷۱] حسب ذیل ہے:

{فَاِنَّ الْغَايَةَ اَمَامَكُمْ، وَ اِنَّ وَرَآءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ، تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا، فَاِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ}۔

بے شک انجام تمہارے سامنے ہے اور قیامت تمہارے پیچھے ہے اور تمہیں ہانک رہی ہے۔سبک بار بنو۔جا ملو گے۔اور وہ تمہارے پیشرووں کی مَعِیَّت میں تمہارے پچھلوں کی منتظر ہے۔

یہ پورا خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۵/۱۵۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۳) نہج کا ۲۱واں خطبہ ہے(۱/۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲، ص ۱۷۲]

{اَلَا وَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهٗ الخ}۔

خبردار! شیطان نے اپنے گروہ کو برانگیختہ کرلیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۰۶) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۲۲واں خطبہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے(۱/۵۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۳، ص ۱۷۵]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْاَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ الخ}۔

بعد ازاں، حکم الٰہی آسمان سے زمین پر بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا

رہتا ہے۔

اس خطبے میں آگے ایک جملہ آیا ہے ''کَانَ کَالْفَالِجِ الْیَاسِرِ ''(وہ جیتے ہوئے جواری کی طرح ہوتا ہے) یہ جملہ ابوعبید نے اپنی غریب الحدیث (ورق ۲۰۱۔ب) میں امیر المومنینؑ کے نام سے نقل کرکے اس کے لفظوں کے تشریح کی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا خطبہ اُس کے سامنے تھا۔نیز ''فَاحْذَرُوْا مِنَ اللهِ'' سے ''لِمَنْ عَمِلَ لَهٗ'' تک ابن مزاحم الکوفی متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) نے کتاب الصفین (ص ۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۲۴واں خطبہ ہے(۱/ ۶۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۵،ص۱۷۸]

{اُنْبِئْتُ بُسْرًا قَدِ اطَّلَعَ الْیَمَنَ الخ} ۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ بُسر یمن پہنچ گیا۔

یہ خطبہ قدرے اختلاف کے ساتھ مسعودی نے مروج الذہب (۲/ ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔اوراس کا یہ جملہ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ مَلِلْتُهُمْ۔ اَلْمِلْحُ فِی الْمَآءِ''

شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶) نہج کا ۲۵واں خطبہ ہے(۱/ ۶۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۶،ص۱۸۰]

{اِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَذِیْرًا لِّلْعٰلَمِیْنَ، وَ اَمِیْنًا عَلَى التَّنْزِیْلِ، وَ اَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلٰی شَرِّ دِیْنٍ، وَ فِیْ شَرِّ دَارٍ الخ}۔

بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہلِ عالم کے لئے نذیر بنا کر بھیجا تھا اور اُنہیں قرآن کا امین نے بنایا تھا،اس حالت میں کہ تم اے اہل عرب بُرے دین پر چل رہے تھے اور بُرے گھر میں بس رہے تھے۔

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۹۵) میں اور اس کا ابتدائی

حصہ ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) نہج کا ۲۶واں خطبہ (۱ / ٦۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۷، ص ۱۸۲] ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَتَحَهُ اللّٰهُ لِخَاصَّةِ اَوْلِيَآئِهِ، وَ هُوَ لِبَاسُ التَّقْوٰى، وَ دِرْعُ اللّٰهِ الْحَصِيْنَةُ، وَ جُنَّتُهُ الْوَثِيْقَةُ، فَمَنْ تَرَكَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَ شَمْلَةَ الْبَلَآءِ الخ} ۔

بعد ازاں ۔ بے شک جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے۔ اللہ نے یہ دروازہ اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے اور وہ پرہیز گاری کا لباس ہے اور اللہ کی مضبوط زرہ اور اُس کی مضبوط ڈھال ہے، تو جو جہاد کو اس سے بے پروا ہو کر چھوڑے گا اللہ اُسے ذلت کا لباس اور مصیبت کی چادر پہنا دے گا۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱ / ۱۷۰) میں، مبرد نے الکامل (۱ / ۱۳) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲ / ۲۳٦) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲ / ۱٦۳) میں، ابو الفرج الاصفہانی نے کتاب الاغانی (۱۵ / ۴۳) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۱۱۳) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱٦۰ تا ۱٦۴) میں، اور ابو منصور ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) نے ثمار القلوب (ص ۵۵۸) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۸) نہج کا ۲۷واں خطبہ (۱ / ٦٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۸، ص ۱۸۵] یوں شروع ہوا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اَدْبَرَتْ وَ اٰذَنَتْ بِوَدَاعٍ، وَ اِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ وَ اَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ، اَلَا وَ اِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارَ وَ غَدًا السِّبَاقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ، وَ الْغَايَةُ النَّارُ، اَ

فَلَا تَآئِبٌ مِّنْ خَطِيْٓئَتِهٖ قَبْلَ مَنِيَّتِهٖ؟ اَلَا عَامِلٌ لِّنَفْسِهٖ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهٖ؟ الخ}۔

بعدازاں۔ بیشک دنیا نے پیٹھ پھیر لی اور رخصت کی اطلاع دیدی، اور بیشک آخرت سامنے آچکی اور سر اٹھا نے اٹھا کر دیکھنی لگی۔ سنو، بیشک آج دبلا ہونا ہے اور کل گھوڑ دوڑ ہے اور منزل جنت اور انتہا دوزخ ہے تو کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو خطا سے مرنے سے قبل توبہ کر لے؟ اور کیا کوئی ایسا نہیں جو اپنے لئے اپنی بدحالی کے دن سے پہلے ہی کام کر رکھے۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۳۵) میں، الثقفی نے کتاب الغارات (بحار ۱۷/۱۲۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۱۶۳) میں، ابو محمد الحسن ابن علی بن شعبۃ الحرانی متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۳ء) نے تحف العقول (ص ۳۵) میں، ابو بکر الباقلانی متوفی ۴۰۳ھ (۱۳۔۱۰۱۲ء) اعجاز القرآن (برحاشیہ اتقان سیوطی (۱/۱۹۴) میں، شیخِ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۸) میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۱۲۰۔الف) میں نقل کیا ہے۔

(۱۹) نہج کا ۲۸واں خطبہ اپنے ساتھیوں پر عتاب وخطاب پر مشتمل ہے اور ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے (۱/۶۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۹، ص ۱۸۷]

{اَيُّهَا النَّاسُ! الْمُجْتَمِعَةُ اَبْدَانُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ اَهْوَآءُهُمْ، كَلَامُكُمْ يُوْهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ، وَ فِعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيْكُمُ الْاَعْدَآءَ! تَقُوْلُوْنَ فِي الْمَجَالِسِ: كَيْتَ وَ كَيْتَ، فَاِذَا جَآءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ: حِيْدِيْ حَيَادِ! الخ}۔

اے لوگو، جن کے بدن اکٹھے لیکن خواہشیں جدا جدا ہیں۔ تمہاری گفتگو سخت چٹانوں کو پھاڑتی ہے اور تمہارا کام دشمنوں کو لالچ دلاتا ہے۔ تم مجلسوں میں

کہتے ہو یہ کریں گے اور وہ کریں گے۔ اور جب جنگ کا وقت آتا ہے تو بول اُٹھتے ہو بھاگو بھاگو۔

یہ خطبہ جاحظ نے البیان (۱/۱۷۱) میں، ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ (۱۴۲) میں، کلینی نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/ ۸۵)، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۱۶۴) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۸) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۰واں کلام حضرت ابن عباس سے ہے جبکہ اُنھیں جنگِ جمل سے پہلے حضرت زبیر سے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ اس کا آغاز ہے (۱/ ۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۱، ص ۱۹۶]

{لَا تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ، فَاِنَّكَ اِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصًا قَرْنَهُ، يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَيَقُوْلُ: هُوَ الذَّلُوْلُ الخ}۔

تو طلحہ سے ہرگز مت ملنا کیونکہ اُس سے ملے گا تو اُسے بَیل کی طرح سینگ اٹھائے ہوئے پائے گا۔ وہ سرکش اونٹ پر چڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رام ہے۔

یہ گفتگو جاحظ نے البیان (۲/ ۱۲۵) میں، مفضل بن سلمۃ الکوفی نے کتاب الفاخر (ص ۲۴۴) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/ ۱۹۵) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۷۶) میں باختلاف الفاظ نقل کی ہے۔

(۲۱) نہج کا ۳۱واں خطبہ (۱/ ۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۲، ص ۱۹۶]

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّا قَدْ اَصْبَحْنَا فِيْ دَهْرٍ عَنُوْدٍ}۔

ہم ایک ایسے کج رفتار زمانہ اور ناشکر گزار دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔

ماخذِ کتاب کے تحت گزر چکا ہے اسے جاحظ نے البیان (۱/ ۲۷) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/ ۲۳۷) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۱۷۲) میں اور باقلانی نے اعجاز

القرآن (۱/۱۹۷) میں شعیب بن صفوان کے حوالے سے بنام حضرت معاویہ درج کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۲واں خطبہ، جو اختلاف روایت کے ساتھ نمبر ۱۰۰ پر بھی مذکور ہے، حسب ذیل ہے (۱/۷۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۳، ص ۱۹۹]

{اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ یَقْرَاُ کِتَابًا، وَ لَا یَدَّعِیْ نُبُوَّةً، فَسَاقَ النَّاسَ حَتّٰی بَوَّاَھُمْ مَحَلَّتَھُمْ، وَ بَلَّغَھُمْ مَنْجَاتَھُمْ الخ}۔

بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی حالت میں مبعوث فرمایا کہ کوئی عرب نہ کتاب خواں تھا اور نہ نبوت کا دعویدار۔ پس اُنہوں نے لوگوں کو کھینچا تا آنکہ اُنھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیا اور اُنھیں نجات کے گھر میں پہنچا دیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) نہج کا ۳۳واں خطبہ، جو اپنے ساتھیوں کے عتاب و خطاب پر مشتمل ہے، حسب ذیل ہے۔ (۱/۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۴، ص ۲۰۰]

{اُفٍّ لَّکُمْ! لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَکُمْ! ﴿اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ﴾ عِوَضًا؟ وَ بِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفًا؟}۔

تم پر افسوس ہے! میں تمہیں ڈانٹتے ڈانٹتے تنگ آ گیا ہوں۔ کیا تم نے دنیا کی زندگی کو آخرت کا بدل مان لیا۔ اور کیا تم نے عزت کی جگہ ذلت قبول کر لی؟۔

یہ خطبہ طبری نے اپنی تاریخ (۶/۵۱) میں اور ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۲) معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۲۴) نہج کا ۳۴واں خطبہ، بھی اپنے ساتھیوں کے عتاب و خطاب پر مشتمل ہے اور اس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے (۱/۸۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۵، ص ۲۰۳]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ اِنْ اَتَی الدَّھْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ۔۔۔ اَمَّا

بَعۡدُ! فَاِنَّ مَعۡصِیَۃَ النَّاصِحِ الشَّفِیۡقِ الۡعَالِمِ الۡمُجَرِّبِ تُوۡرِثُ الۡحَسۡرَۃَ، وَتُعۡقِبُ النَّدَامَۃَ الخ}۔

اللہ ہی حمد کا سزوار ہے۔ اگرچہ زمانہ کیسے ہی گرانباء کام سر پر ڈالے۔ بعد ازاں، بیشک تجربہ کار صاحبِ علم اور مہربان ناصح کی نافرمانی حیرانی پیدا کر دیتی ہے اور اس کا انجام پشیمانی ہوتا ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱ / ۱۱۰) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۳۵) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۴۳) میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے، اور ابوالفرج الاصفھانی نے الاغانی (۹ / ۵) میں اس خطبہ کے آخری شعر کا حوالہ دیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۵واں خطبہ امیر المومنینؑ نے خوارج کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا آغاز یُوں ہے (۱ / ۸۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۳۶، ص ۲۰۷]

{فَاَنَا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ اَنۡ تُصۡبِحُوۡا صَرۡعٰی بِاَثۡنَآءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَ بِاَهۡضَامِ هٰذَا الۡغَآئِطِ، عَلٰی غَیۡرِ بَیِّنَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ، وَ لَا سُلۡطَانٍ مُّبِیۡنٍ مَّعَکُمۡ}۔

تو میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس دریا کے موڑوں اور اس نشیب کی گہرائیوں میں کہیں پچھڑے نہ پڑے ہو۔ درانحالیکہ نہ تمہارے پاس پروردگار عالم کی طرف سے کوئی تنبیہ پائی جائے۔ اور نہ تمہارے ساتھ کوئی دلیل ہو۔

یہ خطبہ ابتدائی حصّے کے علاوہ ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۱۴۰) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۴۷) میں اور بقولِ ابن ابی الحدید (۱ / ۱۱۴) محمد بن حبیب البغدادی متوفی ۲۴۵ھ (۸۵۹ء) نے اپنی کسی کتاب میں باختلاف الفاظ نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۳۶واں کلام ''فَقُمۡتُ بِالۡاَمۡرِ'' سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آخری جملہ

یہ ہے(ا/۸۵) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۳۷،ص۲۰۹]

{فَنَظَرْتُ فِيْٓ اَمْرِيْ، فَاِذَا طَاعَتِيْ قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِيْ، وَ اِذَا الْمِيْثَاقُ فِيْ عُنُقِيْ لِغَيْرِيْ}۔

میں نے اپنے معاملے پر نظر کی،تو دیکھا کہ میری اطاعت (حکم رسولؐ) میری میری بیعت سے آگے نکل چکی ہے اور دوسرے (کے ساتھ پُرامن رہنے) کے لئے قول وقرار میری گردن میں ہے۔

یہ جملہ ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۷۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (ا/۳۷) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۳۸واں خطبہ بھی اپنے رفقا کے عتاب پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز ہے (ا/۸۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۳۹،ص۲۱۰]

{مُنِيْتُ بِمَنْ لَّا يُطِيْعُ اِذَا اَمَرْتُ، وَ لَا يُجِيْبُ اِذَا دَعَوْتُ، لَآ اَبَا لَكُمْ! مَا تَنْتَظِرُوْنَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ؟ اَمَا دِيْنٌ يَجْمَعُكُمْ؟ وَ لَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ؟ اَقُوْمُ فِيْكُمْ مُسْتَصْرِخًا، وَ اُنَادِيْكُمْ مُتَغَوِّثًا، فَلَا تَسْمَعُوْنَ لِيْ قَوْلًا، وَ لَا تُطِيْعُوْنَ لِيْٓ اَمْرًا الخ}۔

میں اُن لوگوں میں پھنسا ہوا ہوں جو اطاعت نہیں کرتے جب اُنہیں حکم دیتا ہوں، اور جواب نہیں دیتے جب پکارتا ہوں۔ تمہارا باپ مر جائے! تمہیں اپنے پروردگار کی مدد کرنے میں کس بات کا انتظار ہے؟ کیا دین تمہیں اکٹھا نہیں کرتا، اور کیا حمیت تمہیں نہیں کھینچتی؟ میں تمہارے اندر کھڑے ہو کر پکارتا ہوں اور تمہیں مدد کے لئے بلاتا ہوں مگر تم میری بات نہیں سنتے اور نہ میرا حکم مانتے ہو۔

اس خطبے کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید) ۱/ ۱۱۸) میں نقل کیا ہے۔

(۲۸) نہج کا ۳۹واں کلام خارجیوں کے قول ''لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ'' کا جواب ہے اور اس طرح شروع ہوتا ہے (۱/ ۸۷ و ۳/ ۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۰، ص ۲۱۲]

{كَلِمَةُ حَقٍّ يُّرَادُ بِهَا بَاطِلٌ!}

حق بات ہے جس سے مقصود باطل ہے۔

یہ قول مسلم نے اپنی جامعِ صحیح کی کتاب الزکاۃ میں، مبرد نے الکامل (۲/ ۱۳۱) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۶۰) باختلاف نقل کیا ہے

(۲۹) نہج کا ۴۱واں خطبہ ہے (۱/ ۸۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۲، ص ۲۱۳]

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اَخْوَفَ مَآ اَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَانِ: اتِّبَاعُ الْهَوٰى، وَ طُوْلُ الْاَمَلِ. فَاَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَ اَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِى الْاٰخِرَةَ الخ}۔

لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے۔ خواہشوں کی پیروی اور درازیِ امید۔ خواہشات کی پیروی حق سے روکتی اور درازیِ امید آخرت کو بھلاتی ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب صفین (ص ۴) میں، ابو جعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۸۱ ب) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۳۵۳) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۵۶) اور فروع الکافی (۳/ ۲۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۵ و ۴۷) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۸) میں، ابو نعیم الاصبہانی متوفی ۴۳۰ھ (۱۰۳۸ء) نے حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۷، و ص ۱۴۵) میں بنام امیر المومنین علیہ السلام نقل کیا ہے اور ابو علی القالی نے کتاب الامالی (۱/ ۱۸) میں بنام عتبہ بن غزوان اور البکری نے سمط اللآلی (۱/ ۷۷) میں ابو احمد الحسن بن عبد اللہ العسکری

متوفی ۳۸۲ھ (۹۹۲ء) کی کتاب الحکم والامثال کے حوالے سے خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

(۳۰) نہج کا ۴۵واں کلام ہے(۱/ ۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۶، ص ۲۱۷]

{اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ، وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَ سُوْٓءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَ الْمَالِ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَ اَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ، وَ لَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ، لِاَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُوْنُ مُسْتَصْحَبًا، وَ الْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُوْنُ مُسْتَخْلَفًا}۔

اے اللہ میں سفر کی مشقّتوں اور واپسی کے مصائب اور بال بچّوں اور مال و اسباب کو بُرے حال میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق ہے اور تو ہی بال بچّوں میں میرا قائم مقام ہے۔ اور یہ دونوں کام ایک ساتھ تیرے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قائم مقام ساتھی نہیں ہوتا، اور ساتھی کو قائم مقام نہیں چھوڑا جا سکتا۔

اس کلام کو ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۷ و ۲۸۸) میں نقل کیا ہے۔ مگر احادیث کی معتبر کتابوں میں ''اَللّٰهُمَّ'' سے ''فِي الْاَهْلِ'' تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ نیز ابوعبید نے بھی غریب الحدیث (ورق ۳۸ ب) میں بھی بذیلِ احادیث نبوی ہی نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۷واں خطبہ ہے(۱/ ۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۴۸، ص ۲۱۹]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَ غَسَقَ، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَّ خَفَقَ الخ}۔

اللہ کے لیے حمد وثنا ہے جب تک رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کے لیے

تعریف ہے جب تک بھی ستارے نکلے اور ڈوبے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۰۷ و ۲۲۷) میں اور دیگر رواتِ سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ (ابن ابی الحدید (۱/ ۱۵۹)

(۳۲) نہج کا ۴۹واں خطبہ ہے (۱/ ۹۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۰، ص ۲۲۰]

{اِنَّمَا بَدْءُ وُقُوْعِ الْفِتَنِ اَهْوَآءٌ تُتَّبَعُ، وَ اَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ، يُخَالَفُ فِيْهَا كِتَابُ اللهِ، وَ يَتَوَلّٰى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِّجَالًا، عَلٰى غَيْرِ دِيْنِ اللهِ الخ}۔

فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ خواہشات ہوتے ہیں جن کی پیروی کی جائے، اور وہ نئے احکام ہوتے ہیں جن میں کتابِ الٰہی کی مخالفت کی جائے اور جن کے نفاذ کے لئے لوگ دوسروں سے دینِ الٰہی کے خلاف گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔

یہ خطبہ ابو جعفر البرقی نے کتاب المحاسن والآداب (ورق ۷۹ ب و ۸۴ الف) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۳) اور فروع الکافی (۳/ ۲۹) میں اور عاصم بن حمید نے اپنی کتاب (بحار ۱/ ۱۵۹ و ۱۶۶) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۰واں خطبہ ہے (۱/ ۹۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۱/ ۲۲۱]

{قَدِ اسْتَطْعَمُوْكُمُ الْقِتَالَ، فَاَقِرُّوْا عَلٰى مَذَلَّةٍ، وَ تَاْخِيْرِ مَحَلَّةٍ، اَوْ رَوُّوا السُّيُوْفَ مِنَ الدِّمَآءِ تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ الخ}۔

انہوں نے تم سے جنگ کا لقمہ طلب کیا ہے۔ اب یا تو تم ذلّت پر جم کر بیٹھ جاؤ اور پیچھے ہٹ لو۔ اور یا تلواروں کی پیاس خون سے بُجھا کر خود اپنی پیاس پانی سے بُجھا لو۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید (۱/ ۱۸۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳واں کلام ہے(۱/۹۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۴/ ۲۲۴]

{فَتَدَاكُّوا عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ يَوْمَ وِرْدِهَا، قَدْ اَرْسَلَهَا رَاعِيْهَا، وَ خُلِعَتْ مَثَانِيْهَا، حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، اَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَّدَيَّ}۔

وہ مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے وہ پیاسا اونٹ اپنی باری کے دن پانی پر ٹوٹتا ہے، جسے چَرواہے نے چھوڑ دیا ہو، اور بندھن نکال لیے ہوں۔ حتّی کہ مجھے یہ گمان گزرا کہ یہ مجھے قتل کر دیں گے، یا میرے سامنے باہم کٹ مریں گے۔

یہ ٹکڑا ایک لمبے خطبے میں ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۴و ۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴واں کلام ہے(۱/۹۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۵/ ۲۲۵]

{اَكُلُّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ الخ}۔

کیا یہ سب موت کا ڈر ہے؟

اس خطبے کو شیخِ صدوق نے الامالی (مجلس ۹۰) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے؟

(۳۶) نہج کا ۵۵واں خطبہ ہے۔(۱/۱۰۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۶/ ۲۲۵]

{وَ لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نَقْتُلُ اٰبَآئَنَا وَ اَبْنَآئَنَا وَ اِخْوَانَنَا وَ اَعْمَامَنَا، مَا يَزِيْدُنَا ذٰلِكَ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا، وَ مُضِيًّا عَلَى اللَّقَمِ، وَ صَبْرًا عَلٰى مَضَضِ الْاَلَمِ الخ}۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا، اطاعت اور راہِ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور رنج والم کی سوزش پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی۔

یہ خطبہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۸۳) میں اور شیخِ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) نہج کا ۵٦ واں خطبہ ہے۔(۱/۱۰۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۷، ص ۲۲۷]

{اَمَا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ رَجُلٌ ۔۔۔۔ وَ اِنَّهٗ سَيَاْمُرُكُمْ بِسَبِّيْ وَ الْبَرَآئَةِ مِنِّيْ}۔

دیکھو میرے بعد بہت جلد تمہارے پاس ایک شخص آئے گا۔۔۔۔ دیکھو وہ تم کو حکم دے گا کہ مجھے بُرا بھلا کہو اور مجھ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرو۔

یہ کلام اصول الکافی (ص ۲۰٦) میں کلینی نے، کتاب الغارات میں معمولی فرق کے ساتھ الثقفی نے (ابن ابی الحدید ۱/۳۰۳)، الامالی (ص ۱۳۱ و ۲۳۲) میں شیخ الطائفہ نے، مستدرک (۲/۲۵۸) میں حاکم نے اور الارشاد (ص ۱۸۴) میں شیخ مفید نے نقل کیا ہے۔

(۳۸) نہج کی ۵۷ ویں گفتگو خوارج سے ہے۔(۱/۱۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۵۸، ص ۲۲۹] اس کا آغاز ہے۔

{اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا بَقِيَ مِنْكُمْ اٰبِرٌ، اَ بَعْدَ اِيْمَانِيْ بِاللهِ وَ جِهَادِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَشْهَدُ عَلٰى نَفْسِيْ بِالْكُفْرِ!}۔

تم پر سنگبار آندھی آئے اور تم میں کوئی بتانے والا بھی نہ بچے! کیا اللہ پر ایمان لانے اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت میں جہاد کرنے کے بعد میں اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں۔

یہ گفتگو طبری نے اپنی تاریخ (٦/۴۸) اور ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۰) میں باللفظ، اور مبرد نے الکامل (۲/121) میں نقل کی ہے۔

(۳۹) نہج کا ٦۱ واں خطبہ اس جملے پر مشتمل ہے۔(۱/۱۰٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ٦۲، ص ۳۳۵]

{فَاِنَّ اللهَ سُبْحَانَهٗ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا، وَ لَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى}۔

بے شک اللہ سبحانہ نے تمہیں یونہی بے مقصد نہیں پیدا کیا اور نہ تمہیں آزاد چھوڑ دیا ہے۔

یہ جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷) کے ایک خطبہ میں نقل کیا ہے۔

(۴۰) نہج کا ۶۳ واں کلام اہل صفین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ اس کا آغاز ہے (۱/ ۱۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۴، ص ۲۳۸]

{مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ! اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ، وَ تَجَلْبَبُوا السَّكِيْنَةَ، وَ عَضُّوْا عَلَى النَّوَاجِذِ}۔

مسلمانوں! خوفِ الٰہی کو اپنا شعار بناؤ اور سکون کو اپنی چادر قرار دو اور دانت بھینچ کر بند کرلو۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/ ۲۶۳) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/ ۱۱۰ و ۱۳۳) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن ((۱/ ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۱) نہج کا ۶۴ واں کلام ہے (۱/ ۱۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۵، ص ۲۳۹]

{ فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ لَيْهِمْ : بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَصّٰى بِاَنْ يُّحْسَنَ اِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَ يُتَجَاوَزَ عَنْ مُّسِيْٓئِهِمْ ؟}۔

تم نے اُن کے سامنے یہ دلیل کیوں پیش نہ کی کہ رسول اللہ نے ان کے بارے میں وصیّت فرمائی ہے کہ ان کے نیکوں کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے بروں سے درگذر کی جائے۔

یہ کلام معمولی تغیر کے ساتھ ابوحیان توحیدی نے کتاب البصائر (ورق ۵۹ ب) میں، اور سیدِ مرتضی نے امالی (۱/ ۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) نہج کا ۶۷ واں کلام ہے۔ (۱/ ۱۱۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۶۸، ص ۲۴۴]

{مَلَكَتْنِیْ عَیْنِیْ وَ اَنَا جَالِسٌ، فَسَنَحَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا لَقِیْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَ اللَّدَدِ؟ الخ}۔

میری آنکھ لگ گئی درانحالیکہ میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا اللہ کے رسول! اب میں آپ کی امت کی طرف سے بہت کچھ کجروی اور دشمنی بھگت چکا۔

یہ پورا کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۹۸) میں اور ابوالفرج الاصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص ۱۶) میں نقل کیا ہے۔ اور آخری حصّہ معمولی اختلاف کے ساتھ ابوعلی القالی کی ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۹۰) میں مندرج ہے۔

(۴۳) نہج کا ۶۹ واں خطبہ ہے (۱ / ۱۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۰، ص ۲۴۷]

{اَللّٰهُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَ دَاعِمَ الْمَسْمُوْكَاتِ، وَ جَابِلَ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِهَا: شَقِیِّهَا وَ سَعِیْدِهَا}۔

اے اللہ! اے زمینوں کے پھیلانے والے اور آسمانوں کے محافظ اور دلوں کے اُن کی اصل حالت پر پیدا کرنے والے خواہ وہ بدبخت ہوں یا خوش نصیب۔

یہ خطبہ ابوعلی قالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۷۵) میں، طبرانی نے الاوسط میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور سعید بن منصور نے کتاب السنن میں نقل کیا ہے۔ (افضل الصلوات ص ۶۱، مؤلفۂ یوسف النبہانی)۔

(۴۴) نہج کا ۷۴ واں کلام ہے (۱ / ۱۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۵، ص ۲۵۱]

{اِنَّ بَنِیْ اُمَیَّةَ لَیُفَوِّقُوْنَنِیْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ تَفْوِیْقًا، وَاللّٰهِ! لَئِنْ بَقِیْتُ لَهُمْ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ!}۔

بنوامیہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث میں سے بہت تھوڑا سا حصّہ دینا چاہتے ہیں میں اُنہیں ایسا جھاڑ پھینکوں گا جیسے قصائی گردے کی بوٹی پر سے مٹی جھاڑ پھینکتا ہے۔

یہ کلام ابوعبید نے غریب الحدیث (۱۹۶۔ب) اور ابوالفرج الاصفہانی نے کتاب الاغانی (۱۱/ ۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) نہج کا ۷۶ واں کلام ایک منجم سے ہے (۱/ ۱۲۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۷، ص ۲۵۲]

{ اَ تَزْعَمُ اَنَّكَ تَهْدِيَ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءُ؟}۔

کیا تیرا یہ گمان ہے کہ تو اُس گھڑی کو بتا سکتا ہے جس میں سفر کرنے سے مسافر سے بلا دُور رہتی ہے۔

یہ مکالمہ شیخ صدوق نے معمولی تغیر الفاظ کے ساتھ امالی (مجلس ۶۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۶) نہج کے خطبہ نمبر ۷۷ کا آخری حصّہ ہے (۱/ ۱۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۸، ص ۲۵۵]

{ فَاتَّقُوْا شِرَارَ النِّسَآءِ، وَ كُوْنُوْا مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلٰى حَذَرٍ }۔

تم بری عورتوں سے بچتے رہو اور نیک عورتوں سے احتیاط برتو۔

یہ ٹکڑا شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷، ص ۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۴۷) نہج کا ۷۸ واں کلام ہے (۱/ ۱۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۷۹، ص ۲۵۷]

{اَيُّهَا النَّاسُ! الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْاَمَلِ، وَ الشُّكْرُ عِنْدَ النِّعَمِ، وَ الْوَرَعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ }۔

لوگوں! زہد امیدوں کی کمی، نعمتوں پر شکر اور ممنوعات سے پرہیز کا نام ہے۔

یہ کلام قدرے تغیر کے ساتھ شیخ صدوق نے معانی الاخبار (۹۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۸) نہج کا کلام نمبر ۷۹ ہے (۱/ ۱۲۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۰، ص ۲۵۷]

{مَآ اَصِفُ مِنْ دَارٍ اَوَّلُهَا عَنَآءٌ! وَ اٰخِرُهَا فَنَآءٌ! فِيْ حَلَالِهَا حِسَابٌ، وَ فِيْ حَرَامِهَا عِقَابٌ}۔

ایسے گھر کی کیا تعریف کروں جس کا آغاز دکھ اور انجام فنا ہے اُس کے حلال کا حساب ہوگا اور حرام پر سزا دی جائے گی۔

یہ پوری گفتگو مبرد نے الکامل (۱/ ۸۸) میں اور ابو بکر محمد بن الحسن بن درید الازدی البصری متوفی ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) نے کتاب المجتنیٰ (ص ۳۱) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۲/ ۱۲۲) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۳۷۱) میں نقل کی ہے۔

(۴۹) نہج کا کلام نمبر ۸۰ ہے (۱/ ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۱، ص ۲۶۰]

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَلَا بِحَوْلِهٖ وَ دَنَا بِطَوْلِهٖ..... اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ ضَرَبَ لَكُمُ الْاَمْثَالَ الخ } ۔

اُس خدا کی حمد جو اپنی طاقت وقوت کے بل پر غالب ہے اور اپنے فضل کے اعتبار سے قریب ہے ۔۔۔ اللہ کے بندو، میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے مثالیں دے دے کر سمجھایا ہے۔

اس خطبہ کا معتدبہ حصّہ ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۷۸) میں اور علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/ ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۰) نہج کا کلام نمبر ۸۰ [۱] حسب ذیل ہے۔(۱/ ۱۴۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۲، ص ۲۷۱]

---

[۱] نہج کے مصرے نسخے میں جو میرے سامنے ہے، یہ نمبر مکرر ہو گیا ہے۔

{ عَجَبًا لِّابْنِ النَّابِغَةِ! يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَ اَنِّي امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ}۔

ہمیں ابن نابغہ پر تعجب آتا ہے شامیوں سے کہتا ہے کہ مجھ میں مزاح ہے اور میں بڑا کھلنڈرا انسان ہوں۔

یہ کلام ابن قتیبہ نے عیون (۱/۱۶۴) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۲۸۷) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/۳۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۸۲) میں نقل کیا ہے۔

(۵۱) نہج کا خطبہ نمبر ۸۴ ہے (۱/۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۶، ص ۲۸۲]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِیْ دَهْرٍ قَطُّ اِلَّا بَعْدَ تَمْهِيْلٍ وَّ رَخَاءٍ، وَ لَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَّ بَلَآءٍ}۔

بعد ازاں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے جباروں کو ہرگز ہلاک نہیں کیا جب تک اُنھیں پہلے وسعتِ عیش و فراخی نہیں عطا کردی۔ اور کسی امت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک پہلے اُن پر شدت و سختی اور آزمائش و مصیبت نازل نہیں کردی۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/۳۱) میں اور شیخ مفید نے ارشاد (ص ۱۶۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۲) نہج کا خطبہ نمبر ۸۵ ہے (۱/۱۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۷، ص ۲۸۲]

{اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ، وَ طُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ}۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد رُک چکی تھی اور مختلف اُمتیں بہت دنوں سے پڑی سو رہی تھیں۔

یہ خطبہ کلینی اصول الکافی (ص ۱۵) میں نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید کی شرح (۱/۳۴۴)

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سے زیادہ راویوں سے مروی ہے۔

(۵۳) نہج کا خطبہ نمبر ۸۷ ہے۔(۱/۱۵۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۸۹، ص ۲۸۵]

{ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَفِرُهُ الْمَنْعُ وَ الْجُمُوْدُ، وَ لَا یُكْدِیْهِ الْاِعْطَآءُ وَ الْجُوْدُ الخ }۔

وہ اللہ سزاوار حمد ہے جس کو روکنا اور بالکل نہ دینا امیر نہیں بناتا اور بخشش وعطا بے زر نہیں کرتی۔

یہ خطبہ ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۰۰) میں اور شیخ صدوق نے کتاب التوحید (ص ۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) نہج کا خطبہ نمبر ۸۸ اُن حضرات سے تخاطب ہے جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنینؑ سے خلافت کا بار اُٹھا لینے کی درخواست کی تھی۔فرمایا ہے(۱/۱۸۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۰، ص ۳۰۷]

{ دَعُوْنِیْ وَ الْتَمِسُوْا غَیْرِیْ، فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُوْنَ اَمْرًا لَّهٗ وُجُوْهٌ وَّ اَلْوَانٌ الخ }۔

مجھے چھوڑ و اور کسی اور کو تلاش کرو۔ہم ایک ایسے کام سے دوچار ہونے والے ہیں جس کے کئی مُنہ اور متعدد رنگ ہیں۔

یہ خطبہ طبری کی تاریخ (۵/۱۵۶) اور ابن مسکویہ متوفی ۴۲۱ھ کی تجارب الامم (۱/۵۰۸) میں موجود ہے۔

(۵۵) نہج کا خطبہ نمبر ۸۹ ہے(۱/۱۸۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۱، ص ۳۰۹]

{اَمَّا بَعْدُ! اَیُّهَا النَّاسُ! فَاَنَا فَقَاْتُ عَیْنَ الْفِتْنَةِ، وَ لَمْ یَكُنْ لِّیَجْتَرِئَ عَلَیْهَاۤ اَحَدٌ غَیْرِیْ الخ }۔

بعدازاں! لوگو میں نے فتنہ کی آنکھ نکال پھینکی اور اس کی جرأت میرے سوا کسی

میں نہ تھی۔

ابن ابی الحدید نے اپنی شرح (۱/۳٦٦) میں لکھا ہے کہ متعدد سیرت نگاروں نے یہ خطبہ نقل کیا ہے، مگر اُن کے یہاں ایسے الفاظ بھی ہیں جو سید رضی نے نقل نہیں کیے۔

(۵٦) نہج کے خطبہ نمبر ۹۳ کا ایک ٹکڑا ہے (۱/۱۸۸ و ۱۹۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۹۵، ص ۳۱۷]

{لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَمَآ اَرٰی اَحَدًا مِنْکُمْ یُشْبِهُهُمْ! لَقَدْ کَانُوْا یُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا، قَدْ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّ قِیَامًا، یُرَاوِحُوْنَ بَیْنَ جِبَاهِهِمْ وَ خُدُوْدِهِمْ، وَ یَقِفُوْنَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِکْرِ مَعَادِهِمْ! کَاَنَّ بَیْنَ اَعْیُنِهِمْ رُکَبَ الْمِعْزٰی مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ! اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْیُنُهُمْ حَتّٰی تَبُلَّ جُیُوْبَهُمْ، وَ مَادُوْا کَمَا یَمِیْدُ الشَّجَرُ یَوْمَ الرِّیْحِ الْعَاصِفِ، خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ، وَ رَجَآءً لِلثَّوَابِ!}۔

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابیوں کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی اُن جیسا نہیں پاتا وہ صبح کو دھول میں اَٹے ہوتے تھے اور رات کو سجدوں اور قیام کی حالت میں گزارتے تھے وہ کبھی اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے تھے اور کبھی رخسارے۔ وہ اپنی آخرت یاد کرتے تو انگاروں پر کھڑے معلوم دیتے تھے ۔اُن کی آنکھوں کے درمیان لمبے لمبے سجدے کرنے کی باعث مینڈھے کے گھٹنوں جیسے گٹھے پڑے تھے۔ جب اللہ کا ذکر ہوتا تو اُن کی آنکھیں آنسو برساتیں یہاں تک کہ گریبان تر ہوجاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی اُمید سے ایسے لرزتے اور کپکپاتے جیسے تیز آندھی میں درخت کی حالت ہوتی ہے۔

یہ ٹکڑا ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۲/۳۰۱) میں، کلینی کی اصول الکافی (ص ۲۱۰)

میں، شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۳۸) اور مجالس (بحار ۱۷/ ۴۲۰) میں، ابونعیم کی حلیۃ الاولیا (۱/ ۷۶) میں اور شیخ الطائفہ کی امالی (ص ۶۲) میں موجود ہے۔

(۵۷) نہج کے کلام نمبر ۹۹ کا چوتھا ٹکڑا ہے (۱/ ۱۹۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۱، ص ۳۲۷]

{وَذٰلِكَ زَمَانٌ لَّا يَنْجُوْ فِيْهِ اِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُّوَمَةٍ}۔

یہ وہ زمانہ ہے جس میں صرف وہی مومن نجات پاسکے گا جو بے نام ونشان ہوگا۔

یہ ٹکڑا معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/ ۳۵۲) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۸) میں نقل کیا ہے۔

(۵۸) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۲ یوں شروع ہوا ہے (۱/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۴، ص ۳۳۱]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَآئِعَهٗ لِمَنْ وَرَدَهٗ، وَ اَعَزَّ اَرْكَانَهٗ عَلٰى مَنْ غَالَبَهٗ. فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِّمَنْ عَلِقَهٗ، وَ سِلْمًا لِّمَنْ دَخَلَهٗ}۔

وہ اللہ سزاوارِ حمد ہے جس نے اسلام کو شریعت بنایا اور اُس کے احکام کو آسان کردیا اس کے لیے جو اس میں داخل ہوگیا، اور اُس کے ارکان کو دشوار قرار دیدیا اُس کے لیے جس نے اُس پر غالب ہونا چاہا، پھر اُسے امن بنایا اُس کے لئے جو اُس سے لپٹ گیا اور سلامتی اُس کے لئے جو اُس میں داخل ہوگیا۔

یہ خطبہ کم وبیش الفاظ کے ساتھ کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۶۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۳) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۸) میں، ابوعلی القالی نے ذیل الامالی والنوادر (ص ۱۷۳) میں، ابونعیم الاصفہانی نے حلیہ (۱/ ۷۴) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے دستور معالم الحکم (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) نہج کا کلام ۱۰۳ ہے (۱/ ۲۰۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۵، ص ۳۳۳]

{وَقَدْ رَاَيْتُ جَوْلَتَكُمْ، وَ انْحِيَازَكُمْ عَنْ صُفُوْفِكُمْ،

تَحُوْزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ،وَاَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ،وَاَنْتُمْ لَهَامِيْمُ الْعَرَبِ، وَيَاٰفِيْخُ الشَّرَفِ، وَ الْاَنْفُ الْمُقَدَّمُ، وَ السَّنَامُ الْاَعْظَمُ}۔

میں نے تمہیں پیٹھ پھیرتے اور صفوں سے الگ ہوتے دیکھا تمہیں جفا کار، بدخو، اور شام کے بدّو گھیر رہے تھے حالانکہ تم عرب کے شہسوار اور شرافت کی چوٹی، چہرے کی ناک اور بزرگ کہاں ہو۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص ۱۳۰) اور طبری کی تاریخ (۶ / ۱۴) میں موجود ہے۔

(۶۰) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۶ ہے (۱ / ۲۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۸، ص ۳۴۳]

{اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُوْنَ اِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ الْاِيْمَانُ بِهٖ وَ بِرَسُوْلِهٖ، وَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَاِنَّهٗ ذِرْوَةُ الْاِسْلَامِ، وَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ فَاِنَّهَا الْفِطْرَةُ،وَ اِقَامُ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا الْمِلَّةُ، وَ اِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ فَاِنَّهَا فَرِيْضَةٌ وَّاجِبَةٌ، وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَاِنَّهٗ جُنَّةٌ مِّنَ الْعِقَاب، وَ حَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهٗ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَرْحَضَانِ الذَّنْبَ، وَ صِلَةُ الرَّحِمِ فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَ مَنْسَاةٌ فِي الْاَجَلِ، وَ صَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيْٓئَةَ، وَ صَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْٓءِ، وَ صَنَآئِعُ الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا تَقِيْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ}۔

اللہ سے قربت حاصل کرنے والوں کا سب سے بہتر ذریعۂ قربت، اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا ہے، اُس کی راہ میں جہاد کرنا ہے کیونکہ جہاد اسلام کا بلند

ترین حصّہ ہے، اور اخلاص کی بات ہے کیونکہ یہ فطرتِ انسانی ہے، اور نماز کی پابندی ہے کیونکہ یہ ملّت (بناتی) ہے، اور زکوٰۃ دینا ہے کیونکہ وہ ضروری فرض ہے، اور رمضان کے روزے رکھنا ہے کیوں کہ روزہ عذاب کی ڈھال ہے، اور بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنا ہے کیونکہ یہ افلاس کھوتے اور گناہ دھوتے ہیں، اور اعزّاء کی مدد ہے کیونکہ یہ مال بڑھاتی اور موت کو پیچھے ہٹاتی ہے، اور خفیہ خیرات کرنا ہے کیونکہ یہ خطاؤں کا کفّارہ ہے، اور علانیہ خیرات ہے کہ یہ بُری موت کو دفع کرتی ہے، اور نیک کام ہیں کیونکہ یہ ذلّت کی شکست سے بچاتے ہیں۔

یہ خطبہ ابوجعفر البرقی نے المحاسن (ورق ۱۱۹-الف) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۴) میں، شیخ صدوق نے علل الشرائع (ص ۱۱۴) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/۱۰۵) میں اور شیخ الطائفہ نے الامالی (ص ۱۳۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۱) نہج کا خطبہ نمبر ۱۰۷ ہے (۱/۲۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۰۹، ص ۳۴۴]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْٓ اُحَذِّرُکُمُ الدُّنْیَا. فَاِنَّھَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ، حُفَّتْ بِالشَّھَوَاتِ، وَ تَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَۃِ. وَ رَاقَتْ بِالْقَلِیْلِ، وَ تَحَلَّتْ بِالْاٰمَالِ}

بعد ازاں۔ میں تمہیں دنیا سے بچنے کو کہتا ہوں کیونکہ یہ میٹھی اور ہری بھری ہے، اور یہ خواہشات سے گھری ہوئی ہے، اور مال پا کر پھول جاتی ہے، اور ذراسی شے پر پراتراتی ہے، اور تمناؤں سے آراستہ رہتی ہے۔

یہ پورا خطبہ بنام قطری بن الفجاءۃ، جاحظ نے کتاب البیان والتبیین (۱/۱۹۶) اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/۱۹۵) میں، اور اس کا ایک حصّہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/۲۵۰) میں درج کیا ہے اور بنام امیر المومنینؑ، عبیداللہ المرزبانی [1] المعتزلی الشیعی

---

[1] مرزبانی کے حالات کے دیکھئے ابن خلکان ۲/۲۴۷)، انساب السمعانی (ورق ۵۲۱-الف) اور شذرات (۳/۱۱۱)

متوفی ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) نے کتاب الموفق (ابن ابی الحدید ۱/۳۹۷) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۱۹) میں، ابو الفرج القزوینی الکاتب نے قرب الاسناد (بحار ۱۷/۳۰۵) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔

(۶۲) نہج کا ۱۱۲ ویں خطبہ کا آخری جملہ ہے (۱/۲۲۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۴، ص ۳۵۸]

{ اَمَا وَاللهِ! لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ، يَأْكُلُ خَضِرَتَكُمْ، وَ يُذِيبُ شَحْمَتَكُمْ }۔

بخدا تم پر قبیلۂ ثقیف کا ایک ایسا فرد مسلط ہونے والا ہے، جو دامن گھسیٹ کر اور جھوم جھوم کے چلنے والا ہوگا۔ تمہاری سبزی کھا جائے گا۔ اور چربی پگھلا ڈالے گا۔

یہ کلام مسعودی نے مروّج الذھب (۲/۱۱۲) میں بہ تغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۶۳) نہج کے ۱۱۶ ویں کلام کا ایک حصّہ ہے (۱/۲۳۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۸، ص ۳۶۲]

{ اِنَّ شَرَآئِعَ الدِّيْنِ وَاحِدَةٌ، وَ سُبُلَهٗ قَاصِدَةٌ۔ الخ }۔

دین کی شریعتیں ایک ہیں، اور اس کے راستے سے سیدھے ہیں۔

یہ جملے ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۱۵) میں ایک خطبے کے ذیل میں نقل کیے ہیں۔

(۶۴) نہج کا کلام نمبر ۱۱۷ اپنے ساتھیوں پر عتاب ہے۔ (۱/۲۳۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳۶۳] اس کا آغاز ہے:

{ هٰذَا جَزَآءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ! اَمَا وَاللهِ! لَوْ اَنِّيْ حِيْنَ اَمَرْتُكُمْ بِمَآ اَمَرْتُكُم بِهٖ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوْهِ الَّذِيْ يَجْعَلُ اللهُ فِيْهِ خَيْرًا، فَاِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ، وَ اِنِ

اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ، وَ اِنْ اَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ، لَكَانَتِ الْوُثْقٰى، وَ لٰكِنْ بِمَنْ وَّ اِلٰى مَنْ؟ اُرِيْدُ اَنْ اُدَاوِيَ بِكُمْ وَاَنْتُمْ دَآئِيْ، كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ، وَ هُوَ يَعْلَمُ اَنَّ ضَلْعَهَا مَعَهَا}۔

یہ اُس شخص کا بدلہ ہے جس نے گانٹھ (عہد) کو چھوڑا۔ بخدا۔ جب میں تمہیں حکم دے رہا تھا، اگر اُس غیر خوش آیند بات پر آمادہ کرتا جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری بھلائی رکھی تھی، پھر تم قائم رہتے تو تمہیں راہِ راست دکھاتا اور ٹیڑھے چلتے تو سیدھا کر دیتا تو یہ بات زیادہ مضبوط ہوتی۔ لیکن کس کے بل پر ،اور کس کو؟ میں تمہارے ذریعے علاج کرنا چاہتا ہوں حالانکہ تم ہی میرا مرض ہو، جیسے کانٹے کو کوئی کانٹے ہی سے نکالے یہ جانتے ہوئے کہ اس کانٹے کا میلان بھی اُس کانٹے کی طرف ہوگا۔

یہ کلام ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۵) میں نقل کیا ہے۔

اور اس کا یہ حصّہ (۱/ ۲۳۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۱۹، ص ۳۶۳]

{مُرْهُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَآءِ..... غُبْرَةُ الْخَاشِعِيْنَ}۔

شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳۵) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص ۱۸) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۹) اور امالی (بحار ۱۷/ ۱۰۶) میں نقل کیا ہے۔

(۶۵) نہج کا ۱۱۹واں کلام میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں یہ جملہ بھی ہے (۲/ ۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۱، ص ۳۶۷]

{اِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِيْثٌ لَّا يَفُوْتُهُ الْمُقِيْمُ، وَ لَا يُعْجِزُهُ الْهَارِبُ}۔

بیشک موت تیز رفتار متلاشی ہے نہ اپنی جگہ جما رہنے والا اُس سے بچ سکتا ہے

اورنہ بھگوڑا اُسے ہرا سکتا ہے۔

یہ جملہ ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۸۷) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۱۰۶ و ۱۳۵) میں اور شیخ مفید نے ارشاد (ص ۱۳۹ و ۱۵۹) اور کتاب الجمل (ص ۱۷۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۶) نہج کا ۱۲۰ واں کلام ہے (۲/ ۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۲، ص ۳۶۸]

{فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ، وَ اَخِّرُوا الْحَاسِرَ، وَ عَضُّوْا عَلَى الْاَضْرَاسِ، فَاِنَّهٗ اَنْبٰى لِلسُّيُوْفِ عَنِ الْهَامِ}۔

پس زرہ پوش کو آگے رکھنا اور بے زرہ کو پیچھے کر لینا اور داڑھیں خوب بھینچ لینا کیونکہ یہ صورت تلواروں کو کھوپڑیاں کاٹنے سے باز رکھتی ہے۔

یہ گفتگو ابن مزاحم کی کتاب الصفین (ص ۱۲۰)، طبری کی تاریخ (۶/ ۹)، ابن مسکویہ متوفی ۴۳۱ھ (۱۰۳۰ء) کی تجارب الامم (۱/ ۵۸۳)، ابو حیان التوحیدی کی کتاب البصائر (۱۸۵۔الف) اور شیخ مفید کی الارشاد (ص ۱۵۴) میں موجود ہے۔

(۶۷) نہج کا ۱۲۱ واں کلام ہے (۲/ ۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۳، ص ۳۷۶]

{اِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ، وَ اِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْاٰنَ. وَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَّسْتُوْرٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ، لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ، وَ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ تَرْجُمَانٍ، وَ اِنَّمَا يَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ}۔

بیشک ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا ہے، بلکہ ہم نے حکم بنایا ہے قرآن کو یہ قرآن ایک تحریر ہے جو دو دفتیوں کے بیچ میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ خود بات نہیں کرتا، اور اس کے لئے ترجمان ضروری ہوتا ہے اور اس کی طرف سے آدمی ہی بات کیا کرتے ہیں۔

یہ گفتگو مبرد نے کامل (۲/ ۱۲۸) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶/ ۳۷) میں

بالتفصیل درج کی ہے شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۵۷) میں بالاختصار نقل کی ہے۔

(۶۸) نہج کا ۱۲۲واں کلام ہے (۲/۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۴، ص ۲۷۷]

{اَتَاْمُرُوْنِّیْٓ اَنْ اَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ فِیْمَنْ وُّلِّیْتُ عَلَیْہِ!}۔

کیا تم مجھے یہ حکم دے رہے ہو کہ جن لوگوں پر میں حاکم بنایا گیا ہوں، اُن کے خلاف ظلم سے مدد چاہوں۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۶۹) نہج کا کلام ۱۲۶ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے تخاطب ہے۔ اس کا آغاز یہ ہے۔ (۲/۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۲۸، ص ۳۸۶]

{یَآ اَبَا ذَرٍّ! اِنَّکَ غَضِبْتَ لِلّٰہِ، فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَہٗ، اِنَّ الْقَوْمَ خَافُوْکَ عَلٰی دُنْیَاھُمْ، وَ خِفْتَھُمْ عَلٰی دِیْنِکَ}۔

اے ابوذر! بیشک تو اللہ کے لئے خفا ہوا ہے لہذا اُسی سے اُمید رکھ۔ بیشک قوم نے تجھے اپنی دنیا کے لئے اور تو نے اُسے اپنے دین لئے خطرناک جانا ہے۔

یہ گفتگو ابوبکر احمد بن عبد العزیز الجوہری متوفی ۳۲۲ھ نے کتاب السقیفہ (ابن ابی الحدید ۱/۴۵۶) میں بالتفصیل اور کلینی نے کافی (کتاب الروضہ (ص ۳/۹۸) میں بالاختصار نقل کی ہے۔

(۷۰) نہج کا ۱۳۲واں کلام ہے (۲/۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۴، ص ۳۹۸]

{لَمْ تَکُنْ بَیْعَتُکُمْ اِیَّایَ فَلْتَۃً، وَ لَیْسَ اَمْرِیْ وَ اَمْرُکُمْ وَاحِدًا. اِنِّیْٓ اُرِیْدُکُمْ لِلّٰہِ وَ اَنْتُمْ تُرِیْدُوْنَنِیْ لِاَنْفُسِکُمْ}۔

تم نے مجھ سے اچانک بیعت نہیں کی تھی۔ میرا اور تمہارا معاملہ ایک نہیں۔ میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں، اور تم مجھے اپنے لیے چاہتے ہو۔

شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) میں جو خطبہ نقل کیا ہے اُس کا یہ ٹکڑا ہے۔

(۷۱) نہج کا ۱۳۳واں کلام ہے (۲/۲۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۵، ص ۳۹۸]

{وَ اللّٰهِ! مَآ اَنْكَرُوْا عَلَیَّ مُنْكَرًا}۔

بخدا اُنہوں نے کسی ناپسندیدہ بات کو میرے لئے نامناسب قرار نہیں دیا۔

یہ خطبہ شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۶) میں اور کتاب الجمل (ص ۱۲۹) میں نقل کیا ہے۔ اس کا ایک اور حصّہ نمبر ۱۹ اور ۲۱ میں گزر چکا ہے۔ اسی کلام کا دوسرا حصّہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

{فَاَقْبَلْتُمْ اِلَیَّ اِقْبَالَ الْعُوْذِ الْمَطَافِیْلِ عَلٰۤی اَوْلَادِهَا، تَقُوْلُوْنَ: اَلْبَیْعَةَ الْبَیْعَةَ! قَبَضْتُ كَفِّیْ فَبَسَطْتُمُوْهَا، وَ نَازَعْتُكُمْ یَدِیْ فَجَاذَبْتُمُوْهَا}۔

پھر تم میری طرف ایسے متوجہ ہوئے جیسے نئی بیاہی بچوں والی مادائیں اپنے بچوں کی طرف ٹوٹتی ہیں تم کہتے تھے بیعت بیعت۔ میں نے اپنا ہاتھ بند کر لیا تو تم نے اسے پھیلا دیا اور میں نے تم سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو تم نے اسے کھینچ لیا۔

یہ کلام ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۱۶۴ و ۲۷۷) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۸ و ۱۲۹) میں بتغیرِ الفاظ نقل کیا ہے۔ نیز ابن عبد ربہ نے ''اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمَا قَطَعَانِیْ'' سے ''اَمَّلَا وَ عَمِلَا'' تک ایک لمبے خطبے کے اندر العقد (۲/ ۱۶۴ و ۲۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۷۲) نہج کا ۱۳۵واں کلام ہے (۲/۳۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۳۷/ ۴۰۲]

{لَنْ یُّسْرِعَ اَحَدٌ قَبْلِیْ اِلٰی دَعْوَةِ حَقٍّ، وَ صِلَةِ رَحِمٍ، وَ عَآئِدَةِ كَرَمٍ الخ}۔

مجھ سے پہلے کوئی بھی حق کی پکار، صلۂ رحم اور کرم و جوانمردی کی طرف تیز نہیں دوڑا۔

یہ کلام طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۳۹) میں بتمامہ نقل کیا ہے۔

(۷۳) نہج کا ۱۴۱ واں خطبہ ہے (۲/۳۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۳، ص ۴۱۱]

{اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَآ اَنْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِیْهِ الْمَنَایَا، مَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ}۔ [1]

لوگوں! تم اس دنیا میں نشانہ ہو جس پر موت تیر لگاتی ہے اور ہر گھونٹ کے ساتھ اُچّھو ہے۔

یہ خطبہ ابو علی القالی نے کتاب الامالی (۲/۵۷و۱۰۲) میں، کلینی نے فروع کافی (۳/۱۰) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۹) اور امالی (بحار ۷/۱۰۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳۵) میں بنامِ امیر المومنین نقل کیا ہے۔ لیکن ان سے پہلے الحرانی تحف العقول (ص ۴۲) میں بنامِ امام محمد باقرؑ قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

(۷۴) نہج کی ۱۴۲ ویں گفتگو ہے (۲/۳۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۴، ص ۴۱۱]

{اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ یَكُنْ نَّصْرُهٗ وَ لَا خِذْلَانُهٗ بِكَثْرَةٍ وَّ لَا بِقِلَّةٍ، وَ هُوَ دِیْنُ اللهِ الَّذِیْٓ اَظْهَرَهٗ، وَ جُنْدُهُ الَّذِیْٓ اَعَدَّهٗ وَ اَمَدَّهٗ الخ}۔

بیشک اس امر کی کامیابی و ناکامی کا مدار کثرت و قلت پر نہ تھا یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے غالب کیا ہے۔ اور وہ لشکر ہے جسے خود اس نے تیار کیا ہے اور مدد دی ہے۔

اس گفتگو کا ایک ٹکڑا ''فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ'' سے آخر تک طبری کی تاریخ (۴/۲۳۸) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۱/۴۱۹) میں، پورا کلام شیخِ مفید کی الارشاد (ص ۱۲۱) میں درج ہے۔

---

[1] نیز نہج (۳/۱۹۶) بھی ملاحظہ ہو جہاں بذیل حکم یہ خطبہ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔

(۷۵) نہج کا ۱۴۳واں خطبہ ہے (۲/ ۴۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۴۵، ص ۴۱۵]

{فَبَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اِلٰى عِبَادَتِهٖ}۔

پس اللہ نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ وہ اُس کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے نکال کر اُس کی عبادت کی طرف لے آئے۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۲۷۹) میں نقل کیا ہے اور اسی خطبہ کا دوسرا حصّہ ہے۔ (۲/ ۴۲):

{اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ مَنِ اسْتَنْصَحَ اللّٰهَ وُفِّقَ}۔

لوگو! جس نے اللہ سے نصیحت مانگی، اُسے نصیحت دی گئی۔

یہ حصّہ الحرانی نے تحف العقول میں امام حسنؑ کے اقوال میں (ص ۵۳) نقل کیا ہے۔ نیز نہج کا ۲۳۴واں خطبہ بھی اسی کا ایک ٹکڑا ہے۔

(۷۶) نہج کا خطبہ ۱۴۸ ہے (۲/ ۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۰، ص ۴۲۴]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الدَّالِّ عَلٰى وُجُوْدِهٖ بِخَلْقِهٖ}۔

اُس اللہ کی حمد وثنا جو اپنی مخلوق کے ذریعہ اپنے وجود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اس خطبے کو کلینی نے اصولِ کافی (ص ۳۳) میں معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۷۷) نہج کے ۱۵۲ویں خطبہ کا حصہ ہے (۲/ ۶۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۵۵، ص ۴۴۱]

{عِبَادَ اللّٰهِ! اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْٓ اَعَزِّ الْاَنْفُسِ عَلَيْكُمْ الخ}۔

اللہ کے بندو، خدا سے ڈرو، نفس کے معاملہ میں جو تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔

یہ حصّہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/ ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۷۸) نہج کا ۱۵۷واں کلام ہے (۲/ ۷۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۰، ص ۴۵۲]

{يَآ اَخَا بَنِيْٓ اَسَدٍ! اِنَّكَ لَقَلِقُ الْوَضِيْنِ}۔

ایک قبیلۂ اسد کے بھائی، تو تو ڈھیلے تنگ والا ہے۔

یہ کلام شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۰) میں نقل کیا ہے۔

(۷۹) نہج کا ۱۵۹واں کلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ فرماتے ہیں (۲/۱۸۴)

[نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۲، ص۴۵۶]

{اِنَّ النَّاسَ وَرَآئِیْ، وَ قَدِ اسْتَسْفَرُوْنِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهُمْ، وَ وَاللّٰهِ! مَآ اَدْرِیْ مَآ اَقُوْلُ لَكَ! مَآ اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْهَلُهٗ، وَ لَآ اَدُلُّكَ عَلٰٓی اَمْرٍ لَّا تَعْرِفُهٗ الخ}۔

لوگ میرے پیچھے ہیں اور انہوں نے مجھے تمہارے اور اپنے درمیان سفیر بنایا ہے اور بخدا میں نہیں جانتا کہ تم سے کیا کہوں، میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جو تمہیں معلوم نہ ہو اور نہ کسی ایسی بات کی طرف رہ نمائی کر سکتا ہوں جسے تم پہچانتے نہ ہو۔

یہ گفتگو احمد بن یحیی البلاذری متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے انساب الاشراف (۵/۶۰) میں، طبری نے تاریخ (۵/۹۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۷۳) میں، ابن مسکویہ نے تجارب الامم (۱/۴۷۸) میں اور شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۸۴) میں نقل کی ہے۔

(۸۰) نہج کا ۱۶۱واں خطبہ ہے (۲/۹۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۴، ص۴۶۸]

{لِیَتَاَسَّ صَغِیْرُكُمْ بِكَبِیْرِكُمْ الخ}۔

تمہارے چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی پیری کرنا چاہئے۔

کلینی نے کافی (۳/۳۱) میں یہ خطبہ نقل کیا ہے اور اُسی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطبہ ۸۴ کا جز ہے۔

(۸۱) نہج کا ۱۶۲واں خطبہ ہے جو آپ نے آغازِ خلافت میں دیا تھا۔ (۲/۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۵، ص۴۷۰]

{اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ كِتَابًا هَادِيًا بَيَّنَ فِيْهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ الخ}۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہدایت بہم پہنچانے والی کتاب اتاری، جس میں خیر و شر دونوں کا بیان ہے۔

اسے طبری نے اپنی تاریخ (۵ / ۱۵۷) میں نقل کیا ہے۔

(۸۲) نہج کی ۱۶۳ ویں گفتگو اُن حضرات سے ہے جنہوں نے امیر المومنینؑ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے باز پرس فرمائیں۔

(۲ / ۹۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار خطبہ ۱۶۶، ص ۴۷۱] اس کا آغاز ہے۔

{يَآ اِخْوَتَاهُ! اِنِّىْ لَسْتُ اَجْهَلُ مَا تَعْلَمُوْنَ، وَ لٰكِنْ كَيْفَ لِىْ بِقُوَّةٍ وَّ الْقَوْمُ الْمُجْلِبُوْنَ عَلٰى حَدِّ شَوْكَتِهِمْ}۔

بھائیو! میں تمہاری معلومات سے بے خبر نہیں۔ لیکن مجھ میں قوت کیسے آ سکتی ہے جب کہ باغی اپنی قوت کی انتہا پر ہیں۔

یہ گفتگو طبری کی تاریخ (۵ / ۱۵۰) اور ابن مسکویہ کی تجارب الامم (۱ / ۵۱۰) میں منقول ہے۔

(۸۳) نہج کا ۱۶۴ واں خطبہ ہے (۲ / ۹۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۷، ص ۴۷۲]

{اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُوْلًا هَادِيًا بِكِتَابٍ نَّاطِقٍ وَّ اَمْرٍ قَآئِمٍ، لَا يَهْلِكُ عَنْهُ اِلَّا هَالِكٌ، وَ اِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشَبَّهَاتِ هُنَّ الْمُهْلِكَاتُ اِلَّا مَا حَفِظَ اللّٰهُ مِنْهَا}۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک رہ نما پیغمبر، بولنے والی کتاب اور برپا امر کے ساتھ بھیجا۔ اس سے وہی ہلاک ہوگا جو ہلاک ہونے ہی والا ہے، اور بے شک ایسی باتیں جو دین کی باتوں سے ملتی جلتی ہیں وہی ہلاک کرنے والی ہوتی ہیں۔ مگر

ہاں جن سے اللہ بچائے۔

یہ خطبہ شروع سے ''حَتّٰی یَأْرِزَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِکُمْ'' تک طبری نے (۵ / ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۸۴) نہج کا ۱۶۶ واں خطبہ ہے (۲ / ۱۰۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۶۹، ص ۴۷۴]

{اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ، وَ الْجَوِّ الْمَکْفُوْفِ، الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ مَغِیْضًا لِّلَّیْلِ وَ النَّهَارِ، وَ مَجْرًی لِّلشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ الخ}۔

اے اللہ، اے اونچی چھت اور تھامی ہوئی فضا کے پروردگار۔ جسے تو نے رات اور دن کے لئے منبع اور سورج اور چاند کی گذرگاہ بنایا ہے۔

یہ خطبہ ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص ۱۱۹) میں الحسین بن سعید بن حماد الاہوازی، مولیٰ زین العابدین علیہ السلام نے اپنی کتاب الدعاء والذکر (جنة الامان الواقیة للکفعمیورق ۱۲۰-ب ومهج الدعوات لابن طاؤس ۹۹-الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۸) میں نقل کیا ہے۔

(۸۵) نہج کا ۱۶۷ واں خطبہ ہے (۲ / ۱۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۰، ص ۴۷۴]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا تُوَارِیْ عَنْهُ سَمَآءٌ سَمَآءً، وَ لَآ اَرْضٌ اَرْضًاالخ}۔

سزاوارِ حمد ہے وہ اللہ جس سے کوئی آسمان دوسرے آسمان اور کوئی زمین دوسری زمین کو نہیں چھپا سکتی۔

اس خطبہ کو ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۹۵) میں اور اس کے تیسرے پیراگراف کو قریب المعنی الفاظ کے ساتھ شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۴۵ و ۷۶) میں نقل کیا ہے۔

(۸۶) نہج کے ۱۶۸ ویں خطبہ کا آخری حصّہ ہے۔(۲/۱۰۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۱،ص ۴۷۸]

{اَلَا وَ اِنَّ هٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْۤ اَصْبَحْتُمْ تَتَمَنَّوْنَهَا وَ تَرْغَبُوْنَ فِيْهَا، لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ}۔

خبردار، دنیا جس کے تم آرزو مند ہو، اور جس کی تمہیں رغبت وخواہش ہے، تمہارا گھر نہیں ہے۔

یہ حصّہ ''لَا تَبْقُوْنَ عَلَيْهَا'' تک الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) نہج کا ۱۶۹ واں کلام ہے (۲/۱۰۷) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۲،ص ۴۸۰]

{قَدْ كُنْتُ وَ مَاۤ اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَ لَاۤ اُرَهَّبُ بِالضَّرْبِ}۔

نہ مجھے جنگ سے مرعوب کیا جا سکتا تھا اور نہ ضربِ شمشیر سے خوفزدہ۔

اس کلام کو شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۰۶) میں قدرے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۸۸) نہج کے ۱۷۱ ویں خطبہ کا آخری ٹکڑا ہے۔(۲/۱۱۶) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۴،ص ۴۹۰]

{اَلَا وَ اِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ الخ}۔

دیکھو، ظلم تین قسم کا ہوتا ہے۔

یہ حصّہ شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۴۴) میں بنام امیر المومنینؑ اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۷) میں بنامِ امام محمد باقرؑ درج کیا ہے۔

(۸۹) نہج کا ۱۷۴ واں کلام ذِعلبِ یمانی سے رویتِ باری میں ہوا ہے۔اس کا آغاز ہے (۲/۱۲۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۷،ص ۴۹۴]

{لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُوْنُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ، وَ لٰكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوْبُ بِحَقَآئِقِ الْاِيْمَانِ}۔

اُسے آنکھیں آشکارا نہیں دیکھ سکتیں، لیکن دل ایمانی کی حقیقتوں کی وساطت سے پاسکتے ہیں۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص ۳۲) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی (مجلس ۵۵) اور کتاب التوحید (ص ۳۲۰ و ۳۲۴) میں اور شیخِ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۱) میں نقل کیا ہے۔

(۹۰) نہج کا ۱۷۵واں خطبہ یہ ہے۔ (۲/۱۲۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۸، ص ۴۹۴]

{اَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا قَضٰى مِنْ اَمْرٍ، وَ قَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَ عَلَى ابْتِلَآئِىْ بِكُمْ اَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِىْٓ اِذَآ اَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ، وَ اِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ الخ}۔

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اُس امر پر جس کا اُس نے فیصلہ کیا اور اُس کام پر جس نے اُس کو مقدر فرمایا اور تمہارے ذریعے سے اپنی آزمائش پر، اے میرا حکم نہ ماننے والو میری پکار کا جواب نہ دینے والو۔

یہ خطبہ الثقفی نے کتاب الغارات میں نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۱/۲۹۴)۔

(۹۱) نہج کا ۱۷۷واں خطبہ ہے (۲/۱۲۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۰، ص ۴۹۹]

{اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ مَصَآئِرُ الْخَلْقِ، وَ عَوَاقِبُ الْاَمْرِ}۔

اُس خدا کی تعریف جس کی طرف مخلوق کو لوٹنا ہے اور جس کے ہاتھ میں معاملے کے نتائج ہیں۔

اسے ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/۷۳) میں نقل کیا ہے۔

(۹۲) نہج کا خطبہ نمبر ۱۸۱ ہے (۲/۱۴۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۴، ص ۵۲۰]

{مَا وَحَّدَهٗ مَنْ كَيَّفَهٗ، وَ لَا حَقِيْقَتَهٗ اَصَابَ مَنْ مَّثَّلَهٗ}۔

جس نے اس کی کیفیت بیان کر دی اُس نے اُسے ایک نہ مانا اور جس نے اس

کی مثال قرار دیدی وہ اس کی حقیقت تک نہ پہنچا۔

اس خطبے کے بعض حصّے صدوق نے کتاب التوحید (ص ۲۴) اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۴) میں بنامِ امام رضاؑ ، اور کچھ ٹکڑے شیخِ صدوق نے کتاب التوحید (ص ۲۰۳ و ۲۴۳) اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۳۱) میں امیر المومنینؑ کی ذعلب سے گفتگو میں نقل کیے ہیں۔ ایک جملہ سیدِ مرتضیٰ نے امالی (۱/ ۱۰۳) میں درج کیا ہے۔

(۹۳) نہج کا کلام نمبر ۱۸۴ اس ٹکڑے پر مشتمل ہے۔(۲/ ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۸۷، ص ۵۳۱]

{اَیُّهَا النَّاسُ! سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ الخ}۔

مجھ سے میرے انتقال سے پہلے سوال کرلو۔

اسے ابوالفرج الاصبہانی نے الاغانی (۱۳/ ۱۵۹) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) نہج کا کلام نمبر ۱۸۸ حسبِ ذیل ہے (۲/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۰، ص ۵۶۶]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللهَ ـ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی ـ خَلَقَ الْخَلْقَ حِیْنَ خَلَقَهُمْ غَنِیًّا عَنْ طَاعَتِهِمْ الخ}۔

بعد ازاں، بے شک اللہ سُبحانہ وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا، تو وہ اُن کی اطاعت سے بے نیاز تھا۔

یہ خطبہ شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۵) نہج کے کلام ۱۹۲ کا ٹکڑا ہے (۲/ ۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۵، ص ۵۷۷]

{وَ لَقَدْ قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ اِنَّ رَاْسَهٗ لَعَلٰی صَدْرِیْ الخ}۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا، تو آپ کا سر میرے سینے پر تھا۔

یہ ٹکڑا شیخِ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۹۶) نہج کا کلام نمبر ۱۹۵ ہے (۲/ ۲۰۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۹۸، ص ۵۸۷]

{ وَاللّٰهِ! مَا مُعَاوِيَةُ بِأَدْهٰى مِنِّىْ، وَ لٰكِنَّهٗ يَغْدِرُ وَ يَفْجُرُ، وَ لَوْلَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ اَدْهَى النَّاسِ }۔

بخدا، معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں۔ لیکن وہ دھوکہ دیتا ہے اور بڑا خطا کار ہے۔ اور اگر دھوکہ دینے کو میں بُرا نہ جانتا، تو ساری دنیا سے زیادہ چالاک ثابت ہوتا۔

یہ کلام کلینی نے اصول کافی (ص ۲۳۲) اور فروع کافی (۳/ ۱۰) میں نقل کیا ہے۔

(۹۷) امیر المومنین علیہ السلام کا کلام نمبر ۱۹۷ ہے۔ (۲/ ۲۰۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۰، ص ۵۹۱]

{اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِّىْ، وَ عَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِىْ جِوَارِكَ الخ }۔

یا رسول اللہ، میری اور اپنی اُس بیٹی کی طرف سے آپ پر سلام ہو، جو آپ کے پڑوس میں آ گئی ہے۔

یہ کلام شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۶۷) بعینہ اور کلینی نے اصول کافی (۱۲۳) میں بالفاظِ مختلفہ روایت کیا ہے۔

(۹۸) نہج کا کلام ۱۹۸ یہ ہے (۲/ ۲۰۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۱، ص ۵۹۳]

{ اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ، وَ الْاٰخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوْا مِنْ مَّمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ الخ }۔

لوگوں! دنیا گذر گاہ ہے اور آخرت قیامگاہ۔ پس اپنی گذرگاہ سے اپنی قیامگاہ کے لئے کچھ لے جاؤ۔

یہ خطبہ ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۲/ ۲۵۳) میں مبرد نے کامل میں (ابن ابی الحدید ۲/ ۲)، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۰۰) میں، ابوعلی القالی نے کتاب الامالی (۱/ ۲۵۸)

میں، بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۲/۳۱) میں اور البکری نے سمط اللآلی (۱/۵۶۹) میں ایک اعرابی کے نام سے، اور ابن نباتہ مصری نے سرح العیون (ورق ۴۳ الف) میں سحبان بن زخر الوائلی متوفی ۵۴ھ (۶۷۴ء) کے نام سے، اور شیخِ صدوق نے الامالی (مجلس ۲۳ و ۳۹) میں بنامِ امیر المومنین علیہ السلام درج کیا ہے۔

(۹۹) نہج کا کلام ۲۰۱ ان لفظوں سے شروع ہوتا ہے۔ (۲/۲۱۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۴، ص ۵۹۵]

{اِنِّیْٓ اَکْرَہُ لَکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا سَبَّابِیْنَ الخ}۔

میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے والے بنو۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (بحار ۸/۴۷۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) نہج کا کلام ۲۰۳ ہے (۲/۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۶، ص ۵۹۶]

{اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ لَمْ یَزَلْ اَمْرِیْ مَعَکُمْ عَلٰی مَآ اُحِبُّ، حَتّٰی نَهِکَتْکُمُ الْحَرْبُ}۔

لوگو، میرا معاملہ تمہارے ساتھ میری پسند کے مطابق رہا تا آنکہ جنگ نے تمہیں کمزور کر دیا۔

یہ کلام ابن مزاحم الکوفی نے کتاب الصفین (ص ۲۶۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) نہج کا ۲۰۵ کلام ہے (۲/۲۱۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۰۸/۶۰۲]

{اِنَّ فِیْٓ اَیْدِی النَّاسِ حَقًّا وَّ بَاطِلًا، وَ صِدْقًا وَّ کَذِبًا، وَ نَاسِخًا وَّ مَنْسُوْخًا، وَ عَامًّا وَّ خَاصًّا، وَ مُحْکَمًا وَّ مُتَشَابِهًا، وَ حِفْظًا وَّ وَهْمًا، وَ لَقَدْ کُذِبَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰی عَهْدِهٖ، حَتّٰی قَامَ خَطِیْبًا، فَقَالَ: "مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ}۔

بیشک لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ، ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص محکم اور متشابہ اور یاداور وہم سب کچھ ہے۔اور یقیناً رسول اللہ پر خود اُن کے زمانے میں جھوٹ بولا گیا، تا آنکہ آپ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی اور کہا جو کوئی مجھ پر جان بوجھ کے جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ آگ کو بنا لے۔

یہ کلام ابو صادق سلیم بن قیس الہلالی العامری الکوفی (صاحب امیر المومنین وحسن و حسین وزین العابدین علیہم السلام) نے اپنی کتاب میں (منہج المقال ۱۶۱۔الف۔ ۱۶۲۔الف)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) امیر المومنین کا ۲۱۱واں خطبہ ہے (۲ / ۲۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۴، ص ۶۱۵]

{اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِيۡ عَلَيۡكُمۡ حَقًّا بِوِلَايَةِ اَمۡرِكُمۡ، وَلَكُمۡ عَلَيَّ مِنَ الۡحَقِّ مِثۡلُ الَّذِيۡ لِيۡ عَلَيۡكُمۡ الخ}۔

بعد ازاں، بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاملے کی سربراہی کی وجہ سے میرا حق تم پر قرار دیا ہے۔اور تمہارا حق بھی مجھ پر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرا حق تم پر۔

یہ خطبہ کلینی نے فروع الکافی (۳ / ۱۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) امیر المومنین کا ۲۱۲واں کلام ہے، جو کلام نمبر ۱۶۷ (۲ / ۱۰۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۱۷۰، ص ۴۷۵] میں بھی آیا ہے (۲ / ۲۱۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۵، ص ۶۲۱]

{ اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اَسۡتَعۡدِيۡكَ عَلٰى قُرَيۡشٍ، فَاِنَّهُمۡ قَدۡ قَطَعُوۡا رَحِمِيۡ، وَ اَكۡفَأُوۡا اِنَائِيۡ، وَ اَجۡمَعُوۡا عَلٰى مُنَازَعَتِيۡ حَقًّا كُنۡتُ اَوۡلٰى بِهٖ مِنۡ غَيۡرِيۡ الخ}۔

اے اللہ میں قریش اور اُن کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے انتقام کا طالب ہوں اُنہوں نے مجھ سے رشتہ توڑ لیا اور میرے برتن کو اُلٹ دیا اور بالاتفاق مجھ سے اُس حق پر جھگڑے جس کا میں دوسروں سے زیادہ مستحق تھا۔

یہ کلام الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۹۵) اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ (ص ۱۴۷) کے ایک لمبے خطبے کا جزو ہے۔ اس سے ملتے جلتے الفاظ شیخ مفید نے کتاب الجمل (ص ۵۴ و ۶۷) میں نقل کئے ہیں۔

(۱۰۴) نہج کا ۲۱۴ واں کلام ہے (۲ / ۲۲۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۶، ص ۶۲۲]

{ لَقَدْ اَصْبَحَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيْبًا! اَمَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ كُنْتُ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ قُرَيْشٌ قَتْلٰى الخ }۔

ابو محمد اس جگہ مسافر کی طرح پڑے ہیں بخدا میں اسے بُرا جانتا تھا کہ قریش مارے جائیں۔

یہ کلام مبرد نے الکامل (۱ / ۱۲۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد ((۲ / ۲۷۹) میں اور البیہقی نے المحاسن (۲ / ۵۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) نہج کا ۲۱۶ کلام ہے (۲ / ۲۳۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۱۸، ص ۶۲۳]

{ يَا لَهٗ مَرَامًا مَّا اَبْعَدَهٗ! الخ }۔

وہ شخص مقصد سے کتنا دور ہے!

یہ کلام علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷ / ۱۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۶) نہج کا ۲۱۹ واں کلام ہے (۲ / ۲۴۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۱، ص ۶۳۴]

{ وَ اللّٰهِ! لَاَنْ اَبِيْتَ عَلٰى حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّدًا، وَ اُجَرَّ فِى الْاَغْلَالِ مُصَفَّدًا، اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ظَالِمًا لِّبَعْضِ الْعِبَادِ الخ }۔

بخدا، سعدان کے کانٹوں پر ساری رات جاگ کر گزارنا، اور گلے میں لوہے کا طوق ڈال کر کھینچا جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے اس حال میں ملوں کہ میں نے کچھ بندوں پر ظلم کیا ہو۔

یہ کلام شیخ صدوق نے اپنی امالی (مجلس ۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۷) نہج کا ۲۲۱واں خطبہ ہے (۲/ ۲۴۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۳، ص۶۳۶]

{وَ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللهِ! اَنَّكُم وَ مَآ اَنْتُمْ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيْلِ مَنْ قَدْ مَضٰى قَبْلَكُمْ الخ}۔

بندگانِ خدا، یاد رکھو تم اور دنیا کی جن رنگ رلیوں میں تم پھنسے ہوئے ہو وہ سب اُسی راہ پر گامزن ہے جس پر تمہارے پیش رو جا چکے ہیں۔

یہ خطبہ علی بن محمد الواسطی نے عیون الحکم (بحار ۱۷/ ۱۱۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۸) نہج کا ۲۲۳واں کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف [1] پر مشتمل ہے۔ فرماتے ہیں (۲/ ۲۴۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، خطبہ ۲۲۵، ص۶۳۸]

{لِلّٰهِ بِلَآءُ فُلَانٍ، فَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ، وَ دَاوَى الْعَمَدَ، خَلَّفَ الْفِتْنَةَ وَ اَقَامَ السُّنَّةَ! ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ، قَلِيْلَ الْعَيْبِ. اَصَابَ خَيْرَهَا، وَ سَبَقَ شَرَّهَا، اَدّٰى اِلَى اللهِ طَاعَتَهٗ، وَ اتَّقَاهُ بِحَقِّهٖ، رَحَلَ وَ تَرَكَهُمْ فِيْ طُرُقٍ مُّتَشَعِّبَةٍ، لَا يَهْتَدِىْ فِيْهَا الضَّالُّ، وَ لَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِىْ}۔

اللہ فلاں کا بھلا کرے! اُس نے کجی کو سیدھا کیا، اور مرض کا علاج کیا، اور فتنے سے الگ رہا اور سنتِ رسول کو برپا کیا۔ پاک کپڑے لے کر اور کم عیب بن گیا۔ حکومت کی بھلائی تک پہنچا، اور اُس کے شر سے آگے نکل گیا۔ اللہ کی اطاعت و تابعداری کی، اور اُس سے کما حقہ ڈرتا رہا۔ اُس نے دنیا سے کوچ کیا اس حال میں کہ لوگ جدا جدا راستوں پر چل پڑے تھے۔ جن میں گمراہ کو رہ نہیں ملتی اور ہدایت یافتہ کو یقین نہیں آتا۔

---

[1] شیعہ شارحین اس سے متفق نہیں۔

طبری (۵/ ۲۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے بنتِ ابوحثمہ کی تھی ۔امیرالمومنینؑ نے اُس کی تصویب کی اور یہ فرمایا کہ یہ لفظ اُس نے خودنہیں کہے بلکہ اللہ تعالی نے اُس کی زبان پر جاری فرمائے ہیں۔(نہج البلاغہ،شائع کردہ احباب پبلشرص ۶۸۸)

(۱۰۹) نہج کا ۲۲۴واں کلام ہے(۲/ ۲۴۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۲۶،ص ۶۴۳]

{وَبَسَطْتُمْ يَدِيْ فَكَفَفْتُهَا،وَمَدَدْتُمُوْهَا فَقَبَضْتُهَا،ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْاِبِلِ الْهِيْمِ عَلٰى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا الخ}۔

تم نے میرا ہاتھ کھولا تو میں نے اُسے روکا اور تم نے اُسے کھینچا تو میں نے اُسے سمیٹ لیا پھرتم مجھ پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے پیاسے اونٹ حوضوں پر اپنی باری کے دن ٹوٹتے ہیں۔

اس سے ملتے جلتے جملے ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۱۶۵) میں جو خط نقل کیا ہے اُس کے اندر موجود ہیں۔ اور خود یہ کلام شیخِ مفید نے الارشاد(ص ۱۴۲) اور کتاب الجمل (ص ۱۲۸) میں اور ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ا/ ۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۰) نہج کا ۲۲۶واں خطبہ ہے(۲/ ۲۵۳) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۲۸،ص ۶۴۵]

{ فَصَدَعَ بِمَآ اُمِرَ بِهٖ، وَ بَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ، فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ، وَ رَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ }۔

پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن باتوں کو جن پر مامور تھے برملا پیش کیا اور اپنے رب کے پیام پہنچائے پھر اللہ نے اُن کے ذریعے سے شگاف کو بھر دیا اور پھٹے کو سی دیا۔

یہ خطبہ علاوہ واقدی کی کتاب الجمل کے جس کا خود رضی نے حوالہ دیا ہے،ابن عبدربہ کی

العقد (۲/۱۶۴و۲۷۷)میں اورشیخِ مفید کی الارشاد (ص۱۴۲)اور کتاب الجمل (ص۱۲۸)میں موجود ہے۔

(۱۱۱) نہج کا ۲۳۳واں خطبہ ہے(۲/۲۵۱) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۳۵،ص۶۵۱]

{ جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَ عَبِيْدٌ اَقْزَامٌ، جُمِّعُوْا مِنْ كُلِّ اَوْبٍ، وَ تُلُقِّطُوْا مِنْ كُلِّ شَوْبٍ }۔

کھرے اوباش ہیں۔ کمینے غلام ہیں، ہر کونے کھدرے سے اکٹھے کر لیے گئے ہیں اور ہر دوغلے قبیلے سے اُنھیں پالیا گیا ہے۔

یہ ٹکڑا ایک طویل خطبے میں سے انتخاب کیا گیا ہے۔جو ابراہیم الثقفی کی کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ا/۲۹۶)اور ابن قتیبہ کی الامامۃ والسیاسۃ میں موجود ہے۔

(۱۱۲) نہج کا ۲۳۴واں خطبہ ہے۔(۲/۲۵۹) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،خطبہ ۲۳۶،ص۶۵۲]

{ هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَ مَوْتُ الْجَهْلِ }۔

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔

یہ خطبہ الحرانی نے تحف العقول (ص۵۳)میں اور کلینی نے کافی (۳/۱۸۰)میں نقل کیا ہے۔

ماخذ خطوط

ان خطبوں کے ساتھ ساتھ حسبِ ذیل خطوط بھی تاریخ و ادب کی کتابوں میں منقول ہوئے ہیں:

(۱) نہج کا سب سے پہلا خط اہلِ کوفہ کے نام ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے برتاؤ کا ذکر فرمایا ہے۔ اُس کا غاز ہے (۳/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ا، ص ٦٥]

{ اَمَّا بَعۡدُ! فَاِنِّیۡ اُخۡبِرُکُمۡ عَنۡ اَمۡرِ عُثۡمَانَ حَتّٰی یَکُوۡنَ سَمۡعُهٗ کَعِیَانِهٖ: اِنَّ النَّاسَ طَعَنُوۡا عَلَیۡهِ. فَکُنۡتُ رَجُلًا مِّنَ الۡمُهَاجِرِیۡنَ اُکۡثِرُ اسۡتِعۡتَابَهٗ، وَ اُقِلُّ عِتَابَهٗ الخ }۔

بعد ازاں، میں تمہیں عثمان کے قصّے کی خبر سناتا ہوں، تا آنکہ اُس کا سننا ایسا ہو جیسا اُس کا دیکھنا۔ لوگوں نے اُن پر الزام لگائے، میں مہاجرین میں سے وہ شخص تھا کہ ان کو خوش زیادہ رکھتا تھا، اور اُن پر خفا کم ہوتا تھا۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ٦٨) میں، ابن الشیخ نے امالی (ص ٨٧) میں اور شیخِ مفید نے کتاب الجمل (ص ١١٦ و ١٢٤) میں نقل کیا ہے۔

(۲) نہج کا تیسرا خط قاضی شریح کے نام ہے۔ (۳/۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳، ص ٦٦٠]

{ یَا شُرَیۡحُ! اَمَاۤ اِنَّهٗ سَیَاۡتِیۡكَ مَنۡ لَّا یَنۡظُرُ فِیۡ کِتَابِكَ، وَ لَا یَسۡئَلُكَ عَنۡ بَیِّنَتِكَ الخ }۔

اے شریح، تیرے پاس جلد ہی وہ آ پہنچے گا جو نہ تیری دستاویز ہی دیکھے گا اور نہ تیرے گواہوں کو پوچھے گا۔

یہ خط شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ٥١) میں نقل کیا ہے۔

(۳) نہج کا ۵واں خط اشعث بن قیس عاملِ آذر بائیجان کے نام ہے۔اس کا آغاز ہے (۳/ ۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵، ص ۲۶۴]

{ وَ اِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ، وَ لٰكِنَّهٗ فِيْ عُنُقِكَ اَمَانَةٌ، وَ اَنْتَ مُسْتَرْعًى لِّمَنْ فَوْقَكَ الخ }۔

تیرا کام تیرا کھاجا نہیں ہے بلکہ وہ تیری گردن میں امانت ہے اور تو اپنے سے بلند رتبہ کی نظر کے نیچے ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۳) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۲) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴) نہج کا چھٹا خط حضرت معاویہ کے نام ہے۔فرماتے ہیں۔(۳/ ۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶، ص ۶۶۵]

{اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَكُنْ لِّلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ، وَ لَا لِلْغَآئِبِ اَنْ يَّرُدَّ الخ }۔

بیشک میری بیعت اُنھیں لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر وعمر اور عثمان کی بیعت کی تھی اور اُسی بات پر کی ہے جس پر ان کی کی تھی پس حاضر کو پسند کرنے اور غائب کو رد کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۸) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۹۳) میں، ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری متوفی ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) نے اخبار الطوال (ص ۱۶۶) میں اور ابن عبدربہ نے (العقد (۲ / ۲۸۴ و ۲۸۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵) نہج کا ۷واں خط بھی انھیں کے نام ہے (۳/ ۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۷، ص ۶۶۷] اوراس طرح شروع ہوا ہے۔

{اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ اَتَتۡنِیۡ مِنۡكَ مَوۡعِظَةٌ مُّوَصَّلَةٌ، وَ رِسَالَةٌ مُّحَبَّرَةٌ الخ}۔

بعدازاں، مجھے تیری جانب سے بناوٹی نصیحت اور آراستہ خط ملا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۳۳و۳۴) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (ص۱۰۱) میں، مبرد نے الکامل (۱/ ۱۹۳) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(٦) نہج کا ۸واں خط جو جریر البجلی کے نام ہے۔(۳/۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۸، ص٦٦٧] یُوں شروع ہوا ہے۔

{اَمَّا بَعۡدُ! فَاِذَآ اَتَاكَ كِتَابِیۡ فَاحۡمِلۡ مُعَاوِیَةَ عَلَی الۡفَصۡلِ الخ}۔

بعدازاں، جب میرا یہ خط تجھے ملے، تو معاویہ کو قطعی فیصلے پر آمادہ کرنا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۳۲) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۲۸۴) میں نقل کیا ہے۔

(٧) نہج کا ۹واں خط یہ ہے (۳/ ۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۹، ص ٦٦٨]

{فَاَرَادَ قَوۡمُنَا قَتۡلَ نَبِیِّنَا وَ اجۡتِیَاحَ اَصۡلِنَا، وَهَمُّوۡا بِنَا الۡهُمُوۡمَ، وَ فَعَلُوۡا بِنَا الۡاَفَاعِیۡلَ الخ}۔

پس ہماری قوم نے چاہا کہ ہمارے نبی کو مار ڈالے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکے اور انہوں نے ہم پر رنج وغم کے پہاڑ توڑنا چاہے، اور ہمارے ساتھ نازیبا کام کیے۔

یہ پورا خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۴۸) میں اور اس کا تیسرا پیراگراف ابن عبدربہ نے العقد (۲/ ۲۸٦) میں نقل کیا ہے۔

(۸) نہج کا ۱۰ واں خط یُوں شروع ہوا ہے۔(۳/ ۱۲) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۱۰، ص ۶۷۲]

{وَ كَيْفَ اَنْتَ صَانِعٌ اِذَا تَكَشَّفَتْ عَنْكَ جَلَابِيْبُ مَآ اَنْتَ فِيْهِ مِنْ دُنْيَا، قَدْ تَبَهَّجَتْ بِزِيْنَتِهَا، وَ خَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا الخ}۔

تو اُس وقت کیا کرے گا جب تیرے سامنے سے دنیا کے پردے اٹھ جائینگے وہ دنیا جو اپنے سنگار کے باعث خوبصورت نظر آتی ہے اور اپنی لذّت سے دھوکہ دیتی ہے۔

اس خط کے ابتدائی دو ٹکڑے ''وَ اِنَّهٗ يُوْشِكُ'' سے ''وَ لَا شَرَفٍ بَاسِقٍ'' تک ابن مزاحم نے کتاب الصفین)ص ۵۹) میں نقل کیے ہیں۔

(۹) نہج کا ۱۱ واں خط ہے (۳/ ۱۴) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۱۱،ص ۶۷۴]

{فَاِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ اَوْ نَزَلَ بِكُمْ، فَلْيَكُنْ مُّعَسْكَرُكُمْ فِيْ قُبُلِ الْاَشْرَافِ، اَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ الخ}۔

جب تم دشمن کے مقابل پر اوڈالو یا وہ تمہارے سامنے آکر اُترے، تو تمہاری لشکرگاہ بلندیوں کے آگے اور پہاڑوں کی تلیھٹی میں ہونا چاہیے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۶۶) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) نہج کی ۱۲ ویں وصیّت ہے (۳/ ۱۵) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب ۱۲،ص ۶۷۶]

{اِتَّقِ اللهَ الَّذِىْ لَابُدَّ لَكَ مِنْ لِّقَآئِهٖ الخ}۔

اُس خدا سے ڈرتے رہو جس سے ملنا لابدی ہے۔

یہ وصیت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۷۸) میں نقل کی ہے۔

(۱۱) نہج کا ۱۳واں خط یہ ہے (۳/ ۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۳/ ۶۷۶]

{وَقَدْ اَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَ عَلٰى مَنْ فِيْ حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرَ فَاسْمَعَا لَهٗ وَ اَطِيْعَا. وَ اجْعَلَاهُ دِرْعًا وَّ مِجَنًّا الخ}۔

میں نے تم پر اور تمہاری کمان کے آدمیوں پر مالک بن حارث اشتر کو حاکم بنا یا ہے اب تم اُس کی سنو اور مانو، اور اُسے زرہ اور ڈھال بنالو۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۸۱) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۵/ ۲۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) نہج کی ۱۴ویں وصیت یہ ہے (۳/ ۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۴، ص ۶۷۸]

{لَا تُقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى يَبْدَؤُكُمْ الخ}۔

اُن سے جنگ نہ کرنا جب تک وہ پہل نہ کریں۔

یہ وصیّت ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۱۰۶) میں نقل کی ہے۔

(۱۳) نہج کا ۱۶واں خط ہے (۳/ ۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۶، ص ۶۸۱]

{لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ}۔

تم پر وہ فرار گراں نہ ہوگا جس کے بعد تمہاری طرف سے حملہ ہو۔

اس کا آخری حصّہ جو "فَوَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ" سے شروع ہوتا ہے، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۱/ ۸۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) نہج کا ۱۷واں خط یہ ہے۔ (۳/ ۱۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۷، ص ۶۸۲]

{وَ اَمَّا طَلَبُكَ اِلَيَّ الشَّامَ. فَاِنِّيْ لَمْ اَكُنْ لِّاُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ اَمْسِ الخ}۔

رہا تیرا مجھ سے شام کا ملک مانگنا تو تجھے آج بھی وہ نہیں دوں گا جو کل روک چکا ہوں۔

یہ خط نصر ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۹۷و۲۵۲) میں، ابن قتیبہ نے الامامہ (۱۱۵) میں، دینوری نے الاخبار الطوال (ص۱۹۹) میں، مسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء) نے مروج الذہب (۲/ ۴۸) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی (۱/ ۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۵) نہج کا ۱۸واں خط ہے (۳/ ۲۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۱۸، ص ۶۸۷]

{ وَاعۡلَمۡ اَنَّ الۡبَصۡرَةَ مَهۡبِطُ اِبۡلِيۡسَ وَ مَغۡرِسُ الۡفِتَنِ، فَحَادِثۡ اَهۡلَهَا بِالۡاِحۡسَانِ اِلَيۡهِمۡ. وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةَ الۡخَوۡفِ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ }۔

یہ جان لوگوں کہ بصرہ شیطان کا گھر اور فتنوں کی کھیتی ہے اس کے باشندوں سے احسان کا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گھانٹھ کھول دینا۔

اس پیراگراف کا آخری جملہ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۷) میں، عبد اللہ ابن المعتز العباسی متوفی ۲۹۶ھ (۹۰۸ء) نے کتاب البدیع (ص 4) میں اور ابو ہلال عسکری نے الصناعتین (ص213) میں نقل کیا ہے۔

(۱۶) نہج کا ۲۲واں خط ہے۔ (۳/ ۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۲۲، ص ۶۹۱]

{اَمَّا بَعۡدُ، فَاِنَّ الۡمَرۡءَ قَدۡ يَسُرُّهٗ دَرَكُ مَا لَمۡ يَكُنۡ لِّيَفُوۡتَهٗ، وَ يَسُوۡٓؤُهٗ فَوۡتُ مَا لَمۡ يَكُنۡ لِّيُدۡرِكَهُ الخ }۔

بعد ازاں، آدمی کو کبھی اُس شے کا پانا خوش کرتا ہے جسے وہ کبھی کھو نہ سکتا تھا اور اُس شے کا کھو دینا غمگین بنا دیتا ہے جسے وہ پا نہ سکتا تھا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص۴۶) میں، القالی نے الامالی (۲/ ۹۶) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۳۵۵) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۱۳) میں، ابو حیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۳۵۳) میں اور باقلانی نے اعجاز القرآن (۱/ ۱۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(١٧) نہج کا ٢٧واں خط ہے۔(٣/ ٣١) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ٢٧، ص ٦٩٩]

{فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ}۔

پس اُن کے لئے اپنا بازو جھکا دے، اور اپنا پہلو نرم کر دے۔

یہ خط شیخ مفید نے کتاب المجالس اور کتاب الامالی (بحار ١٠١/١٧) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ١٦) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ٤١) میں نقل کیا ہے۔

(١٨) نہج کا ٣٠واں خط ہے۔(٣/ ٤١) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ٣٠، ص ٧١١]

{فَاتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا لَدَيْكَ، وَانْظُرْ فِيْ حَقِّهٖ عَلَيْكَ، وَارْجِعْ اِلٰى مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهٖ الخ}۔

تو اللہ سے اُن چیزوں کے بارے میں ڈرتے رہنا جو تیرے پاس ہیں اور اپنے آپ پر اُس کے حق کو نظر میں رکھنا اور اُس چیز کے جاننے کی طرف دھیان دینا جس کے نہ جاننے پر معذور نہ قرار دیا جائے۔

ابن ابی الحدید (٢/ ٢٦٠) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو اربابِ سیر نے زیادہ مکمل شکل میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ اس کا آغاز یُوں بتاتا ہے:

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِيْ كِتَابُكَ تَذْكُرُ مُشَاغَبَتِيْ الخ}۔

بعد ازاں، مجھے تیرا خط ملا، جس میں تو نے میری شر پسندی کا ذکر کیا ہے۔

(١٩) نہج کا ٣١واں خط ہے (٣/ ٤٢) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ٣١، ص ٧١٣]

{مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ، الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ، الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الخ}۔

اُس باپ کی طرف سے جو مرنے والا ہے، زمانہ کے بس میں ہے اور کہن سال ہے۔

یہ طویل خط ابو احمد حسن بن عبداللہ بن سعید عسکری نے کتاب الزواجر والمواعظ میں (بحار ١٧/ ٥٧)، کلینی نے کتاب الرسائل میں (بحار ١٧/ ٥٧)، الحرانی نے تحف العقول (ص ١٤) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (١/ ٣٦٢) میں نقل کیا ہے۔

(۲۰) نہج کا ۳۲واں خط ہے۔(۳/ ٦۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۲، ص ۷۳۱]

{وَاَرْدَیْتَ جِیْلاً مِّنَ النَّاسِ کَثِیْرًا، خَدَعْتَھُمْ بِغَیِّكَ، وَاَلْقَیْتَھُمْ فِیْ مَوْجِ بَحْرِكَ الخ}۔

تو نے بہت لوگوں کو ہلاک کر دیا، اُنھیں اپنی گمراہی سے دھوکا دیا، اور اپنے سمندر کی موج میں ڈال دیا۔

یہ خط ابوالحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۹ء) نے مع اس کے جواب کے نقل کیا ہے (ابن ابی الحدید ۲/ ۲۸۱)، اور اس کا آغاز یُوں بتایا ہے۔

{اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْیَا دَارُ تِجَارَةٍ وَ رِبْحُھَا اَوْ خَسْرُھَا فِی الْاٰخِرَةِ الخ}۔

بعد ازاں، دنیا تجارت گاہ ہے اور اس کا نفع یا نقصان آخرت میں ملے گا۔

(۲۱) نہج کا ۳۴واں خط ہے (۳/ ٦٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۴، ص ۷۳۳]

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِیْ مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِیْحِ الْاَشْتَرِ اِلٰی عَمَلِكَ، وَ اِنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ ذٰلِكَ اسْتِبْطَآءً لَّكَ فِی الْجُھْدِ الخ}۔

بعد ازاں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس سے رنجیدہ ہو کہ تمھارے کام پر اشتر کو بھیج دیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام اس بنا پر نہیں کیا ہے کہ تمہیں کوشش کے اندر سست پایا تھا۔

یہ خط ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۲/ ۲۹۲) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (٦/ ۵۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) نہج کا ۳۵واں خط ہے (۳/ ٦۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۵، ص ۷۳۴]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ قَدِ اسْتُشْهِدَ الخ}۔

بعد ازاں، مصر (دشمن کے ہاتھوں) فتح ہو گیا اور محمد بن ابی بکر، اللہ اُس پر رحم کرے، شہید کر ڈالا گیا۔

یہ خط بھی ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۲۹۵) میں اور طبری نے تاریخ (۶ / ۶۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) نہج کا ۳۶واں خط ہے (۳ / ۶۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۶، ص ۷۳۴]

{فَسَرَّحْتُ اِلَيْهِ جَيْشًا كَثِيْفًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. فَلَمَّا بَلَغَهُ ذٰلِكَ شَمَّرَ هَارِبًا}۔

میں نے اُس کی طرف مسلمانوں کا بڑا لشکر بھیجا۔ جب اس کی اُسے اطلاع ملی، تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۵۷) میں اور ابو الفرج اصفہانی نے الاغانی (ص ۱۵ / ۴۴) میں نقل کیا ہے اور اس کے آخری دو شعر ابن عبد ربہ نے اس خط کے حوالے سے العقد (۱ / ۲۴۵ و ۳۵۷) میں درج کیے ہیں۔

(۲۴) نہج کا ۳۸واں خط اہل مصر کے نام یُوں شروع ہوا ہے۔ (۳ / ۷۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۸، ص ۷۳۸]

{مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ غَضِبُوْا لِلّٰهِ حِيْنَ عُصِيَ فِيْٓ اَرْضِهٖ، وَ ذُهِبَ بِحَقِّهٖ الخ}۔

اے اللہ کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے اُن لوگوں کے نام جو اللہ کی خاطر اس وقت خفا ہوئے۔ جب زمین میں اللہ کی نافرمانی کی گئی اور اُس کا حق غصب کیا گیا۔

یہ خط طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۵۵) میں اور نجاشی نے کتاب الرجال (ص ۱۴۴) میں نقل کیا ہے۔

(۲۵) نہج کا ۳۹واں خط ہے (۳/۷۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۳۹، ص ۷۳۹]

{اِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِيْنَكَ تَبَعًا لِّدُنْيَا امْرِئٍ ظَاهِرٍ غَيُّهٗ، مَهْتُوْكٍ سِتْرُهٗ الخ}۔

بیشک تونے اپنے دین کو ایسے آدمی کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گمراہی ظاہر ہے اور پردہ چاک ہو چکا ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ابن ابی الحدید ۲/۲۸۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۶) نہج کا ۴۰واں خط ہے (۳/۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۰، ص ۷۳۹]

{اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكَ اَمْرٌ اِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهٗ فَقَدْ اَسْخَطْتَّ رَبَّكَ، وَعَصَيْتَ اِمَامَكَ، وَاَخْزَيْتَ اَمَانَتَكَ الخ}۔

بعد ازاں، مجھے تیری طرف سے ایسی بات کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تو نے وہ بات کی ہے تو اپنے رب کو ناراض کر لیا، اپنے حاکم کی نافرمانی کی، اور اپنی امانت کو رسوا کیا۔

یہ خط ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۷) نہج کا ۴۱واں خط ہے (۳/۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۱، ص ۷۴۰]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَكْتُكَ فِيْٓ اَمَانَتِيْ، وَ جَعَلْتُكَ شِعَارِيْ وَ بِطَانَتِيْ الخ}۔

بعد ازاں، میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا تھا اور اپنا ظاہر و باطن لباس قرار دے لیا تھا۔

اس خط کو ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (۱/۵۷) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۲۹۶) میں، ابو ہلال العسکری نے کتاب الاوائل (ص ۳۰۲) میں اور ابومنصور الثعالبی نے ثمار القلوب (۵۰۳) میں نقل کیا ہے۔

(۲۸) نہج کا ۴۶واں خط کسی گورنر کے نام ہے۔ (۳ / ۸۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۶، ص ۷۵۸]

{ اَمَّا بَعۡدُ! فَاِنَّكَ مِمَّنۡ اَسۡتَظۡهِرُ بِهٖ عَلٰى اِقَامَةِ الدِّيۡنِ، وَ اَقۡمَعُ بِهٖ نَخۡوَةَ الۡاَثِيۡمِ الخ }۔

بعدازاں، تو اُن میں سے ہے جن سے میں امن کی اقامت میں امداد لیا کرتا ہوں، اور جن کے ذریعے گناہ گار کی نخوت کا قلع قمع کرتا ہوں۔

طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۵۴) میں اس خط کو نقل کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس کا مکتوب الیہ اشتر ہے۔

(۲۹) نہج کا ۴۷واں خط حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو وصیّت ہے۔ اس کا آغاز ہے۔ (۳ / ۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۴۷، ص ۷۵۸]

{ اُوۡصِيۡكُمَا بِتَقۡوَى اللّٰهِ، وَ اَنۡ لَّا تَبۡغِيَا الدُّنۡيَا وَ اِنۡ بَغَتۡكُمَا، وَ لَا تَأۡسَفَا عَلٰى شَيۡءٍ مِّنۡهَا زُوِيَ عَنۡكُمَا، وَ قُوۡلَا بِالۡحَقِّ، وَ اعۡمَلَا لِلۡاَجۡرِ، وَ كُوۡنَا لِلظَّالِمِ خَصۡمًا وَّ لِلۡمَظۡلُوۡمِ عَوۡنًا الخ }۔

میں تم دونوں کو تاکید کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی اور یہ کہ دنیا طلب نہ کرنا خواہ وہ تمہاری طالب ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو دنیوی شے تم سے کھو جائے اُس پر غم نہ کھانا اور حق بات کہنا اور اجر کے لئے عمل کرنا اور ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہنا۔

یہ وصیّت مبرد نے الکامل (۲ / ۱۵۲) میں، طبری نے تاریخ (۶ / ۸۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں، ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین (ص ۱۵) میں اور ابو القاسم الزجاجی متوفی ۳۳۷ھ (۹۴۸ء) نے کتاب الامالی (ص ۱۱۵) میں نقل کی ہے۔

(۳۰) نہج ۴۸واں خط یُوں شروع ہوتا ہے۔(۳/۸۷) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار، مکتوب۴۸،ص۷۶۰]

{وَ اِنَّ الْبَغْیَ وَ الزُّوْرَ یُذِیْعَانِ بِالْمَرْءِ فِیْ دِیْنِهٖ وَ دُنْیَاهُ الخ}۔

بیشک بغاوت اور جھوٹ انسان کو اُس کے دین اور دُنیا دونوں میں رسوا کردیتے ہیں۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۲۶۷) میں اور الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱/۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۱) نہج کا ۴۹واں خط ہے (۳/۸۸) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب۴۹،ص۷۶۱]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الدُّنْیَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَیْرِهَا، وَ لَمْ یُصِبْ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَیْئًا، اِلَّا فَتَحَتْ لَهٗ حِرْصًا عَلَیْهَا الخ}۔

بعدازاں، دنیا دوسری چیزوں سے بے پروا بنادیتی ہے اور دنیادار جب اُس کا کچھ حصّہ پاتا ہے تو وہ اُس پر حرص کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۶۰ و ۲۶۹) میں اور دینوری نے الاخبار الطوال (ص۱۷۴) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) نہج کا ۵۰واں خط ہے (۳/۸۸) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب۵۰،ص۷۶۱]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ حَقًّا عَلَی الْوَالِیْ اَنْ لَّا یُغَیِّرَهٗ عَلٰی رَعِیَّتِهٖ فَضْلٌ نَّالَهٗ الخ}۔

بعدازاں، والی کا فرض ہے اگر اسے کوئی بڑائی ملے تو وہ اپنی رعایا کے ساتھ برتاؤ نہ بدلے۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص۵۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) نہج کا ۵۱واں خط ہے (۳/۹۰) [نہج البلاغہ،مطبوعہ افکار،مکتوب۵۱،ص۷۶۲]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ مَنْ لَّمْ یَحْذَرْ مَا هُوَ صَآئِرٌ اِلَیْهِ، لَمْ یُقَدِّمْ

لِنَفۡسِهٖ مَا یُحۡرِزُهَا الخ }۔

بعد ازاں، جو شخص اپنے انجام سے نہیں ڈرتا، وہ خطروں سے اپنے بچاؤ کا سامان بھی نہیں کرتا۔

یہ خط ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۵۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) نہج کا ۵۳ واں خط ہے (۳/ ۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۳، ص ۷۶۴]

{ هٰذَا مَآ اَمَرَ بِهٖ عَبۡدُ اللّٰهِ عَلِیٌّ اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ، مَالِكَ بۡنَ الۡحَارِثِ الۡاَشۡتَرَ، فِیۡ عَهۡدِهٖ اِلَیۡهِ حِیۡنَ وَلَّاهُ مِصۡرَ الخ }۔

یہ وہ وصیت ہے جس کا حکم اللہ کے بندے علی امیر المومنین نے مالک بن الاشتر کو مصر کا گورنر بناتے وقت دیا ہے۔

یہ خط الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۸) میں نقل کیا ہے۔

(۳۵) نہج کا ۵۴ واں خط ہے۔ (۳/ ۱۱۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۵۴، ص ۷۹۲]

{ اَمَّا بَعۡدُ! فَقَدۡ عَلِمۡتُمَا وَ اِنۡ كَتَمۡتُمَا، اَنِّیۡ لَمۡ اُرِدِ النَّاسَ حَتّٰی اَرَادُوۡنِیۡ الخ }۔

بعد ازاں، تم دونوں جانتے ہو اگرچہ اسے چھپاتے ہو کہ میں نے لوگوں کا اس وقت تک قصد نہ کیا جب تک وہ میری طرف نہ بڑھے۔

یہ خط ابن قتیبہ نے الامامہ (ص ۷۲) میں اور اعثم کوفی نے کتاب الفتوح (مناقب ابن شہر آشوب ۳/ ۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) نہج کا ۶۰ واں خط ہے (۳/ ۱۲۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ۶۰، ص ۷۹۸]

{ اَمَّا بَعۡدُ! فَاِنِّیۡ قَدۡ سَیَّرۡتُ جُنُوۡدًا هِیَ مَارَّةٌ بِكُمۡ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ، وَ قَدۡ اَوۡصَیۡتُهُمۡ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ عَلَیۡهِمۡ، مِنۡ كَفِّ الۡاَذٰی وَ صَرۡفِ الشَّذٰی، وَاَنَا اَبۡرَاُ اِلَیۡكُمۡ وَاِلٰی ذِمَّتِكُمۡ، مِنۡ مَّعَرَّةِ

الْجَیْشِ الخ}

بعدازاں، میں نے کچھ لشکر روانہ کیے ہیں، جو خدا نے چاہا تو تمہارے علاقے میں گزریں گے۔ میں نے اُنہیں تاکید کر دی ہے کہ خدا کی طرف سے ان پر فرض ہے کہ اذیت دینے اور شرارت کرنے سے بچیں۔اور میں تم پر اور ذمیوں پر اس فوج کی زیادتی سے بری ہوں۔

یہ خط بتغیرِ الفاظ ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ٦٨) میں نقل کیا ہے۔

(٣٧) نہج کا ٦٢ واں خط اہلِ مصر کے نام ہے جو یُوں شروع ہوا ہے۔

[نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ٦٢، ص ٧٩٩]

{اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا نَذِیْرًا لِّلْعٰلَمِیْنَ الخ}۔

بعدازاں، بیشک اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے جہان کے لئے نذیر بنا کر بھیجا۔

یہ خط ایک طویل خطبے کی شکل میں ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ١/ ٢٩٥) میں نقل کیا ہے۔

(٣٨) نہج کا ٦٨ واں خط حضرت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو اپنی خلافت سے پہلے تحریر فرمایا تھا (٣/ ١٤١) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، مکتوب ٦٨، ص ٨١١]

{ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَا مَثَلُ الْحَیَّةِ. لَیِّنٌ مَّسُّهَا. قَاتِلٌ سَمُّهَا الخ}۔

بعدازاں، دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے سانپ کہ اس کا چھونا نرم ہے اور زہر قاتل۔

یہ خط کلینی نے اصول الکافی (ص ١٨٧) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ١٣٧) میں اور ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (ورق ٩٦۔ب) میں نقل کیا ہے۔

ماخذ حکم

امیر المومنین کے بہت سے حکیمانہ اقوال بھی نہج البلاغہ کے تیسرے باب میں نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے شاید دو چار قول ہی ایسے ہوں جن پر کسی طرح کا شبہ کیا جا سکے۔ پھر تاریخ و حدیث و ادب کے پہاڑوں میں سے ان جواہر کے معدنوں کا کھوج نکالنا بھی نہ آسان ہے اور نہ تھوڑے وقت میں یہ کام انجام دیا جا سکتا ہے، اس لئے ذیل میں صرف اُن چند اقوال کے حوالے پیش کرتا ہوں جن پر دورانِ کار میں مطلع ہو گیا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) (۳/ ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰، ص ۸۲۶]

{إِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْهُ شُكْرًا لِلْقُدْرَةِ عَلَيْهِ}

جب تو اپنے دشمن پر قدرت حاصل کر لے، تو اُسے معاف کرنے کو اُس پر قدرت ملنے کا شکریہ قرار دے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۲) (۳/ ۱۵۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱، ص ۸۲۷]

{أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اكْتِسَابِ الاخْوَانِ، وَ أَعْجَزُ مِنْهُ مَنْ ضَيَّعَ مَنْ ظَفِرَ بِهِ مِنْهُمْ}

سب سے زیادہ عاجز آدمی وہ ہے جو دوست حاصل کرنے میں عاجز رہے اور اُس سے بھی زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست پا کر اسے ضائع کر دے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/۱) میں اور القالی نے ذیل الامالی (ص ۱۱۲) میں نقل کیا ہے۔

(۳) (۳/ ۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴، ص ۸۲۷]

{مَا كُلُّ مَفْتُوْنٍ يُّعَاتَبُ}۔

ہر فتنہ زدہ پر عتاب نہیں کیا جاسکتا۔

یہ قول شیخ)(مفید نے کتاب الجمل (ص ۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۴) (۳/ ۱۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶، ص ۸۲۸]

{غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ}۔

بڑھاپے کو بدلو، اور یہود جیسے نہ بنو۔

امیر المومنینؑ نے قول نبوی کے بارے میں فرمایا تھا:

{ذٰلِكَ وَ الدِّيْنُ قُلٌّ، فَاَمَّا الْاٰنَ وَ قَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهٗ وَ ضَرَبَ بِجِرَانِهٖ، فَامْرُؤٌ وَّمَا اخْتَارَ}

یہ حکم اُس وقت تھا جب اسلام کم تعداد تھا۔اب کہ اُس کا تنگ بڑا ہو گیا، اور اُس نے آرام کے لئے گردن زمین پر رکھ دی، تو مسلمان مختار ہے جو چاہے کرے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (۴) میں اور ابو ہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۵) (۳/ ۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۰، ص ۸۲۹]

{قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحِرْمَانِ}

ڈرنا کامی سے ملا ہوا ہے اور شرم محرومی سے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون میں (۲/ ۱۲۳) میں، القالی نے امالی (۱/ ۱۹۷ و ۲/ ۹۵) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں اور ابن الشیخ نے امالی (ص ۴۱) میں بنامِ امیر المومنینؑ اور ابو علی القالی نے الامالی (۱/ ۱۹۷) میں بتغیرِ الفاظ بنام معاویہ نقل کیا ہے۔

(۶) (۳/ ۱۵۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱، ص ۸۳۰]

{لَنَا حَقٌّ، فَاِنْ اُعْطِيْنَاهُ، وَاِلَّا رَكِبْنَا اَعْجَازَ الْاِبِلِ وَاِنْ طَالَ السُّرٰى}

یہ ہمارا حق ہے اگر ہمیں دے دیا گیا تو فبہا۔ ورنہ ہم اونٹ کے سرینوں پر سوار ہو جائیں گے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو۔

یہ قول ایک طویل خطبے کا ٹکڑا ہے جسے طبری نے اپنی تاریخ (۵ / ۳۹) میں نقل کیا ہے اور صرف اس حصّے کو ابوعبید الہروی نے قدرے تغیر کے ساتھ کتاب الغریبین (ورق ۱۷۶۔الف) میں درج کیا ہے۔

(۷) (۳ / ۱۵۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۰، ص ۸۳۲]

{وَ سُئِلَ عَنِ الْاِيْمَانِ، فَقَالَ: اَلْاِيْمَانُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَى الصَّبْرِ، وَ الْيَقِيْنِ، وَ الْعَدْلِ، وَ الْجِهَادِ}۔

ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: "ایمان کے چار ستون ہیں صبر، یقین، عدل اور جہاد"۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۸) میں، کلینی نے اصول الکافی (ص ۱۶۷) میں، القالی نے کتاب النوادر (ص ۱۷۳) میں، ابونعیم الاصفہانی نے حلیۃ الاولیا (۱ / ۷۴) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۳) میں اور قاضی محمد بن سلامۃ القضاعی نے دستور معالم الحکم (ص ۱۲۱) میں نقل کیا ہے۔

(۸) (۳ / ۱۵۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱، ص ۸۳۴]

{اَلْكُفْرُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَآئِمَ: عَلَى التَّعَمُّقِ، وَ التَّنَازُعِ، وَ الزَّيْغِ، وَ الشِّقَاقِ الخ }۔

کفر کے چار ستون ہیں: کرید، جھگڑا، ٹیڑھ، اور اختلاف۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص۔ ۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹) (۳ / ۱۶۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۸، ص ۸۳۶]

{يَا بُنَيَّ! احْفَظْ عَنِّيْ اَرْبَعًا وَّ اَرْبَعًا، لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ

مَعَهُنَّ }۔

میرے بچے مجھ سے چار اور چار باتیں یاد کرلے، ان کے ساتھ ساتھ جو کچھ بھی تو کرے گا وہ تجھے ضرر نہیں دے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰) (۳/۱۶۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۰، ص ۸۳۶]

{لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَآءَ قَلْبِهِ، وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَآءَ لِسَانِهِ}۔

عقلمند کی زبان اُس کے دل کی تابع ہوتی ہے، اور احمق کا دل اُس کی زبان کا پیرو ہوتا ہے۔

یہ قول ابن عبد ربہ نے العقد (۱/۲۰۹) میں حسنِ بصری کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱) (۳/۱۶۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۳، ص ۸۳۸]

{يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ ابْنَ الْاَرَتِّ، فَلَقَدْ اَسْلَمَ رَاغِبًا الخ}

خدا خباب بن الارت پر رحم فرمائے۔ وہ بخوشی اسلام لایا۔

یہ قول ابن عبد ربہ نے العقد (۲/۷) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (ج ۶، ص ۳۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲) (۳/۱۶۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۵، ص ۸۳۸]

{لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُوْمَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذَا عَلٰۤى اَنْ يُّبْغِضَنِيْ مَاۤ اَبْغَضَنِيْ الخ}

اگر میں اپنی تلوار سے اسی بات پر مومن کی ناک جڑ سے کاٹوں کہ وہ مجھ سے بغض رکھے، تو وہ پھر بھی مجھ سے بغض نہ رکھے گا۔

اسے شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۲۹) میں اور عبد الکریم بن ہلال نے اپنی کتاب میں (ابن ابی الحدید ۱/۱۹۹) نقل کیا ہے۔

(۱۳) (۳/ ۱۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۵۴، ص ۸۴۰]

{لَا غِنٰی کَالْعَقْلِ، وَ لَا فَقْرَ کَالْجَهْلِ}۔

عقل جیسی دولت نہیں، اور جہالت جیسی ناداری نہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۴) (۳/ ۱۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۵۷، ص ۸۴۱]

{اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا یَنْفَدُ}۔

قناعت نہ ختم ہونے والی دولت ہے۔

یہ قول الطبرانی نے الاوسط میں (تمیز الطیب من الخبیث للشیبانی ۱۴۳)، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۹ و ۲۱) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۳۳۲ و ۳۹۰ قول اکثم بن صیفی و ابن عباس کے طور پر) میں نقل کیا ہے (نیز ۳/ ۲۳۶ و ۲۲۶)

(۱۵) (۳/ ۱۶۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۷، ص ۸۴۶]

{یَا دُنْیَا یَا دُنْیَا! اِلَیْكِ عَنِّیْ، اَ بِیْ تَعَرَّضْتِ؟ اَمْ اِلَیَّ تَشَوَّقْتِ؟ لَا حَانَ حِیْنُكِ! هَیْهَاتَ! غُرِّیْ غَیْرِیْ}۔

اے دنیا اے دنیا! مجھ سے الگ رہنا کیا تو میرے در پے ہے؟ کیا تو میری مشتاق ہے؟ تجھے یہ وقت ہاتھ نہ آئے۔ کسی اور کو دھوکا دینا۔

یہ قول مسعودی نے مروج الذہب (۲/ ۳۷) میں، شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹۱) میں اور القالی نے امالی (۲/ ۱۴۹) میں، ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۸۵) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۱/ ۳۳) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۶) (۳/ ۱۶۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۸، ص ۸۴۶]

{وَیْحَكَ! لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَآءً لَّازِمًا}۔

تم پر رحم! تم نے شاید یہ گمان کیا کہ قضا و قدر لازمی ہے۔

یہ قول سیدِ مرتضیٰ نے امالی (۱/ ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۱۷) (۳/ ۱۶۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۷۹، ص ۸۴۷]

{خُذِ الْحِكْمَةَ اَنّٰى كَانَتْ، فَاِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُوْنُ فِیْ صَدْرِ الْمُنَافِقِ، فَتَلَجْلَجُ فِیْ صَدْرِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ، فَتَسْكُنَ اِلٰى صَوَاحِبِهَا فِیْ صَدْرِ الْمُؤْمِنِ}۔

دانائی حاصل کرو کہیں بھی ہو۔ کیونکہ وہ منافق کے سینے میں بھٹکتی پھرتی ہے تا آنکہ وہاں سے نکلے اور مومن کے سینے میں جو اُس کی سہیلیاں ہیں اُن میں جا ملے۔

یہ قول الجاحظ نے البیان والبیہقی نے (۲/ ۲۴)، ابن درید نے المجتنی (ص ۶۲) اور ابن الشیخ نے الامالی (ص ۴۱) میں نقل کیا ہے۔

(۱۸) (۳/ ۱۶۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۰، ص ۸۴۸]

{اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ، فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَ لَوْ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ}۔

دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے پس دانائی کو لے لو خواہ منافقین ہی سے کیوں نہ ملے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۱۲۳) میں، القالی نے الامالی (۲/ ۹۵) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷/ ۱۲۶) میں، ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۱) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں اور ابن عبد البر نے مختصر جامع بیان العلم (ص ۵۱ بتغیر یسیر) میں نقل کیا ہے۔

(۱۹) (۳/ ۱۶۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۱، ص ۸۴۸]

{قِيْمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَّا يُحْسِنُهٗ}۔

ہر آدمی کی قیمت اُس کا نیک کام ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱/ ۳۶و ۱۷۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۱۲۰) میں، مبرد نے کامل (۱/ ۴۰) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱۹۸) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، شیخ صدوق نے الامالی (مجلس ۶۸) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۲۷) میں، ابو حیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۱۴۵) میں، ابو منصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص ۸) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۴۷) میں، علوی نے الصناعتین (ص ۱۷۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔ ابن عبد البر نے مختصر جامع بیان العلم (ص ۵۰) میں نقل کر کے لکھا ہے کہ اہلِ علم کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نے یہ پُر حکمت بات نہیں کہی، نیز طلب علم پر اس سے زائد ابھارنے والی بات کوئی اور نہ ہوگی۔ خلیل بن احمد اور دیگر شعرا نے اس مطلب کو نظم بھی کیا ہے۔

(۲۰) (۳/ ۱۶۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۲، ص ۸۴۸]

{اُوْصِیْکُمْ بِخَمْسٍ لَوْ ضَرَبْتُمْ اِلَیْهَآ اٰبَاطَ الْاِبِلِ لَکَانَتْ لِذٰلِکَ اَهْلًا: لَا یَرْجُوَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ اِلَّا رَبَّهٗ، وَ لَا یَخَافَنَّ اِلَّا ذَنْۢبَهٗ الخ}۔

میں تمہیں پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں۔ اگر تم اُن کے لیے اونٹ بھی دوڑاؤ تو بجا ہوگا سوائے اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھنا، اور بجز اپنے گناہ کے اور کسی سے خوف مت کھانا۔

یہ ارشاد مثنی ابن الولید الحناط نے اپنی کتاب (البحار ۱۷/ ۴۱۵) میں، جاحظ نے البیان (۱/ ۱۷۸) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲/ ۱۱۹) میں، البرقی نے کتاب المحاسن والاداب (ورق ۴ب) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۳۷۸) میں، ابو عبد اللہ محمد بن العباس الیزیدی المتوفی ۳۱۰ھ نے کتاب الامالی (ص ۱۴۱) میں، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۸۔ب) میں، الماوردی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) نے ادب الدنیا والدین

(ص ٦٧) میں، ابوالفرج القزوینی نے قرب الاسناد (بحار ١٧/ ١٠٥) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ٥١) میں، ثعالبی نے الایجاز (ص ٨) میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (١/ ٧٥) میں بتغیر الفاظ نقل کیا ہے۔

(٢١) (٣/ ١٦٨) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ٨٣، ص ٨٤٩]

{اَنَا دُوْنَ مَا تَقُوْلُ، وَ فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِكَ}۔

میں تیرے کہے ہوئے سے نیچا اور جو تیرے دل میں ہے اُس سے اونچا ہوں۔

یہ قول جاحظ نے البیان (١/ ١٧٩ و ٢٢٠) میں، ابن قتیبہ نے عیون (١/ ٢٧٦) میں، سیدِ مرتضی نے امالی (١/ ١٩٨) میں، اور ثعالبی نے الایجاز (ص ٨) میں نقل کیا ہے۔

(٢٢) (٣/ ١٦٩) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ٨٤، ص ٨٤٩]

{بَقِیَّةُ السَّیْفِ اَبْقٰی عَدَدًا، وَ اَكْثَرُ وَلَدًا}۔

تلوار سے بچے کھچوں کی تعداد زیادہ پائیدار اور اولاد کثیر ہوتی ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (٢/ ٣٥) میں، ابن قتیبہ نے عیون الاخبار (١/ ١٣٠) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (٢/ ٢٢٧) میں اور ابومنصور ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص ٨) اور ثمار القلوب (ص ٥٠١) میں نقل کیا ہے۔

(٢٣) (٣/ ١٦٩) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ٨٦، ص ٨٤٩]

{رَاْیُ الشَّیْخِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ}۔

بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی مضبوطی سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (١/ ١٥٧) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (١/ ٢٠٩ و ٢/ ٢٢٦) میں اور ابوحیان التوحیدی نے بتغیر الفاظ کتاب البصائر (٣٢٧) میں نقل کیا ہے۔

(٢٤) (٣/ ١٦٩) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ٨٧، ص ٨٤٩]

{عَجِبْتُ لِمَنْ یَّقْنَطُ وَ مَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ}۔

میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو ناامید ہے حالانکہ استغفار اُس کے ساتھ ہے۔

یہ قول بہ تغیرِ الفاظ ابن قتیبہ نے عیون (۲/۲۷۳)میں، مبرد نے کامل (۱/۱۷۷)میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/۳۷۵و۳۹۵)میں نقل کیا ہے۔

(۲۵) (۳/۱۷۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۸۹، ص ۸۵۰]

{مَنْ اَصْلَحَ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ اَصْلَحَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ}۔

جس نے اپنے اور اللہ کے معاملے کو درست کرلیا، خدا اُس کے اور لوگوں کے معاملات کو درست کردے گا۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۹) میں نقل کیا ہے۔

(۲۶) (۳/۱۷۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۰، ص ۸۵۰]

{اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَّمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَ لَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَّكْرِ اللّٰهِ}۔

پورا سمجھ والا وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اُس کی مہربانی سے مایوس نہ بنائے اور اُس کی پکڑ سے نڈر نہ کردے۔

یہ قول کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں، شیخ صدوق نے معانی الاخبار (ص ۸۴) میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق (کنز ۵/۲۱۱) میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (۱/۷۷) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲/۶) میں بحیثیت قولِ مرتضوی اور کتاب الجعفریات (بحار ۱/۷/۴۰) میں بطور حدیثِ نبوی نقل کیا ہے۔

(۲۷) (۳/۱۷۰ و ۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۱، ص ۸۵۰]

{اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ، فَابْتَغُوْا لَهَا

طَرَآئِفَ الْحِکَمِ}۔

بیشک یہ دل بھی بدن کی طرح تھک جاتے ہیں۔لہذا ان کے لئے خوش آیند دانائی کی باتیں تلاش کرتے رہا کرو۔

یہ قول باختلافِ الفاظ ابن عبدربہ نے العقد (۳/ ۴۲۰) میں اور کلینی نے اصول کافی (ص ۱۲) میں بنامِ امیرالمومنینؑ نقل کیا ہے، اور مبرد نے کامل (ص ۶۶۸ طبع جدید) میں اسے ابن مسعودؓ کا قول بتایا ہے۔

(۲۸) (۳/ ۱۷۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۹۵، ص ۸۵۲]

{لَا یَقِلُّ عَمَلٌ مَّعَ التَّقْوٰی، وَ کَیْفَ یَقِلُّ مَا یُتَقَبَّلُ}۔

جو عمل پرہیزگاری کے ساتھ ہو، وہ کم نہیں ہوتا کیونکہ جو چیز قبول ہو جائے وہ کم کہاں رہی۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (بحار ۱۷/ ۱۵۳) میں، کلینی نے اصول الکافی (۱۷۳) میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۱/ ۷۵) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۸) میں اور جمال الدین ابوبکر الخوارزمی نے مفید العلوم (ص ۲۹۵) میں نقل کیا ہے۔

(۲۹) (۳/ ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۲، ص ۸۵۳]

{یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّا یُقَرَّبُ فِیْهِ اِلَّا الْمَاحِلُ، وَ لَا یُظَرَّفُ فِیْهِ اِلَّا الْفَاجِرُ}۔

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں سوائے چغلخور کے کسی کو تقرب حاصل نہ ہوگا، اور بجز جھوٹے کے کوئی ظریف نہ مانا جائے گا۔

یہ قول مبرد نے الکامل (۱/ ۱۷۷) میں نقل کیا ہے۔

(۳۰) (۳/ ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۳، ص ۸۵۴]

{وَ رُئِیَ عَلَیْهِ اِزَارٌ خَلَقٌ مَرْقُوْعٌ، فَقِیْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ:

يَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ، وَ تَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ، وَ يَقْتَدِیْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ }۔

آپ کو پرانی پیوند دار تہبند باندھے دیکھا گیا۔ جب اس بارے میں کسی نے آپ سے کہا تو فرمایا: اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور نفس ذلیل ہوتا ہے اور اہلِ ایمان اس کی پیروی کرتے ہیں۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۱ / ۸۳) میں اختلافِ الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۳۱) (۳ / ۱۷۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۴، ص ۸۵۴]

{طُوْبٰی لِلزَّاهِدِیْنَ فِی الدُّنْیَا، الرَّاغِبِیْنَ فِی الْاٰخِرَةِ}۔

پاکیزگی ہے دنیا سے منہ موڑنے والوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کے لئے۔

یہ ارشاد ابونعیم نے حلیہ (۱ / ۷۹) میں اور شیخِ صدوق نے اکمال الدین (بحا ۱۷ / ۱۰۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۲) (۳ / ۱۷۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۵، ص ۸۵۵]

{اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْكُمْ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا الخ} ۔

بیشک اللہ نے تم پر کچھ فرائض مقرر کیے ہیں تو اُنھیں ضائع مت کرنا۔

یہ قول شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۳۳) (۳ / ۱۷۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۸، ص ۸۵۵]

{ لَقَدْ عُلِّقَ بِنِيَاطِ هٰذَا الْاِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِیَ اَعْجَبُ مَا فِیْهِ وَ ذٰلِكَ الْقَلْبُ الخ}۔

اس انسان کے اعصاب میں ایک گوشت کا لوتھڑا لٹک رہا ہے جس میں ایک تعجب انگیز چیز ہے اور وہ دل ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۴) (۳/۱۷۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۰۹، ص ۸۵۶]

{نَحنُ النُّمرُقَةُ الوُسطٰی، بِهَا یَلحَقُ التَّالِیْ، وَ اِلَیهَا یَرجِعُ الغَالِیْ}۔

ہم درمیانی گاؤ تکیہ ہیں اس سے آملتا ہے پیچھے آنے والا۔ اور اسی کی طرف لوٹتا ہے آگے بڑھ جانے والا۔

یہ قول ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۴۔الف) میں المفضل الکوفی نے کتاب الفاخر (ص ۱۷۴) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۱/۳۲۶) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۵۰ و ۳۴۴) میں، ابوعبید الہروی نے کتاب الغریبین (۲۸۶۔الف) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۲) میں نقل کیا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ کچھ کتابوں میں بجائے حصّہ اول کے یہ ہے۔

{خَیرُ هٰذِهِ الاُمَّةِ اَلنَّمَطُ الاَوسَطُ}۔

اس امت کا بہترین حصہ درمیانی غالیچہ ہے۔

اور چوتھی میں اَلَا اِنَّ خَیرَ شِیعَتِیْ اَلنَّمَطُ الاَوسَطُ ہے۔

میرا بہترین شیعہ وہ ہے جو اعتدال پسند ہو۔

ان کے علاوہ الابی متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے نثر الدر (بحار ۱۷/۱۶۷) میں امام محمد باقر علیہ السلام کی زبان سے یوں نقل کیا ہے:

اِتَّقُوا اللّٰهَ، شِیعَةُ آلِ مُحَمَّدٍ وَ کُونُوا النَّمرَ یَرجِعُ اِلَیکُمُ الغَالِیْ وَ یَلحَقُ بِکُمُ التَّالِیْ۔

اے آل محمد کے شیعو اعتدال پسندی اختیار کرو تاکہ آگے بڑھنے والا تم سے

رجوع کرے اور پیچھے رہنے والا تم سے آ کر مل جائے۔

(۳۵) (۳/۱۷۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۲، ص ۸۵۷]

{مَنْ اَحَبَّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا}۔

جو ہم اہل بیتؑ سے محبت کرے تو چاہیے کہ فقر کو اپنی چادر بنالے۔

یہ قول ابوعبید نے غریب الحدیث (ورق ۲۰۱۔الف) میں اور ابن قتیبہ غریب الحدیث (امالی سید مرتضیٰ ۱/ ۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۶) (۳/۱۷۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۳، ص ۸۵۷]

{لَا مَالَ اَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ الخ}۔

عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں۔(۳/۱۷۷)

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں، اور کلینی نے کافی (۳/ ۱۰) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۹۱) میں نقل کیا ہے۔

(۳۷) (۳/۱۷۸ و ۲۱۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۶، ص ۸۵۸]

{كَمْ مِّنْ مُّسْتَدْرَجٍ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ الخ}۔

بہت سے لوگ انعام الٰہی کے باعث تباہ ہو رہے ہیں۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۲۸۳) میں نقل کیا ہے۔

(۳۸) (۳/۱۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۱۹، ص ۸۵۹]

{مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ، لَيِّنٌ مَّسُّهَا}۔

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جس کی کھال نرم ہوتی ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں، ابو حیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۹۱) میں اور کلینی نے اصول کافی (ص ۱۸۷) میں نقل کیا ہے۔ کافی سے یہ بھی معلوم

ہوتا ہے کہ یہ اُسی خط کا ٹکڑا ہے جو نمبر ۳۷ پر گزر چکا ہے۔

(۳۹) (۳/۱۷۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۲، ص ۸۵۹]

{كَاَنَّ الْمَوْتَ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا كُتِبَ الخ }۔

گویا موت ہمارے سوا دوسروں پر مقرر کی گئی ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/ ۱۰۴) میں نقل کیا ہے۔

(۴۰) (۳/۱۷۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۳، ص ۸۶۰]

{طُوْبٰى لِمَنْ ذَلَّ فِيْ نَفْسِهٖ، وَ طَابَ كَسْبُهٗ }۔

مبارک ہے وہ جس کا نفس خاکسار اور معیشت پاک ہے۔

یہ قول علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر (بحار ۱۷/ ۱۰۴) میں بحیثیت قول مرتضوی اور محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ (۱۲۴۰ء) نے محاضرۃ الابرار (ص ۱۰۸) میں بحیثیت ارشادِ نبوی نقل کیا ہے۔اس سے سید رضی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ بعض لوگ اسے رسولِ پاک کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(۴۱) (۳/۱۸۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۲۵، ص ۸۶۱]

{لَاَنْسُبَنَّ الْاِسْلَامَ نِسْبَةً لَّمْ يَنْسُبْهَا اَحَدٌ قَبْلِيْ: الْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيْمُ، وَ التَّسْلِيْمُ هُوَ الْيَقِيْنُ، وَ الْيَقِيْنُ هُوَ التَّصْدِيْقُ، وَ التَّصْدِيْقُ هُوَ الْاِقْرَارُ، وَالْاِقْرَارُ هُوَ الْاَدَآءُ، وَالْاَدَآءُ هُوَ الْعَمَلُ }۔

میں اسلام کا ایسا نسب بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ بتایا ہوگا۔اسلام نام ہے تسلیم کا، اور تسلیم یقین کو کہتے ہیں، اور یقین بعینہ تصدیق ہے، اور تصدیق ہی اقرار ہے، اور اقرار کہتے ہیں ادا کرنے کو، اور ادا کرنا عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

یہ قول ابو جعفر البرقی نے کتاب المحاسن (ورق ۸۵ ب) میں، شیخ صدوق نے معانی

الاخبار (ص ۷۰) اور امالی (مجلس ۵۶) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۳۳) میں نقل کیا ہے۔

(۴۲) (۱۸۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۰، ص ۸۶۳]

{ يَآ اَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوْحِشَةِ، وَ الْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَ الْقُبُوْرِ الْمُظْلِمَةِ. يَآ اَهْلَ التُّرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْشَةِ. اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَّاحِقٌ }۔

اے وحشت ناک گھروں اور سنسان جگہوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو، اے مٹی کے باشندو، اے مسافرو، اے وحشت والو، تم ہمارے لیئے آگے پہنچ جانے والے ہو اور ہم تمہارے لیے پیچھے آنے والے ہیں۔

یہ کلام جاحظ نے البیان (۲ / ۹۴) میں، ابن مزاحم نے کتاب الصفین (ص ۲۸۹) میں، طبری نے اپنی تاریخ (۶ / ۳۴) میں، ابن عبدربہ نے العقد (۲ / ۶) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲ / ۴۲) میں، شیخ مفید نے الامالی (بحار ۱۷ / ۱۲۵) میں، شیخ صدوق نے کتاب الامالی (مجلس ۲۳) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۴۵) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۴۳) (۱۸۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۱، ص ۸۶۴]

{اَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا، الْمُغْتَرُّ بِغُرُوْرِهَا، الْمَخْدُوْعُ بِاَبَاطِيْلِهَا! اَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا}۔

اے دنیا کی مذمت کرنے والے، مگر اُس سے دھوکا کھائے ہوئے، کیا تو دنیا سے دھوکا بھی کھاتا جاتا ہے اور اُس کی مذمت بھی کرتا جاتا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان (۱ / ۲۱۹) میں، ابن قتیبہ نے عیون (۲ / ۳۲۹) میں، الحرانی

نے تحف العقول (ص ۴۳) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲ / ۴۴) میں، شیخ مفید نے امالی (بحار ۱۷ / ۱۲۵) اور الارشاد (ص ۱۷۱) میں الحسین بن سعید نے اپنی کتاب النوادر میں (بحار ۱۷ / ۴۰۲) ابن الشیخ نے اپنی امالی (ص ۳۶) میں اور ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (۱۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۴۴) (۳ / ۱۸۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۳، ص ۸۶۶]

{اَلدُّنیَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ}۔

دنیا گذر گاہ ہے، قیام گاہ نہیں۔

یہ ارشاد ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۲) میں نقل کیا ہے۔

(۴۵) (۳ / ۱۸۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۶، ص ۸۶۷]

{اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ الخ}۔

نماز ہر پرہیز گار کی قربانی ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنامِ امیر المومنینؑ اور ابونعیم نے حلیہ (۳ / ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۶) (۳ / ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۷، ص ۸۶۷]

{اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَۃِ}۔

رزق کو صدقہ کے ذریعے آسمان سے اُتارو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴ و ۵۲) میں بنامِ امیر المومنینؑ اور ابونعیم نے حلیہ (۳ / ۱۹۴) میں بنامِ امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۷) (۳ / ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۳۹، ص ۸۶۷]

{تَنْزِلُ الْمَعُوْنَۃُ عَلٰی قَدْرِ الْمَؤُنَۃِ}۔

مدد بقدرِ مشقت نازل ہوتی ہے۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۳/ ۱۹۴) میں بنام امام جعفر صادقؑ نقل کیا ہے۔

(۴۸) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۰، ص ۸۶۷]

{مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ}۔

جس نے کفایت شعاری کی، وہ کبھی محتاج نہ ہوا۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں بنامِ امیر المومنینؑ اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۹۴) میں امام جعفر صادقؑ کے نام سے نقل کیا ہے۔

(۴۹) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۱، ص ۸۶۷]

{قِلَّةُ الْعِيَالِ أَحَدُ الْيَسَارَيْنِ}۔

اولاد کی کمی ایک قسم کی دولت ہے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ٦٨) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۰ و ۵۲) میں نقل کیا ہے۔ مگر ابونعیم حلیۃ الاولیا (۳/ ۱۹۴) میں اسے امام جعفر الصادقؑ کا ارشاد بتاتا ہے۔

(۵۰) (۳/ ۱۸۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۴، ص ۸۶۷]

{يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰى قَدْرِ الْمُصِيْبَةِ}۔

صبر بقدرِ مصیبت نازل ہوتا ہے۔

(۵۱) (۳/ ۱۸٦) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴٦، ص ۸٦۸]

{سُوْسُوْٓا اِيْمَانَكُمْ بِالصَّدَقَةِ}۔

اپنے ایمان کو صدقے کے ذریعے بچاؤ۔

یہ دونوں قول بھی ابونعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۱۹۴) میں امام جعفر الصادقؑ کے نام سے نقل کیے ہیں۔

(۵۲) (۳/ ۱۸٦ و ۱۸۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۷، ص ۸٦۸]

{يَا كُمَيْلَ إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ أَوْعِيَةٌ، فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا}۔

اے کمیل! بے شک یہ دل برتن ہیں۔ پس ان میں سے اچھا وہ ہے جو (اچھی باتوں کو) زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔

یہ پوری وصیّت ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۱/۷۹) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۱۳) میں اور اس کے مختلف اجزا ابن عبدربہ نے العقد (۱/۲۰۰ و ۲۲۲) میں اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/۷۵) میں نقل کئے ہیں۔ ابن عبدالبر اپنی کتاب جامع بیان العلم (ص ۱۶۹) میں لکھتا ہے کہ یہ حدیث اہلِ علم میں اتنی مشہور ہے کہ یہاں اس کی سند کا تذکرہ بیکار ہوگا۔

(۵۳) (۳/۱۸۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۸، ص ۸۷۱]

{اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ}۔

انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں، شیخ مفید نے الارشاد (ص ۱۷۳) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۴) (۳/۱۸۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۴۹، ص ۸۷۱]

{هَلَكَ امْرُؤٌ لَّمْ يَعْرِفْ قَدْرَهٗ}۔

جس نے اپنی قدر نہ جانی، وہ تباہ ہو گیا۔

اس قول کو الفضل الضبی نے کتاب الفاخر (ص ۲۰۱) میں اور شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۶۸) میں بحیثیتِ جملہ منفیہ نقل کیا ہے۔

مفضل نے لکھا ہے کہ یہ اکثم بن صیفی کا قول ہے، ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۲ ب) میں جملۂ منفیہ کو قولِ نبوی کی حیثیت سے درج کیا ہے۔

(۵۵) (۳/۱۸۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۵۰، ص ۸۷۱]

{لَا تَكُنْ مِّمَّنْ يَّرْجُو الْاٰخِرَةَ بِغَيْرِ الْعَمَلِ}۔

آخرت (کی بھلائی) کی اُمید بے عمل کے مت رکھ۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۳۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۳۶) میں نقل کیا ہے۔

(۵۶) (۳/ ۱۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۲، ص ۸۷۶]

{مَنْ وَّضَعَ نَفْسَهٗ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَآءَ بِهِ الظَّنَّ}۔

جس نے اپنے آپ کو تہمت کی جگہ رکھ دیا، وہ سوئے ظن کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔

یہ قول شیخ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں، کلینی نے فروع کافی (۳/ ۷۴) میں، البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۵۷) میں اور شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۷/ ۱۲۵) میں نقل کیا ہے۔

(۵۷) (۳/ ۱۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۲، ص ۸۷۶]

{مَنْ كَتَمَ سِرَّهٗ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهٖ}۔

جس نے اپنا بھید چھپایا، وہ اپنے ہاتھ میں اختیار رکھتا ہے۔

یہ قول واقدی نے فتوح الشام میں (صفحۂ اول کتاب المستقصی فی الامثال قلمی، کتاب خانہ رامپور) اور جاحظ نے کتاب الحیوان (۵/ ۶۰) میں حضرت عمرؓ سے اور کلینی نے فروع کافی (۴/ ۷۴) میں، شیخ مفید نے کتاب الاختصاص میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں حضرت علیؑ سے اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۲/ ۵۷) میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(۵۸) (۳/ ۱۹۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۶۳، ص ۸۷۶]

{اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْاَكْبَرُ}۔

ناداری سب سے بڑی موت ہے۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴ و ۵۰) میں نقل کیا ہے۔

(۵۹) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۵۶، ص ۸۷۶]

{لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ}۔

خالق کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے۔

اس مقولے کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند (الجامع الصغیر ۲/ ۴۵۲) میں اور الحاکم نے المستدرک میں عمران اور الحکم بن عمرو الغفاری سے بحیثیت حدیثِ نبوی روایت کیا ہے۔

(۶۰) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۷۲، ص ۸۷۸]

{اَلنَّاسُ اَعْدَآءُ مَا جَهِلُوْا}۔

لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے۔

یہ قول ثعالبی نے الایجاز والاعجاز (ص ۸) میں، شیخِ مفید نے الامالی (بحار ۱۷/ ۱۰۷) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۳۱۵) میں نقل کیا ہے۔

(۶۱) (۳/ ۱۹۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۷۳، ص ۸۷۹]

{مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْهَ الْاٰرَآءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَإِ}۔

جو شخص مختلف راویوں کے مطالب جان لے گا، وہ غلطیوں کے مقامات پہچان جائے گا۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۵) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۱) میں ایک طویل خطبے کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

(۶۲) (۳/ ۱۹۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۹۲، ص ۸۸۳]

{يَا ابْنَ اٰدَمَ! مَا كَسَبْتَ فَوْقَ قُوْتِكَ، فَاَنْتَ فِيْهِ خَازِنٌ لِّغَيْرِكَ}۔

اے آدم کے بیٹے، جوتو نے اپنی ضرورت سے زیادہ کمایا ہے اُس میں تو دوسرے کا خزینہ دار ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۲/۱۷۳) میں موجود ہے۔

(۶۳) (۳/۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۹۳، ص ۸۸۳]

{فَاِنَّ الْقَلْبَ اِذَا اُكْرِهَ عَمِيَ}۔

بیشک جب دل کو مجبور کیا جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

یہ قول مبرد نے کامل (۲/۲) میں نقل کیا ہے۔

(۶۴) (۳/۱۹۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۱۹۶، ص ۸۸۳]

{لَمْ يَذْهَبْ مِنْ مَّالِكَ مَا وَعَظَكَ}۔

تیرے مال کا وہ حصّہ ضایع نہیں گیا جس سے تجھے نصیحت حاصل ہوئی۔

یہ قول مفضل الغبی نے کتاب الفاخر (ص ۲۰۲) میں اکثم بن صیفی کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر اُس میں ''لَمْ يَهْلِكْ'' ہے اور مبرد کی کامل (۱/۱۲۰) میں لکھا ہے کہ یہ اہلِ عرب کی کہاوتوں میں شامل ہے۔

(۶۵) (۳/۱۹۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۰۳، ص ۸۸۵]

{اَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللهَ الَّذِيْ اِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ، وَاِنْ اَضْمَرْتُمْ عَلِمَ}

لوگو! اللہ سے ڈرو جو سنتا ہے جب تم کہتے ہو اور وہ جانتا ہے جب تم چھپاتے ہو۔

یہ کلام بھی مبرد نے کامل (۲/۲۲۳) میں نقل کیا ہے۔

(۶۶) (۳/۱۹۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۰۶، ص ۸۸۶]

{اَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيْمِ مِنْ حِلْمِهٖ اَنَّ النَّاسَ اَنْصَارُهٗ عَلَى الْجَاهِلِ}۔

بردبار کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اُس کے مددگار ہوجاتے ہیں۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۱/ ۲۸۵) میں اور ابن عبدربہ نے العقد (۱/ ۲۱۸) میں نقل کیا ہے۔

(٦٧) (۳/ ۲۰۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۰، ص ۸۸۷]

{اِتَّقُوا اللّٰہَ تَقِیَّۃَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِیْدًا}۔

اللہ سے اُس شخص کی طرح ڈرو جو تنہا سفر کے لئے پائنچے چڑھاتا ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۳) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(٦٨) (۳/ ۲۰۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۱، ص ۸۸۷]

{اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ، وَالْحِلْمُ فِدَامُ السَّفِیْہِ}۔

سخاوت آبرووں کی نگہبان ہے، اور بردباری بیوقوف کی دہانہ بند ہے۔

یہ قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۵ و ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(٦٩) (۳/ ۲۰۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۲، ص ۸۸۸]

{عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِہٖ}۔

انسان کا اپنے اوپر ناز کرنا اُس کی عقل کا ایک حسد ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(٧٠) (۳/ ۲۰۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۴، ص ۸۸۹]

{مَنْ لَّانَ عُوْدُہٗ کَثُفَتْ اَغْصَانُہٗ}۔

جس درخت کی لکڑی نرم ہوتی ہے، اُس کی ٹہنیاں گھنی ہوتی ہیں۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۱) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۵، ص۸۸۹]

{اَلْخِلَافُ یَھْدِمُ الرَّأْیَ}۔

اختلاف رائے کو ڈھاتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۷۲) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۶، ص۸۸۹]

{مَنْ نَّالَ اسْتَطَالَ}۔

جس نے دیا وہ بلند ہوا۔

(۷۳) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۷، ص۸۸۹]

{فِیْ تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاھِرِ الرِّجَالِ}۔

حالات کے بدلنے پر مردوں کے جوہر معلوم ہوتے ہیں۔

یہ دونوں قول ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں، کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ ص ۱۰) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۱) میں نقل کیے ہیں۔

(۷۴) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۸، ص۸۸۹]

{حَسَدُ الصَّدِیْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّۃِ}۔

دوست سے جلن دوستی کے سقم کی بنا پر ہوتی ہے۔

(۷۵) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۱۹/۸۸۹]

{اَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ}۔

عقلوں کے پچھڑنے کے زیادہ مقامات لالچوں کی بجلیوں کے نیچے ہوتے ہیں۔

(۷۶) (۳/۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۰، ص۸۹۰]

{لَیْسَ مِنَ الْعَدْلِ الْقَضَآءُ عَلَی الثِّقَۃِ بِالظَّنِّ}۔

یہ انصاف نہیں کہ گمان کے بل پر فیصلہ کیا جائے۔

(۷۷) (۳/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۱، ص ۸۹۰]

{بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ}۔

قیامت کے لئے بُرا سامان بندوں پر ظلم کرنا ہے۔

(۷۸) (۳/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۲، ص ۸۹۰]

{مِنْ اَشْرَفِ اَعْمَالِ الْکَرِیْمِ غَفْلَتُهٗ عَمَّا یَعْلَمُ}۔

شریف آدمی کا بہترین کام یہ ہے کہ جو جانتا ہے اُسے نظر انداز کرے۔

(۷۹) (۳/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۳، ص ۸۹۰]

{مَنْ کَسَاهُ الْحَیَآءُ ثَوْبَهٗ لَمْ یَرَ النَّاسُ عَیْبَهٗ}۔

جسے حیا اپنا لباس پہناتی ہے، لوگ اُس کا عیب نہیں دیکھ پاتے۔

یہ سب اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۶) میں اور آخری قول کلینی نے فروع الکافی (۳/ ۱۰) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۰) (۳/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۴، ص ۸۹۰]

{بِکَثْرَةِ الصَّمْتِ تَکُوْنُ الْهَیْبَةُ الخ}۔

زیادہ خاموش رہنے سے رعب پیدا ہوتا ہے۔

یہ قول بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۸۱) (۳/ ۲۰۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۵، ص ۸۹۱]

{اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْاَجْسَادِ}۔

تعجب ہے کہ حاسد بدن کی سلامتی سے کیوں غافل رہتے ہیں۔

(۸۲) (۳/ ۲۰۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۲۶، ص ۸۹۱]

{اَلطَّامِعُ فِیْ وِثَاقِ الذُّلِّ}۔

لالچی ذلت کے بندھن میں رہتا ہے۔

یہ اقوال بھی ابن درید نے المجتنیٰ (ص ۴۷) میں نقل کیے ہیں۔

(۸۳) (۳/ ۲۰۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۳۱، ص ۸۹۳]

{قال فی قوله تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾:
اَلْعَدْلُ الْاِنْصَافُ، وَ الْاِحْسَانُ التَّفَضُّلُ}

اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے، تو عدل انصاف ہے اور احسان مہربانی ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۳/ ۱۹) میں نقل ہوا ہے۔

(۸۴) (۳/ ۲۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۳۳، ص ۸۹۳]

{لَا تَدْعُوَنَّ اِلٰی مُبَارَزَةٍ، وَ اِنْ دُعِیْتَ اِلَیْهَا فَاَجِبْ}۔

کسی کو مقابلہ کے لیے کبھی مت بلانا اور اگر تجھے مقابلہ کے لیے بلایا جائے تو اُسے قبول کرنا۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون الاخبار (۱/ ۱۲۸) اور مبرد کی الکامل (۱/ ۱۷۸) میں باختلافِ الفاظ موجود ہے۔

(۸۵) (۳/ ۲۳۹) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۳۵، ص ۸۹۵]

{اِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ}۔

جو لوگ خدا کی عبادت لالچ میں کرتے ہیں، اُن کی عبادت تاجرانہ ہے۔

یہ قول ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا (ج ۳ ص ۱۳۴) میں امام زین العابدینؑ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۸۶) (۳/ ۲۱۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲، ص ۹۰۶]

{هٰذَا الْخَطِیْبُ الشَّحْشَحُ}۔

یہ ماہر تقریر کرنے والا ہے۔

یہ قول جاحظ نے البیان والتبیین (۲/ ۱۱) میں، ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۱۹۷۔الف) میں اور طبری نے اپنی تاریخ (۵ / ۱۹۴) میں نقل کیا ہے۔

(۸۷) (۳/ ۲۱۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۵، ص ۹۰۸]

{اِنَّ الْاِیْمَانَ یَبْدُوْ لُمْظَةً فِی الْقَلْبِ}۔

ایمان دل میں ایک نقطے کے برابر ہوتا ہے۔

اسے ابو عبید نے غریب الحدیث (ورق ۳۰۰ ب) میں اور بخاری نے تاریخ کبیر (۳/ ۱/ ۱۵۴) میں روایت کیا ہے۔

(۸۸) (۳/ ۲۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۶۷، ص ۹۱۳]

{یَا ابْنَ اٰدَمَ! لَا تَحْمِلْ هَمَّ یَوْمِكَ الَّذِیْ لَمْ یَأْتِكَ عَلٰی یَوْمِكَ الَّذِیْ قَدْ اَتَاكَ}۔

اے آدم کے بیٹے! اُس دن کے غم کو جو ابھی نہیں آیا اُس دن کی پیٹھ پر مت لاد جو آچکا ہے۔

یہ قول ابن قتیبہ کی عیون (۲/ ۱۷/ ۳) میں اور مبرد نے کامل (۱/ ۹۲) میں نقل کیا ہے۔

(۸۹) (۳/ ۲۱۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۶۸، ص ۹۱۴]

{ اَحْبِبْ حَبِیْبَكَ هَوْنًا مَّا، عَسٰی اَنْ یَّكُوْنَ بَغِیْضَكَ یَوْمًا مَّا}۔

اپنے دوست سے بہ حد مناسب محبت کرو۔ ممکن ہے کسی دن وہ دشمن ہو جائے۔

یہ قول حدیثِ نبوی کی سے حیثیت سے ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۸۹۲ء) نے کتاب الجامع میں، الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ (۹۷۱ء) نے المعجم الصغیر میں اور الدارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) نے الافراد میں درج کیا ہے۔ اور بحیثیتِ قولِ مرتضوی بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۸۷۰ء) نے الادب المفرد (ص ۱۹۱ طبع مصر) میں، البلاذری نے انساب

الاشراف (۵/ ۹۵) میں، القالی نے امالی (۲/ ۲۰۶) اور کتاب النوادر (ص ۱۷۴) میں، ابو الطیب محمد بن احمد الوشاء النحوی متوفی ۳۲۵ھ (۹۳۷ء) نے کتاب الموشی (ص ۲۰) میں، اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۷۴) میں، العسکری نے جمہرۃ الامثال (ص ۴۹) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص ۷۹) میں نقل کیا ہے۔

(۹۰) (۳/ ۲۲۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۸۹، ص ۹۱۹]

{كَانَ لِيْ فِيْمَا مَضٰى اَخٌ فِي اللّٰهِ}۔

زمانۂ گزشتہ میں میرا ایک اللہ واسطے کا بھائی تھا۔

یہ ارشاد الحرانی تحف العقول (ص ۵۵) میں اور کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۱۰) میں لفظی اختلاف کے ساتھ بنام امام حسنؑ نقل کیا ہے۔

(۹۱) (۳/ ۲۲۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۹۱، ص ۹۲۱]

{يَاۤ اَشْعَثُ! اِنْ تَحْزَنْ عَلَى ابْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ}۔

اے اشعث! اگر تو اپنے بیٹے پر غم کھائے تو بے شک تجھ سے رشتہ کا یہی تقاضا ہے۔

یہ تعزیتی کلمات ابن قتیبہ نے عیون (۳/ ۶۱) میں، ابن عبد ربہ نے العقد (۲/ ۳۳) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں باختلاف الفاظ نقل کیے ہیں۔

(۹۲) (۳/ ۲۲۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۹۳، ص ۹۲۲]

{لَا تَصْحَبِ الْمَآئِقَ، فَاِنَّهٗ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهٗ، وَيَوَدُّ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَهٗ}۔

نادان سے دوستی مت کر کیونکہ وہ اپنا کام تجھے آراستہ کر کے دکھائے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائے۔

یہ قول ابن قتیبہ نے عیون (۳/ ۷۹) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۸) میں اور شیخ صدوق نے مصادقۃ الاخوان (ص ۵۲) میں نقل کیا ہے۔

(۹۳) (۳/ ۲۲۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۲۹۴، ص ۹۲۲]

امیر المومنین سے سوال کیا گیا کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے۔ اس کا آپ نے جواب دیا۔

{مَسِيْرَةُ يَوْمٍ لِّلشَّمْسِ}۔

سورج کا ایک دن کا راستہ۔

یہ ارشاد ابن عبد ربہ العقد (۱/ ۲۱۵) میں، ابوحیان التوحیدی نے کتاب البصائر (ص ۱۳۷) میں اور سید مرتضی نے امالی (۱/ ۱۹۸) میں نقل کیا ہے۔

(۹۴) (۳/ ۲۰۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت 227، ص 891]

{اَلْاِيْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ}۔

ایمان دل سے پہچاننا، زبان سے اقرار کرنا، اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنا ہے۔

اس قول کو شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۴۵) میں اور شیخ الطائفہ نے امالی (۲۸۶) میں بحیثیتِ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کیا ہے۔

(۹۵) (۳/ ۲۲۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱۲، ص ۹۲۷]

{وَفِي الْقُرْاٰنِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ، وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ، وَحُكْمُ مَابَيْنَكُمْ}۔

قرآن میں تمہارے پیشرووں کی خبر، پیشرووں کی بابت پیشین گوئی اور تمہارے معاملات سے متعلق حکم ہیں۔

یہ قول ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۲۰۸) میں بحیثیت قولِ نبوی نقل کیا ہے۔

(۹۶) (۲۲۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۱۶، ص ۹۲۸]

{ اَنَا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ، وَ الْمَالُ يَعْسُوبُ الْفُجَّارِ }۔

میں مومنوں کا سردار ہوں اور مال فاسقوں کا سردار ہے۔

یہ قول ابو لقاسم الزجاجی نے کتاب الامالی (ص۹۱) میں، شیخ الطائفہ نے امالی (ص۳۳۱) میں اور ابن شیخ الطائفہ نے امالی (ص٦) میں اور شیخِ صدوق نے اکمال الدین (بحار ۱۷/ ۳۰۷) میں نقل کیا ہے۔

(۹۷) (۲۳۰/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۲۲، ص ۹۳۰]

{ اِرْجِعْ، فَاِنَّ مَشْىَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِىْ فِتْنَةٌ لِّلْوَالِىْ، وَ مَذَلَّةٌ لِّلْمُؤْمِنِ }۔

واپس جاؤ کیونکہ تم جیسے شخص کا مجھ ایسے کے ساتھ پیدل چلنا حاکم کے لئے آزمائش اور مومن کے لئے ذلّت ہے۔

اسے طبری نے اپنی تاریخ (ج٦ ص ۳۵) میں نقل کیا ہے۔

(۹۸) (۲۳۱/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۲۵، ص ۹۳۱]

{ اِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلٰى قَدْرِ سُرُوْرِهِمْ بِهٖ }۔

اُس پر ہمیں اتنا ہی غم ہے، جتنی دشمن کو خوشی ہے۔

اسے ابراہیم الثقفی نے کتاب الغارات (ابن ابی الحدید ۱ / ۳۹۴) میں نقل کیا ہے۔

(۹۹) (۲۳۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۳۳، ص ۹۳۳]

{ اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُهٗ فِىْ وَجْهِهٖ، وَ حُزْنُهٗ فِىْ قَلْبِهٖ الخ }۔

ایمان والے کی خوشی اُس کے چہرے پر اور رنج دل کے اندر ہوا کرتا ہے۔

یہ ارشاد کلینی نے اصول الکافی (ص ۲۰۸) میں اور شیخِ صدوق نے امالی (بحار ۱۷ / ۲۸۸ و ۲۸۹) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۰۰) (۳/ ۲۳۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۳۷، ص ۹۳۴]

{اَلدَّاعِیْ بِلَا عَمَلٍ کَالرَّامِیْ بِلَا وَتَرٍ}۔

بے عمل دُعا کرنے والا ایسا ہے جیسے بے تانت کی کمان سے تیر چلانے والا۔

اسے الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۴) میں امیرالمومنینؑ سے اور ابونعیم نے حلیہ (ج ۳، ص ۱۹۴) میں امام جعفر الصادقؑ سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۱) (۳/ ۲۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۴۸، ص ۹۳۶]

{اَشَدُّ الذُّنُوْبِ مَا اسْتَهَانَ بِهٖ صَاحِبُهٗ}۔

سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہ گار معمولی جانے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص ۳۷) اور ابو ہلال العسکری نے کتاب الصناعتین (ص ۲۴۰) میں معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۱۰۲) (۳/ ۲۳۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۴۹، ص ۹۳۶]

{مَنْ نَّظَرَ فِیْ عَیْبِ نَفْسِهٖ اشْتَغَلَ عَنْ عَیْبِ غَیْرِهٖ الخ}۔

جو اپنی ذات کے عیب دیکھے گا وہ دوسروں کے عیب نظرانداز کرے گا۔

یہ قول کلینی نے فروعِ کافی (۳/ ۱۰) میں، الحرانی نے تحف العقول (ص ۱۹ و ۲۰) میں اور ابن عبد ربہ نے العقد (۱/ ۲۷۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۳) (۳/ ۲۳۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۵۴، ص ۹۳۸]

امیرالمومنینؑ کے سامنے کسی شخص نے دوسرے شخص کو بیٹے کے پیدا ہونے کی مبارکباد دی۔

{لِیُهْنِئْكَ الْفَارِسُ الخ}۔

شاہسوار مبارک ہو۔

اس کو سُن کر ارشاد فرمایا:

{لَا تَقُلْ ذٰلِكَ الخ}۔

یہ مت کہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۵) میں بحیثیتِ قولِ امام حسنؑ نقل کیا ہے۔

(۱۰۴) (۲۳۸/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۶۰، ص ۹۴۰]

{ لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ اَحَدٍ سُوْٓءًا، وَ اَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مُحْتَمَلًا }۔

کسی شخص کو اُس بات پر سوء ظن مت کر جس میں کوئی بھلا احتمال نکل سکتا ہو۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۰) میں، شیخ مفید نے کتاب الاختصاص (بحار ۱۲۵/۱۷) میں اور کلینی نے اصول الکافی (۲۳۶) میں امیر المومنینؑ سے اور البیہقی نے کتاب المحاسن (۵۷/۲) میں نبیؐ سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۵) (۲۳۹/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۶۷، ص ۹۴۱]

{ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ! مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُّوْبِئٌ الخ }۔

لوگو! دُنیا کا مال ہلاکت آفریں ہے۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۲) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۶) (۲۴۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۱، ص ۹۴۳]

{ لَا شَرَفَ اَعْلٰى مِنَ الْاِسْلَامِ الخ }۔

اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں۔

یہ وصیّت الحرانی نے تحف العقول (ص ۲۰) میں، کلینی نے فروعِ کافی (۱۰/۳) میں اور شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۵۲) میں نقل کی ہے۔

(۱۰۷) (۲۴۲/۳) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۲، ص ۹۴۴]

{ يَا جَابِرُ! قِوَامُ الدِّيْنِ وَ الدُّنْيَا بِاَرْبَعَةٍ: عَالِمٍ مُّسْتَعْمِلٍ عِلْمَهٗ، وَ جَاهِلٍ لَّا يَسْتَنْكِفُ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الخ }۔

جابر، دنیا کا مدار چار پر ہے: اُس عالم پر جو اپنا علم کام میں لائے، اور اُس جاہل پر جو سیکھنے کو عار نہ جانے۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۵ب) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۸) (۳/۶۱و ۲۴۵) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۷۹، ص ۹۴۶]

{ اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ، وَ رِزْقٌ يَّطْلُبُكَ }۔

رزق دو قسم کے ہیں، ایک وہ رزق جو تو تلاش کرے اور دوسرا وہ جو تجھے ڈھونڈے۔

یہ قول دراصل امیرالمومنینؑ کے اُس طویل خط کا جزو ہے جو حضرت امام حسن علیہ السلام کو لکھا تھا، ابن عبدربہ نے العقد (۱/۳۹۰) میں نقل کیا ہے۔

(۱۰۹) (۳/۲۴۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۸۷، ص ۹۴۹]

{كُلُّ نَعِيْمٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ فَهُوَ مَحْقُوْرٌ }۔

جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر ہے۔

اسے کلینی نے فروع الکافی (ج ۳ص ۱۰) میں روایت کیا ہے۔

(۱۱۰) (۳/۲۴۷) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۹۰، ص ۹۴۹]

{لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ }۔

مومن کے لئے تین گھڑیاں ہوتی ہیں۔

یہ ارشاد شیخ الطائفہ نے امالی (ص۹۱) میں اور الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۷) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۱) (۳/۲۴۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۳۹۶، ص ۹۵۰]

{اَلْمَنِيَّةُ وَلَا الدَّنِيَّةُ }۔

موت قبول، ذلت نامنظور۔

یہ ارشاد الحرانی نے تحف العقول (ص۲۰و ۴۸) میں، کلینی نے فروع الکافی (۳/۱۰) میں اور شیخ مفید نے الارشاد (ص ۲۷) میں باختلافِ الفاظ نقل کیا ہے۔

(۱۱۲) (۳/۲۵۰) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۰۴، ص ۹۵۲]

{ سُئِلَ عَنْ مَّعْنٰی قَوْلِهِمْ: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ: اِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا }۔

آپ سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا ہم اللہ کے ساتھ کسی شے کی ملکیت میں شریک نہیں ہیں۔

یہ قول ابن درید نے المجتبیٰ (۳۸) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۳) (۳/۲۵۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۱۷، ص ۹۵۶]

{وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَآئِلٍ قَالَ بِحَضْرَتِهٖ: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'': ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ! اَتَدْرِیْ مَا الْاِسْتِغْفَارُ؟ الخ }۔

کسی نے حضرت کے روبرو استغفر اللہ کہا۔ اس پر آپؑ نے فرمایا: بدنصیب، تو یہ بھی جانتا ہے کہ استغفار کیا چیز ہے۔؟

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۴۶) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۴) (۳/۲۵۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۲۳، ص ۹۵۸]

{مَنْ اَصْلَحَ سَرِيْرَتَهٗ اَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهٗ}۔

جس نے اپنا باطن سنوار لیا، اللہ اُس کا ظاہر سنوار دے گا۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۹) میں نقل کیا ہے۔ مگر مبرد نے الکامل (۱/۲۰۷) میں اسے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۱۵) (۳/۲۵۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۳۲، ص ۹۶۰]

{اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ هُمُ الَّذِيْنَ نَظَرُوْٓا اِلٰى بَاطِنِ الدُّنْيَا اِذَا

نَظَرَ النَّاسُ اِلٰی ظَاهِرِهَا}۔

بیشک اللہ کے دوست وہ ہیں، جو دنیا کے باطن کو دیکھتے ہیں، جب کہ اور لوگ اُس کے ظاہر کو دیکھتے ہوتے ہیں۔

یہ قول ابونعیم نے حلیہ (۱/ ۱۰) میں عیسیٰؑ کے قول کے طور پر اور شیخِ مفید نے مجالس (بحار ۱۷/ ۱۹۴) میں بحیثیتِ ارشادِ علوی نقل کیا ہے۔

(۱۱۶) (۳/ ۲۵۸) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۴۳، ص ۹۶۳]

{مَالِكٌ وَّ مَا مَالِكٌ! وَاللّٰهِ! لَوْ كَانَ جَبَلًا لَّكَانَ فِنْدًا الخ}۔

مالک، کون مالک؟ اگر وہ پہاڑ ہوتا، تو بہت بڑا ہوتا۔

یہ قول ابوعمر الکندی متوفی ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) نے کتاب الولاۃ (ص ۲۴) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۷) (۳/ ۲۶۱) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۵۸، ص ۹۶۷]

{اَلْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَيْثُ يَضُرُّكَ عَلَى الْكَذِبِ حَيْثُ يَنْفَعُكَ}۔

ایمان یہ ہے کہ سچ کو، جب کہ وہ ضرر دے رہا ہو، جھوٹ پر ترجیح دے، جب کہ اُس سے فائدہ پہنچ سکتا ہو۔

یہ قول الحرانی نے تحف العقول (ص ۵۱) میں امیر المومنین علیہ السلام سے اور البرقی نے کتاب المحاسن (۸۷ الف) میں امام جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

(۱۱۸) (۳/ ۲۶۲) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۶۰، ص ۹۶۷]

{اَلْحِلْمُ وَ الْاَنَاةُ تَوْاَمَانِ يُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ}۔

بردباری اور نرمی جڑواں بچّے ہیں جنھیں عالی ہمتی جنم دیتی ہے۔

یہ قول ابن المعتز نے کتاب البدیع (ص ۵) میں اور ابو ہلال العسکری نے الصناعتین (ص ۲۱۳) میں نقل کیا ہے۔

(۱۱۹) (۳/ ۲۶۴) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۶۹، ص ۹۷۰]

{يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَ مُبْغِضٌ قَالٍ}۔

میرے معاملے میں دو قسم کے انسان ہلاک ہوں گے: محبت میں غلو کرنے والا دوست اور کینہ رکھنے والا دشمن۔

یہ قول شیخِ صدوق نے امالی (مجلس ۸۹) اور البیہقی نے المحاسن (۱/ ۲۹) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۰) (۳/ ۲۱۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۷۸، ص ۹۷۲]

{مَا اَخَذَ اللهُ عَلَى اَهْلِ الْجَهْلِ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْا حَتّٰى اَخَذَ عَلَى اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يُّعَلِّمُوْا}۔

خدا نے جاہلوں سے علم سیکھنے کا عہد اُس وقت لیا جب عالموں سے تعلیم دینے کا عہد لے لیا۔

یہ قول ابن مسکویہ نے جاویدان خرد (۹۵ ب) میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۱) (۳/ ۲۶۶) [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار، حکمت ۴۷۹، ص ۹۷۳]

{شَرُّ الْاِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهٗ}۔

سب سے بُرا بھائی وہ ہے جس کے لئے تکلف کرنا پڑے۔

یہ قول ابو حیان التوحیدی نے کتاب فی الصداقۃ والتصدیق (ص ۸۶) اور کتاب البصائر (ص ۱۴۵) میں نقل کیا ہے۔

جامعین خطب وغیرہ

نہج البلاغہ کی جمع وترتیب سے پہلے جن اصحاب نے امیر المومنینؑ کے خطبوں اور خطوں وغیرہ کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا تھا، اُن میں سے اکثر کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔ ذیل میں اُن مصنفوں کے نام پیش کرتا ہوں، جن کا ذکر اس لئے نہ کرسکا کہ اُن کی کتابیں ضائع ہو چکی ہیں، یا اُن کی خاص خطبوں وغیرہ پر لکھی ہوئی کتابوں کا اوپر مذکور نہیں ہوا، یا اُن کی بعض ایسی تالیفات کا نام نہیں لیا گیا تھا جن میں خطبے اور خطوط وغیرہ کا اندراج ہوا ہوگا۔

آگے بڑھنے سے قبل یہ بھی عرض کردوں کہ مسعودی کے بیان کے مطابق امیر المومنینؑ کے خطبوں کی تعداد (۴۸۰) سے کچھ اوپر ہے۔

یہ خطبے علی البدیہہ دیے گئے تھے اور اہلِ علم میں قولاً وعملاً متداول ہیں۔ [۱]

(۱) زید بن وہب الجُہنی الکوفی متوفی ۹۶ھ (۷۱۴ء)۔ اُنہوں نے ”**کتاب خطب امیر المومنین علیہ السلام علی المنابر فی الجمع والاعیاد و غیرہا**“۔ نام کی تالیف چھوڑی تھی۔ یہ کتاب پانچویں صدی ہجری تک محفوظ تھی اور شیخ الطائفہ ابوجعفر الطوسی متوفی ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔ [۲]

(۲) ابو یعقوب اسمٰعیل بن مہران بن محمد بن ابی نصر السکونی الکوفی متوفی بعد ۱۴۸ھ (۷۱۵ء)۔ انہوں نے ”کتاب خطب امیر المومنینؑ“ مرتّب کی تھی اور یہ کتاب بھی پانچویں صدی ہجری تک موجود تھی اس لئے کہ ابوالعباس احمد النجاشی متوفی ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) نے اسے روایت کیا تھا۔ [۳]

---

[۱] مروج الذہب ۲/۳۶۔

[۲] فہرست الطوسی ۱۴۸ و نہج المقال ورق ۱۴۲۔الف۔

[۳] طوسی: ۱۱ ونجاشی: ۱۹ ولسان المیزان ۱/۴۳۹ وابن ندیم: ۱۳ ۳ونہج ورق ۴۱۔الف۔

(۳) ابومخنف لُوط بن یحیٰی الازدی الغامدی متوفی قبل ۱۷۰ھ (۷۸۶ء) مُورخِ مشہور۔ابن ندیم نے اس کی ۳۳ کتابوں کے نام لکھے ہیں،جن میں سے حسبِ ذیل کے اندر آپ کے خطبوں کا درج ہونا یقینی ہے:[1]

کتاب الجمل، کتاب الصفین، کتاب اہل النہروان والخوارج، کتاب الغارات، کتاب مقتل علیؑ، کتاب مقتل محمد بن ابی بکر والاشتر و محمد بن ابی حذیفہ، کتاب الشوریٰ، و مقتل عثمانؓ۔

(۴) ابومحمد (یا ابو بشر) مِسعدہ بن صَدَقۃ العبدی الکوفی شاگرد امام موسیٰ کاظمؑ متوفی ۱۸۳ھ (۷۹۹ء)۔انہوں نے "کتاب خطب امیر المومنین علیہ السلام" مرتب کی تھی۔اسے بھی نجاشی نے روایت کیا ہے۔[2]

(۵) ابواسحٰق ابراہیم بن الحکم بن ظہیر الفرازی الکوفی۔یہ قاضی شریک متوفی ۱۷۷ھ (۷۹۳ء) کا بھی شاگرد ہے۔اس نے "کتاب الملاحم" کے علاوہ خاص طور پر "کتاب خطب علیؑ" بھی تالیف کی تھی اور اسے بھی نجاشی نے پڑھا تھا۔[3]

(۶) ابواسحٰق ابراہیم بن سلیمان النہمی الکوفی الخزّاز۔یہ ابراہیم الفزاری کا شاگرد اور کتاب الخطب، کتاب الدعا، کتاب خلق السمٰوات اور کتاب مقتل امیر المومنین کا مصنف ہے۔[4]

(۷) ابومُنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی متوفی ۲۰۶ھ (۸۲۱ء)۔ابن ندیم نے اس کی کتابوں کی جو لمبی فہرست دی ہے۔اس میں "کتاب مقتل عثمان" "کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب النہروان، کتاب الغارات، کتاب مقتل امیر المومنین کے علاوہ خود "کتاب

---

[1] فہرست ابن ندیم ۱۳۶ و نہج ورق ۲۷۷ب۔
[2] طوسی ۱۱ و نجاشی ۱۱ و منہج ورق۔ب و کشف العجب ۲۰۶۔
[3] طوسی ۱۱ و نجاشی ۱۱ و منہج ورق۔ب و کشف العجب ۲۰۶۔
[4] طوسی ۱۳ و منہج ورق ۸ب، لسان ۱/۳۶۔

خطب علیؑ" بھی ہے۔ جو نجاشی کے مطالعہ میں بھی آچکی ہے۔ [1]

(۸) ابوعبداللہ محمد بن عمر الواقدی المدنی قاضی بغداد متوفی ۲۰۷ھ (۸۲۳ء)۔ ابن ندیم نے اس کی جن کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ اُن میں سے "کتاب الجمل"۔ کا حوالہ خود سید رضی دے چکے ہیں۔ باقی میں سے "کتاب صفین" اور "کتاب السنۃ والجماعۃ وذم الھوی وترک الخوارج فی الفتن" بھی قابل لحاظ ہیں۔ [2]

(۹) ابوالمفضل نضر بن مزاحم المنقری الکوفی العطار متوفی ۲۱۲ھ (۸۲۷ء) کی "کتاب صفین" کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں۔ لیکن نجاشی نے اس کی کتاب الجمل، کتاب النہروان اور کتاب الغارات بھی پڑھی تھیں۔ یہ سب بھی خطب وخطوط امیر المومنین پر مشتمل ہیں۔ [3]

(۱۰) ابوالخیر صالح بن ابی الحمّاد الرازی متوفی بعد ۲۱۴ھ (۸۲۹ء)۔ اس کی "کتاب خطب امیر المومنین" بھی نجاشی نے روایت کی ہے۔ [4]

(۱۱) ابو الحسن علی بن محمد المدائنی متوفی ۲۲۴ھ (۸۳۹ء)۔ ابن ندیم نے اس کی مصنفات بھی گنائی ہیں اور ان میں علاوہ "تاریخ الخلفاء" اور "کتاب الاحداث والفتن" کے "کتاب خطب علیؑ وکتبہ الی عُمّالہ" بھی درج کی ہے۔ [5]

(۱۲) ابولقاسم عبد العظیم بن عبد اللہ بن علی الحسنی الرازی متوفی ۲۵۰ھ (۸۶۴ء) تقریباً انھوں نے بھی "کتاب خطب علیؑ" مرتب کی تھی۔ [6]

---

[1] ابن ندیم ۱۴۰ ونجاشی ۳۰۵ ومنہج ورق ۳۷۴ب۔

[2] ابن ندیم ۱۴۴۔

[3] نجاشی ۳۰۱ ومنہج ورق ۳۶۲۔الف۔

[4] نجاشی ۱۴۰ ومنہج ورق ۱۷۱۔ب۔

[5] ابن ندیم ۱۴۹ ومعجم الادبا لیاقوت ۱۴ / ۱۲۴۔

[6] منہج ورق ۱۸۹۔ب وفہرست کتاب خانہ عمومی معارف ۱۳۹۔

(۱۳) ابواسحاق ابراہیم بن محمد الثقفی متوفی ۲۸۳ھ (۸۹۶ء) کی "کتاب الغارات" کا ذکر آچکا ہے لیکن مسئلہ زیرِ بحث پر اس کی حسبِ ذیل کتابیں خاص اہمیت رکھتی ہیں:

کتاب رسائل علیؑ۔ کتاب کلام علی فی الشوری۔ اور کتاب الخطب المعربات۔

ان کے علاوہ "کتاب السقیفہ، کتاب مقتل عثمانؓ، کتاب بیعت امیر المومنین، کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب النہروان اور کتاب مقتل امیر المومنینؑ" میں بھی آپ کے خطبات اور مکاتیب کی خاص تعداد منقول ہونا چاہیے۔ [۱]

(۱۴) ابوجعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری (معاصر ابن جریر الطبری مورخ مشہور) اس نے "کتاب المسترشد فی الامامہ" اور "کتاب الرواۃ عن اہل البیتؑ" میں آپ کے خطبے وغیرہ نقل کیے ہیں۔ [۲]

(۱۵) ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۸ھ (۹۳۹ء) نے "کتاب الکافی" کے علاوہ جس کے حوالے اوپر گزر چکے ہیں "کتاب رسائل الائمہ" بھی زیرِ بحث موضوع پر لکھی تھی۔ [۳]

(۱۶) ابو احمد عبد العزیز بن یحیی بن احمد بن عیسیٰ الجلودی الازدی البصری متوفی ۳۳۲ھ (۹۴۱ء) نے حسبِ ذیل کتابیں تصنیف کی تھیں:

کتاب الجمل، کتاب صفین، کتاب الحکمین، کتاب الغارات، کتاب الخوارج، کتاب حروب علیؑ، کتاب خطب علیؑ، کتاب شعر علیؑ، کتاب رسائل علیؑ، کتاب مواعظ علیؑ، کتاب ذکر کلام علیؑ فی الملاحم، کتاب قول علیؑ فی الشوری، کتاب ما کان بین علیؑ وعثمان من الکلام، کتاب قضاء علیؑ، کتاب الدعا عن علیؑ، کتاب الادب عن علی علیہ السلام۔ [۴]

---

[۱] طوسی ۱۶۔ معجم الیاقوت ۱ / ۲۳۳ و منہج ورق ۱۲۔ ب ومنہاج ۳۱۔

[۲] منہج ورق ۲۹۶۔ الف۔ لسان ۵ / ۱۰۳۔ وفہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸۔

[۳] منہج ورق ۳۳۹۔ الفہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸۔

[۴] رجال نجاشی ۱۶۷ و ابن ندیم ۱۶۷ و نقد الایضاح ۱۸۳ و منہج ورق ۱۸۸۔ ب۔

(۱۷) ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۶ھ (۹۵۷ء)۔ اس نے کتاب اخبار الزماں، کتاب الاوسط اور مروج الذہب کے علاوہ "حدائق الاذہان فی اخبار آل محمد علیہم السلام" اور "مزاہر الاخبار وطرائف الآثار"۔ میں امیر المومنینؑ کے خطبے وغیرہ خاصی تعداد میں نقل کیے تھے۔ مگر سوء اتفاق سے یہ کتابیں اب دستیاب نہیں ہوتیں۔ [۱]

(۱۸) ابو طالب عبید اللہ بن ابی زید احمد بن یعقوب بن نصر الانباری متوفی ۳۵۶ھ (۹۶۷ء) نے جو ۱۴۰ کتابوں کا مؤلف ہے، ایک کتاب بنام "کتاب ادعیۃ الائمہ" لکھی تھی، جس میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی دعائیں مندرج تھیں۔ [۲]

(۱۹) ابو عبد اللہ احمد بن ابراہیم بن ابی رافع الصَّمیری الکوفی البغدادی استاد شیخ مفید نے "کتاب الکشف فیما یتعلق بالسقیفہ" اور "کتاب الضیاء" (یا الصفاء) فی تاریخ الائمہ" میں آپ کا کلام درج کیا ہے۔ [۳]

(۲۰) ابو العباس یعقوب بن احمد الصمیری نے جو متقدم الذکر کا بیٹا معلوم ہوتا ہے۔ "کتاب فی کلام علیؑ وخطبہ" لکھی تھی۔ [۴]

(۲۱) ابو سعید منصور بن الحسین الآبی الوزیر متوفی ۴۲۲ھ (۱۰۳۱ء) نے "نزہۃ الادب فی المحاضرات" اور اس کے اختصار "نثر الدر" میں آپ کا کلام نقل کیا ہے۔ موخر الذکر کا ایک مخطوطہ نجفِ اشرف کے کتاب خانے میں محفوظ ہے۔ [۵]

آخر میں اتنا عرض کر دینا مناسب ہے کہ میرا یہ مقالہ جامع و مانع حیثیت نہیں رکھتا جیسے

---

[۱] مروج الذہب ۲/۳۹۔

[۲] طوسی ۱۸۶ و نجاشی ۱۶۱ و منہج ۱۹۲۔الف۔

[۳] طوسی ۱۹ و نجاشی ۶۱ و منہج ۱۶۔الف۔

[۴] ابن ابی الحدید ۲/۲۲۰۔

[۵] کشف الظنون، حرف (ن) و فہرست کتاب خانہ عمومی ۱۳۸ و ۱۳۹۔

جیسے میرا مطالعہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، مزید حوالے ملتے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ کسی اگلی صحبت میں نئے نتائج مطالعہ بھی پیش کروں۔

جہاں تک نہج البلاغہ کے "استناد" کا تعلق ہے یہ ایک مستقل مضمون ہے۔ اس کے بعد وہ حصّہ لکھا جائے گا جس کا تعلق نہج البلاغہ کے مضامین سے ہے اور یہ جانچنے کی کوشش کی جائے گی کہ کیا یہ باتیں امیر المومنینؑ کی کہی ہوئی یا لکھی ہوئی مانی جا سکتی ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَ آخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فہرستِ ماخذ

۱۔الاخبارالطوال الدینوری،لیدن،۱۸۸۸ء۔

۲۔ادب الدنیاوالدین للماوردی،قسطنطیہ،۱۲۹۹ھ۔

۳۔الادب المفرد للبخاری،مصر،۱۳۴۹ھ۔

۴۔الارشاد للشیخ المفید،ایران،۱۲۹۹ھ۔

۵۔اصول الکافی للکلینی،۱۲۷۸ھ۔

۶۔اعجاز القرآن للباقلانی مصر:۱۳۱۷ھ۔

۷۔اعلام نہج البلاغہ،مخطوطہ،رامپور۔

۸۔الاغانی للاصبہانی،مصر،۱۳۲۲ھ۔

۹۔افضل الصلوات لیوسف اللبہانی،مصر۔

۱۰۔اکتفاءالتنوع للامریکانی،مصر،۱۳۱۳ھ۔

۱۱۔اکمال الدین للشیخ الصدوق،ایران،۱۳۰۱ھ۔

۱۲۔آمالی الزجاجی،مصر،۱۳۲۴ھ۔

۱۳۔امالی شیخ الصدوق،ایران،۱۲۸۷ھ۔

۱۴۔امالی شیخ الطائفہ،ایران،۱۳۱۳ھ۔

۱۵۔امالی ابن شیخ الطائفہ،ایران،۱۳۱۳ھ۔

۱۶۔امالی القالی،مصر،۱۳۲۴ھ۔

۱۷۔امالی المرتضیٰ،مصر،۱۳۲۵ھ۔

۱۸۔امالی الیزیدی،حیدرآباد،۱۳۶۸ھ۔

۱۹۔الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ،مصر،۱۳۲۷ھ۔

۲۰۔الاموال لابی عبید القاسم بن الہروی،مصر،۱۳۵۳ھ۔

۲۱۔انساب الاشراف للبلاذری،یروشلم،۱۶۳۶ء۔

۲۲۔انساب السمعانی،لیدن،۱۹۱۲ء۔

۲۳۔الاوائل للعسکری،مخطوطہ رامپور۔

۲۴۔الایجاز والاعجاز للثعالبی،قسطنطنیہ،۱۳۰۱ھ۔

۲۵۔بحار الانوار للمجلسی،ایران،۱۳۰۴ھ۔

۲۶۔البصائر للتوحیدی،مخطوطہ رامپور۔

۲۷۔البیان والتبیین للجاحظ،مصر،۱۳۱۱ھ۔

۲۸۔تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ للدکتور بروکلمان الالمانوی،المانیا،۱۸۹۸۔۱۹۰۲ء۔

۲۹۔ایضاً،اللطبعۃ الثانیہ،لیڈن،۳۹۔۱۹۳۷ء۔

۳۰۔تاریخ بغداد للخطیب،مصر،۱۳۴۹ھ۔

۳۱۔تاریخ الطبری،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۳۲۔تاویل مختلف الحدیث لابن قتیبہ،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۳۳۔تتمہ الیتیمۃ للثعالبی،تہران،۱۳۵۳ھ۔

۳۴۔تجارب الامم لابن مسکویہ،لیدن،۱۹۰۹ء۔

۳۵۔تحف العقول للحرانی،ایران،۱۳۰۲ھ۔

۳۶۔تمییز الطیب من الخبیث:مصر،۱۳۲۴ھ۔

۳۷۔التنبیہ والاشراف للمسعودی،لیڈن،۱۸۹۴ء۔

۳۸۔التوحید للشیخ الصدوق۔ایران،۱۳۲۱ھ۔

۳۹۔تہذیب التہذیب،حیدرآباد،۱۳۲۶ھ۔

۴۰۔ثمار القلوب للثعالبی،مصر،۱۳۲۶ھ۔

۴۱۔جاویدان خرد لابن مسکویہ،مخطوطہ رامپور۔

۴۲۔جمہرۃ الامثال،بمبئی،۱۳۰۷ھ۔

۴۳۔حقائق التنزیل للرضی،النجف الاشرف،۱۳۵۵ھ۔

۴۴۔الحیوان للجاحظ،مصر،۵۔۱۳۲۳ھ۔

۴۵۔حلیۃ الاولیاء،لابی نعیم،مصر،۱۳۵۱ھ۔

۴۶۔خصائص الائمہ للرضی،مخطوطہ رامپور۔

۴۷۔رجال النجاشی،بمبئی،۱۳۱۷ھ۔

۴۸۔روضات الجنات،ایران،۱۳۰۷ھ۔

۴۹۔سرح العیون لابن نباتہ،مخطوطہ رامپور۔

۵۰۔سمط اللآلی للوزیر البکری،مصر،۱۳۵۴ھ۔

۵۱۔شذرات الذہب،مصر،۱۳۵۰ھ۔

۵۲۔شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید،ایران۔

۵۳۔ایضاً لابن میثم،ایران۔

۵۴۔الصناعتین للعسکری،آستانہ،۱۳۲۰ھ۔

۵۵۔الظرف والظرفاء۔الموشی۔مصر،۱۳۲۴ھ۔

۵۶۔العقد الفرید،مصر،۱۲۹۳ھ،وطبع ثانی،مصر،۱۳۵۹ھ۔

۵۷۔علل الشرائع،ایران،۱۲۸۹ھ۔

۵۸۔عیون الاخبار لابن قتیبہ،مصر،۱۳۴۳ھ۔

۵۹۔غریب الحدیث لابی عبید القاسم بن سلام الہروی،مخطوطہ رامپور۔

۶۰۔الغریبین لابی عبید الہروی،مخطوطہ رامپور،قبل ع۵۰ھ۔

۶۱۔الفاخر للمفضل بن سلمۃ الکوفی،لیڈن،۱۹۱۵ء۔

۶۲۔فروع الکافی (کتاب الروضۃ) لکھنؤ،۱۳۰۲ھ۔

۶۳۔فہرست ابن ندیم،مصر،۱۳۴۸ھ۔

۶۴۔فہرست الطوسی،کلکتہ،۱۲۷۱ھ۔

۶۵۔فہرست کتابخانہ عمومی معارف،تہران۔

۶۶۔الکامل للمبرد،مصر،۱۳۰۸ھ،وطبع ثانی،مصر ۱۳۵۵ھ۔

۶۷۔الکامل فی التاریخ،مصر،۱۲۹۰ھ۔

۶۸۔کتاب البدیع لابن معتز العباسی،انگلستان ۱۳۳۵ھ۔

۶۹۔کتاب الجمل للشیخ المفید،النجف الاشرف۔

۷۰۔کتاب الصفین لابن مزاحم الکوفی،ایران۔

۷۱۔کتاب الصداقۃ والصدیق للتوحیدی،مصر،۱۳۲۳ھ۔

۷۲۔کتاب الولاۃ للسکندی،بیروت،۱۹۰۸ء۔

۷۳۔کشف الحجب،کلکتہ،۱۳۳۰ھ۔

۷۴۔کشف الظنون،استانبول،۶۲۔۱۳۶۰ھ۔

۷۵۔کنز العمال،حیدرآباد،۱۵۔۱۳۱۲ھ۔

۷۶۔لسان المیزان،حیدرآباد،۱۳۳۱ھ۔

۷۷۔مجازات الآثار النبویہ للرضی،بغداد،۱۳۲۸ھ۔

۷۸۔المجتنیٰ لابن درید،حیدرآباد،۱۳۴۲ھ۔

۷۹۔المحاسن والآداب للبرقی،مخطوطہ رامپور۔

۸۰۔المحاسن والمساوی للبیہقی،مصر،۱۳۲۵ھ۔

۸۱۔محاضرۃ الابرار لابن العربی،مصر،۱۲۸۲ھ۔

۸۲۔مختصر جامع بیان العلم لابن عبدالبر،مصر،۱۳۲۰ھ۔

۸۳۔مرآۃ الجنان للیافعی،حیدرآباد،۱۳۵ھ۔

۸۴۔مروج الذہب،مصر،۱۲۸۳ھ۔

۸۵المستدرک للحاکم،حیدرآباد،۴۲۔۱۳۳۶ھ۔

۸۶۔مصادقۃ الاخوان،تہران،۱۳۶۶ھ۔

۸۷۔معانی الاخبار،ایران،۱۲۸۶ھ۔

۸۸۔معجم الادباء للحموی،مصر،۱۳۵۷ھ۔

۸۹۔معرفۃ علوم الحدیث للحاکم،مصر،۱۹۳۷ء۔

۹۰۔مقاتل الطالبین،تہران،۱۳۰۷ھ۔

۹۱۔مناقب ابن شہرآشوب،بمبئی۔

۹۲۔منتخبات البیان والتبیین للثعالبی،قسطنطنیہ،۱۳۰۱ھ۔

۹۳۔منہاج النہج البلاغۃ،لکھنؤ۔

۹۴۔منہج المقال،مخطوطہ رامپور۔

۹۵۔مہج الدعوات لابن طاووس،ایران،۱۳۱۸ھ۔

۹۶۔میزان الاعتدال،لکھنؤ،۱۲۰۱ھ۔

۹۷۔نقد الایضاح،کلکتہ،۱۲۷۱ھ۔

۹۸۔نہج البلاغہ،مصر، بتصحیح محی الدین عبدالحمید۔

۹۹۔وفیات الاعیان لابن خلقان،مصر،۱۲۷۵ھ۔

۱۰۰۔یتیمۃ الدہر للثعالبی،دمشق،۱۳۰۳ھ

تمام شد